صحیح بخاری کے پچیس مقامات "قال بعض الناس" کی وضاحت

رسالہ نافعہ موسومہ

www.KitaboSunnat.com

مایفید الناس

فی شرح

قال بعض الناس

مع

مقدمۃ صحیح البخاری

مؤلف

جناب مفتی اللہ بخش صاحب خطیب دار الحدیث محمدیہ ملتان

ادارہ توحید و سنت مسجد اہل حدیث اشرف کالونی ملتان
نزد چوک رحیم معصوم شاہ روڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری کے پچیس مقامات' قال بعض الناس کی وضاحت

رسالہ نافعہ موسومہ

مایفید الناس

فی شرح

قال بعض الناس

مع

مُقدّمۃ صحیح البخاری

مؤلف

جناب مفتی اللہ بخش صاحب خطیب دار الحدیث محمدیہ ملتان

ناشر

ادارہ توحید وسُنّت مسجد اہل حدیث اشرف کالونی ملتان

نزد چوک رحیم معصوم شاہ روڈ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھنے والوں سے اپنی والدہ مرحومہ کے
حق میں دعائے مغفرت کا طالب
عبداللہ کلیم

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹-
نمبر ....

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین رسالہ ہذا

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
مقدمہ صحیح بخاری	١	بخاری کی شروحات	١٦
حالات امام بخاری	١	کتاب الزکوۃ باب فی الرکاز الخمس	١٧
مناقب امتیازی حالات	١	مسئلہ خلافیہ خمس معدن میں جمہور کے دلائل	"
حفظ احادیث	٢	شبہ احناف (١)	١٩
فہم وذہانت وقوت اجتہادیہ	٢	شبہ احناف (٢)	٢٠
تاریخ ولادت ووفات	٢	احناف کے دلائل اور ان کے جواب	"
حلیہ مبارک	٦	صحیح بخاری میں پہلا مقام	٢٢
شیوخ بخاری	٦	زیر تحقیق بحث	٢٣
امام بخاری کا مسلک	٧	استدلال لغوی کا رد	"
تصانیف بخاری	٧	الزام (٢) احناف پر	١٧
قصہ امام بخاری کا محمد ذہلی کے ساتھ	٧	کتاب الہبۃ باب اذا قال اخدمتک ہذہ	
حالات ومتعلقات صحیح بخاری	٨	الجاریۃ علی ما یتعارف الناس فہو جائز	٢٦
سبب تالیف جامع صحیح بخاری	٩	دوسرا مقام وقال بعض الناس	"
خصوصیات وامتیازات جامع صحیح بخاری	٩	شبہ احناف وجواب شبہ	١٧
تکرار الاحادیث لمختلف الاعتراض	١١	امام بخاری کا دوسرا اعتراض	"
امام بخاری کے شرائط	١٣	شبہ احناف	"
بخاری ومسلم کے درمیان موازنہ	١٣	جواب شبہ	٢٨
بخاری کی کل احادیث	١٦	شبہ ثانی وجواب	"
بخاری کے نسخ	"	تیسرا مقام وقال بعض الناس	"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مضمون	صفحہ نمبر
شبہ وجواب شبہ	۲۹
شبہ وجواب شبہ	۳۰
کتاب الشہادات باب شہادۃ القاذف والسارق والزانی	
مسئلہ خلافیہ شہادۃ محدود فی القذف	۳۱
دلائل جمہور	۳۱
شبہ وجواب شبہ	״
شبہ وجواب شبہ	۳۲
شبہ وجواب شبہ	״
جمہور کی دوسری دلیل	۳۳
جمہور کی تیسری دلیل	״
حنفیوں کے شبہات اور ان کے جوابات	۳۴
جمہور کی چوتھی دلیل	״
حنفیوں کا شبہ اور اس کا جواب	۳۵
دلائل احناف اور ان کے جوابات	۳۶
چوتھا مقام وقال بعض الناس لا یجوز شہادۃ القاذف حنفیوں پر پہلا الزام	۳۷
الزام اول تناقض بین اقوال ابی حنیفہ	״
حنفیوں کے شبہات اور ان کے جوابات	۳۸
الزام ثانی اور اس پر شبہات وجوابات	۴۰

مضمون	صفحہ نمبر
الزام ثالث وشبہات وجوابات	۴۱
کتاب الوصایا باب قول اللہ عزوجل من بعد وصیۃ یوصی بہا او دین	۴۲
مسئلہ خلافیہ اقرار دین الوارث	״
صحت اقرار مریض للوارث پر امام بخاری کے دلائل	۴۳
حنفیوں کے شبہات اور ان کے جوابات	״
امام بخاری کی چوتھی دلیل	۴۷
اور اس پر شبہ اور اس کا جواب	
عدم صحت اقرار مریض لوارثہ پر جمہور کے دلائل	״
پانچواں مقام وقال بعض الناس لا یجوز اقرارہ لسوء الظن بہ للورثۃ	۴۸
اس مسئلہ میں امام بخاری نے حنفیوں پر دو اعتراض کیے ہیں اعتراض اول	״
اعتراض اول پر شبہات اور ان کے جوابات	۴۹
امام بخاری کا دوسرا اعتراض	۵۱
دوسرے اعتراض پر شبہات اور ان کے جوابات	״
باب اللعان وقول اللہ عزوجل والذین یرمون ازواجہم الخ مسئلہ خلافیہ قذف الاخرس بالاشارۃ	۵۲

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ نمبر
اس مسئلہ میں امام بخاری کے دلائل	۵۳
دلیل ۱ پر شبہ و جواب	″
دلیل ۲ اور اس پر شبہ و جواب	″
دلیل ۳ اور اس پر شبہ و جواب	۵۴
دلیل ۴ اور اس پر شبہ و جواب	″
امام ابوحنیفہ اور ان کے موافقین کے دلائل	
دلیل ۱ اشتباہ اشارہ الاخرس اور اس کا جواب	۵۵
احناف کی دوسری دلیل اور اس کا جواب	″
احناف کی تیسری دلیل اور اس کا جواب	۵۶
چھٹا مقام در قال بعض الناس لا حد ولا لعان	
امام بخاری کے احناف پر تین اعتراض	۵۷
پہلا اعتراض	
اور اس پر شبہ اور جواب	″
دوسرا اعتراض اور شبہ و جواب	۵۸
امام بخاری کا احناف پر تیسرا اعتراض اور شبہ و جواب	۵۹
ساتواں مقام کتاب الایمان والنذور	″
باب ان حلف لا یشرب نبیذا	″
بحث اول تعریفات	″
بحث ثانی غرض بخاری مسئلہ نبیذ میں احناف پر تعریض ہے	۶۰

مضمون	صفحہ نمبر
مسئلہ نبیذ پر حنفیوں کے شبہات اور ان کے جوابات	۶۱
بحث در بیان حقیقت خمر و ترجیح مسکرات	۶۲
کے نجس ہونے اور موجب حد ہونے کے	
دلائل پر ورد [illegible] و ائمہ محدثین کے شبہات و جوابات	۶۳
مسئلہ خمر میں دلائل احناف اور ان کے جوابات	۶۷
بحث خل خمر	۷۱
شراب کے سرکہ کے بارے جمہور محدثین کے دلائل	″
دلائل احناف اور ان کے جوابات	۷۲
بحث خلیطین	″
دلائل جمہور محدثین دلائل احناف اور ان کے جواب	۷۳
کتاب الاکراہ	
بحث اول اقسام و احکام اکراہ و حقیقت اکراہ	۷۳
اکراہ کی دو قسمیں ہیں	
۱ اکراہ علی الکلام	۷۳
قسم دوم اکراہ علی الفعل	۷۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مضمون	صفحہ نمبر
حقیقت اکراہ بحث ثانی شرائط اکراہ	۷۵
آٹھواں مقام باب اذا اکرہ حتی وہب الخ مسئلہ خلافیہ مجبور آدمی کی بیع ہبہ سے	۷۶
مکرہ کے تصرفات قولی مثلاً بیع مکرہ و ہبہ وطلاق عتاق تدبیر وغیرہ کے بطلان پر امام بخاری کے دلائل و شبہات و جوابات	۷۷
بیع مکرہ کے عدم جواز کے باوجود اس کے نفاذ پر احناف کے دلائل اور ان کے جوابات	۷۸
مدت کے قابل فسخ اور جائز البیع ہونے پر امام بخاری کی دلیل اور اس پر شبہ اور اس کا جواب	۸۲
باب یمین الرجل لصاحبہ انہ اخوہ الخ مسئلہ خلافیہ (۱) کسی شخص کو قسم پر مجبور کرنا	۸۳
مسئلہ خلافیہ (۲) کسی مظلوم مسلمان کی جان کے لئے اکراہ	۸۴
نواں مقام وقال بعض الناس الخ امام بخاری نے یہاں حنفیوں پر تین اعتراض کئے ہیں (۱) عدم اقرار اکراہ الخ	۸۵
دوسرا اعتراض نمبر ۲ اس سے کیا ہے	۸۶
تیسرا اعتراض فرقوا بین کل ذی رحم الخ	۸۷
کتاب الحیل	۸۹
دلیل کے اثبات کے دلائل اور ان کے جوابات	۹۰
عدم جواز حیلہ پر امام بخاری کے دلائل	۹۲
اور ان پر شبہات اور ان کے جوابات	۹۲
باب فی الصلوۃ اس میں امام بخاری نے حنفیوں کے مسئلہ بنا علی الصلوۃ پر اعتراض کیا ہے پھر شبہات اور ان کے جوابات	۹۳
دسواں مقام باب فی الزکوٰۃ حیلہ اسقاط زکوٰۃ کے عدم جواز پر امام بخاری کے دلائل اور ان پر شبہات اور ان کے جوابات	۹۶
گیارھواں مقام وقال بعض الناس فی عشرین ومائۃ الخ امام بخاری کے حنفیوں پر دو اعتراض	۹۸
پھر ان کے جوابوں کے جوابات	۹۹
عدم جواز حیلہ اسقاط زکوٰۃ کی پانچویں دلیل	۱۰۰
پھر اس پر شبہات اور اس کے جوابات	،
بارھواں مقام وقال بعض الناس الخ یہاں بھی امام بخاری حنفیوں کے حیلہ اسقاط زکوٰۃ کا بیان فرماتے ہیں	۱۰۱
باب الحیلۃ فی النکاح	۱۰۲
تیرھواں مقام وقال بعض الناس الخ	

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ نمبر
نکاح شغار کی حرمت کا ذکر	۱۰۲
امام بخاری کا دوسرا اعتراض، تناقض بین قولی الاختلاف فی النشار والمتعہ	۱۰۳
امام بخاری کا تیسرا اعتراض	۱۰۴
باب حیلہ فی النکاح نکاح متعہ پر دو اعتراض	۱۰۵
باب اذا غصب جاریۃ الخ حیلہ بیع	۱۰۶
پندرھواں مقام وقال بعض الناس الخ	،،
حنفیوں کے حیلوں پر اعتراض اور شبہات کے جوابات	۱۰۷
باب فی النکاح حیلہ نکاح کا بیان	۱۰۸
سولھواں مقام وقال بعض الناس الخ نفتی حیلہ صحت نکاح بشہادۃ الزور	۱۰۸
قضاء قاضی کے صرف ظاہراً نافذ ہونے پر دلائل جمہور اور شبہات اور ان کے جوابات۔	۱۰۹
قضاء قاضی کے نفاذ ظاہری و باطنی پر دلائل احناف اور ان کے جوابات	۱۱۰

مضمون	صفحہ نمبر
سترھواں مقام وقال بعض الناس الخ فقہی حیلہ صحت نکاح بشہادۃ الزور	۱۱۱
اٹھارھواں مقام وقال بعض الناس الخ اس میں بھی صحت نکاح بشہادۃ الزور کی صورت ہے	۱۱۲
انیسواں مقام باب فی الہبۃ والشفعۃ وقال بعض الناس الخ اس میں دو اشکال ہیں (۱) اشکال مخالفت حدیث فی جواز رجوع الہبۃ	۱۱۳
(۲) اشکال حیلہ اسقاط زکوٰۃ بارجوع	۱۱۴
بیسواں مقام وقال بعض الناس الخ یہاں امام بخاری حنفیوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ شفعہ جواز ثابت کر کے حیلہ سے اس کو رد کرتے ہیں	۱۱۵
شبہات اور ان کے جوابات	۱۱۶
اکیسواں مقام وقال بعض الناس الخ یہاں حیلہ بیع پر امام بخاری اعتراض کرتے ہیں۔	۱۱۷
بائیسواں مقام وقال بعض الناس الخ یہاں ابطال شفعہ جوار کی تیسری صورت مذکور ہے۔	۱۱۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
تیئسواں مقام قال بعض الناس الخ یہاں ابطال شفعہ جوار کی چوتھی صورت مذکور ہے۔	۱۱۹	اعتراض (۱) تضاد بین الاقوال	۱۲۳
امام بخاری کے احناف پر دو اعتراض		اعتراض (۲) تخصیص حدود	۱۲۴
اعتراض (۱) مع شبہات وجوابات	۱۲۰	باب ترجمة الحکام وهل یجوز ترجمان واحد مسئلہ خلافیہ تعدد ترجمان حکام	۱۲۵
اعتراض (۲) مع شبہات وجوابات	۱۲۱	ایک ترجمان کے کافی ہونے پر امام بخاری کے دلائل و شبہات وجوابات	۱۲۶
باب الشہادة علی الخط المختوم	۱۲۲		
چوبیسواں مقام قال بعض الناس الخ یہاں امام بخاری نے حنفیوں پر دو اعتراض کئے ہیں	//	پچیسواں مقام وقال بعض الناس لابد للحاکم من مترجمین۔	۱۲۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ صحیح البخاری

مقدمہ میں دو چیزیں بیان کی جائیں گی (۱) حالات امام بخاری (۲) حالات و متعلقات صحیح بخاری۔

حالات امام بخاری: آپ کا مختصر نسب نامہ یہ ہے ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ الجعفی بردزبہ فارسی کلمہ ہے اہل بخاری کی لغت میں کاشتکار کے معنی میں مستعمل ہے بردزبہ فارسی النسل تھا، اپنی قوم کا دین رکھتا تھا، اس کا بیٹا مغیرہ یمان جعفی کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اسی لئے اس کو جعفی کہا گیا، اسی وجہ سے امام بخاری کو بھی جعفی کہا جاتا ہے، مغیرہ کا بیٹا ابراہیم بن مغیرہ کے حالات معلوم نہیں، لیکن امام بخاری کے والد ماجد اسماعیل اپنے زمانہ کے بڑے عالم و محدث تھے روایت حدیث میں ثقہ تھے امام ابن حبان نے کتاب الثقات میں طبقہ رابعہ میں لکھا ہے، اسماعیل بن ابراھیم والد البخاری یروی عن حماد بن زید و مالک روی عنہ العراقیون۔

امام بخاری نے بھی اپنی کتاب تاریخ کبیر میں ان کا ذکر کیا ہے فقال اسماعیل بن ابراھیم بن المغیرۃ سمع من مالک و حماد بن زید و صافح ابن المبارک، امام بخاری کے والد نے موت کے وقت وصیت کی کہ میرے مال میں ایک درہم بھی مشتبہ نہیں یہ حلال مال امام بخاری کو میراث میں ملا اسی پاک طیب مال سے آپ نے تربیت پائی۔

مناقب و امتیازی حالات: امام بخاری حفظ احادیث فہم معانی تیزئ ذہن باریکی نظر کثرت فقاہت زہد تقوی وسعت علم علی الطرق و علل الحدیث قوت حافظہ ملکۂ اجتہاد و استنباط میں اپنی نظیر آپ تھے، امام ابن خزیمہ نے فرمایا: ما تحت ادیم السماء اعلم بالحدیث من محمد بن اسماعیل اور امام ترمذی نے فرمایا، لم ار اعلم بالعلل والاسانید من محمد بن اسماعیل البخاری اور امام مسلم نے امام بخاری کو مخاطب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشهد انہ لیس فی الدنیا مثلك۔

حفظ احادیث: بقول علامہ قسطلانی آپ کو بچپن میں ستر ہزار احادیث یاد تھیں اور خود فرماتے ہیں کہ مجھے ایک لاکھ صحیح اور دو لاکھ غیر صحیح احادیث یاد ہیں، نیز یہ بھی فرمایا کہ میں نے اپنی جامع صحیح کا انتخاب چھ لاکھ احادیث سے کیا ہے فربری نے کہا کہ میں نے ابوحاتم وراق بخاری سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے امام بخاری سے سنا وہ کہتے تھے کہ احادیث کا حفظ مجھے الہام کیا گیا ہے، حالانکہ میں اس وقت دس سال یا اس سے بھی کم عمر میں تھا،

فہم و ذہانت و قوت اجتہادیہ: امام بخاری کو اتنی ملی تھی کہ ایک ہی حدیث سے متعدد معنا مین مفاہیم نیز لطائف نکات غریبہ اور فوائد بدیعہ اخذ کرتے تھے نیز مختلف مسائل شرعیہ و احکام فقہیہ کا استنباط کر کے ابواب و تراجم مختلفہ قائم کرتے تھے، پھر ہر باب و ترجمہ کے مطابق حدیث کا ایک ٹکڑا اور حصہ لاتے تھے۔

زہد و سیرت: امام بخاری کی آمدنی ماہانہ پانچ سو درہم تھی جس کو فقرا اور طلباء حدیث پر خرچ کر دیتے، اور کہتے تھے:۔ ما عند اللہ خیر وابقی۔

بکر بن منیر نے کہا میں نے امام بخاری سے سنا کہتے تھے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالے مجھ سے کسی کی غیبت کے بارے سوال نہیں کرے گا کیونکہ میں نے کبھی کسی کی غیبت نہیں کی وراق کہتا ہے میں نے عرض کیا لوگ آپ پر اعتراض کرتے ہیں کہ آپ نے تاریخ میں لوگوں کی غیبت کی ہے تو امام بخاری نے جواب دیا میں نے تاریخ میں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں لکھی بلکہ لوگوں سے منقول باتیں لکھی ہیں، اسی لئے امام بخاری کی جرح کے اکثر الفاظ یہ ہوتے ہیں، سکتوا عنہ ۔ فیہ نظر۔ ترکوہ اور بہت کم یہ کہتے ہیں کہ وہ کذاب ہے وضاع ہے، بلکہ یوں کہتے ہیں کذبہ فلان۔ رماہ فلان یعنی بالکذب۔

ابی بکر بن منیر کہتے ہیں کہ امام بخاری ایک دن نماز پڑھ رہے تھے کہ بھڑ نے آپ کو سترہ مرتبہ ڈسا جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا دیکھو کون سی چیز ہے جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے مجھے نماز میں تکلیف دی ہے، لوگوں نے جب دیکھا تو وہ بچھو تھا، جس نے آپ کو ستر مرتبہ ڈسا تھا، لیکن آپ نے نماز نہیں توڑی آپ نے اس کی وجہ یہ بتائی کہ میں نے ایک آیت شروع کی تھی میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ آیت کو مکمل کرنے سے پہلے نماز توڑ دوں۔

کچھ سامان[۴] امام بخاری کے پاس آیا شام کو بعض تاجر آگئے انہوں نے آپ کو پانچ ہزار درہم نفع کے ساتھ وہ سامان لینا چاہا آپ نے فرمایا آج رات چلے جاؤ، دوسرے دن دوسرے تاجر آئے انہوں نے آپ کو دس ہزار نفع دے کر سامان خریدنا چاہا تو آپ نے دس ہزار والوں کو سامان نہ دیا بلکہ پانچ ہزار والوں کو دے دیا، اور کہا کہ چونکہ میں نے رات کو ان پانچ ہزار والوں کو دینے کا ارادہ کر لیا تھا، تو اب میں اپنے ارادے کو بدلنا نہیں چاہتا۔

جب[۵] رمضان شریف کی پہلی رات ہوئی تو ساتھی اکٹھے ہو جاتے تو آپ ان کو ہر رکعت میں بیس آیتیں سناتے اور سحری کے وقت تک تہائی قرآن پڑھتے تھے تین راتوں میں قرآن ختم کرتے تھے اور دن کو ایک ختم افطاری کے وقت تک کر لیتے تھے، سحری کے وقت تیرہ رکعتیں پڑھتے اور وتر ایک رکعت پڑھتے تھے۔

جب[۶] بخارا کے قریب ایک مسافر خانہ بنوانا شروع کیا تو آپ لوگوں کے ساتھ خود بھی اینٹیں اٹھاتے تھے،

محمد[۷] بن یوسف فربری نے کہا کہ میں نے خواب[۸] میں نبی علیہ السلام کی زیارت کی، آپ نے پوچھا۔ اَیْنَ تُرِیْدُ۔ میں نے عرض کیا، ارید محمد بن اسماعیل آپ نے فرمایا اقرئہ منی السلام،

قوت حافظہ: آپ[۹] ابھی گیارہ سال کے تھے کہ آپ اپنے استاذ داخلی کے پاس گئے، استاذ نے ایک حدیث کی سندیوں بیان کی۔ حدثنا سفیان عن ابی الزبیر عن ابراھیم تو امام بخاری نے کہا ابوالزبیر نے ابراہیم سے روایت نہیں کی تو استاد نے مجھے ڈانٹ دی، میں نے کہا آپ اصل کتاب کو دیکھیں جب انہوں نے اصل مسودہ کو دیکھا تو پھر مجھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کہا اے لڑکے سند کیسے ہے تو میں نے کہا ابراہیم سے روایت کرنے والا زبیر ہے جو ابن عدی ہے تو انہوں نے قلم پکڑ کر اپنی کتاب کی اصلاح کر لی اور مجھے کہا کہ تو نے سچ کہا ہے۔

اسی طرح جب آپ بغداد گئے تو اصحاب الحدیث اکٹھے ہو کر امام بخاری کا امتحان کرنے کے لئے سو حدیث کے متون اور اسانید کو بدل کر دس دس حدیثیں بدلی ہوئی دس آدمیوں کے سپرد کیں اور ان کو کہا کہ جب امام بخاری مجلس میں آئے اور لوگ اکٹھے ہو جائیں تو تم میں سے ہر ایک آدمی کھڑا ہو کر بخاری پر دس دس حدیثیں پیش کرتا جائے جب امام بخاری بھری مجلس میں تشریف فرما ہوئے تو ایک نے کھڑے ہو کر وہ بدلی ہوئی حدیث پیش کی امام بخاری نے کہا لا اعرفہ جو لوگ مجلس میں اہل علم تھے، انہوں نے تو معلوم کر لیا کہ امام بخاری نے اصل بات معلوم کر لی ہے لیکن بے علم لوگ کہنے لگے کہ بخاری کچھ نہیں جانتا جب دس آدمیوں نے اپنی اپنی دس دس حدیثیں امام بخاری پر پیش کر لیں سب کے جواب میں امام بخاری یہی کہتے گئے لا اعرفہ تو اب امام بخاری پہلے آدمی کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے، پہلی حدیث جو تو نے پیش کی تو نے اس طرح حدیث بیان کی لیکن اصل حدیث اس طرح ہے اسی طرح، دوسری حدیث تو نے یوں بیان کی لیکن صحیح اس طرح ہے، اسی طرح دس آدمیوں کی دس دس حدیثوں کو ترتیب کے ساتھ غلط احادیث کی نشاندہی کے بعد صحیح حدیث بیان کرتے گئے تو اس وقت لوگوں نے امام بخاری کی فضیلت علم حدیث کا اقرار کیا، تعجب غلطی کی اصلاح کرنے میں نہیں بلکہ تعجب اس بات میں ہے کہ امام نے غلط احادیث کو ترتیب کے ساتھ اپنے حفظ سے بیان کرنے کے بعد ان کی اصلاح فرمادی (مقدمہ فتح الباری)

تاریخ ولادت و وفات: آپ ۱۳/ شوال ۱۹۴ھ بعد از نماز جمعہ بخارا میں پیدا ہوئے اور ۳۰/ رمضان المبارک ۲۵۶ھ شب عید الفطر بوقت نماز عشاء بعمر ۶۲ سال ۱۳ دن کم وفات پائی، اور عید کے دن بعد از نماز ظہر بستی خرتنگ میں دفن کئے گئے خرتنگ سمرقند سے چھ میل کے فاصلہ پہ واقع ہے چونکہ آپ کے جنازہ میں لوگ بکثرت آئے جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی وجہ سے سواری کی تنگی پیش آئی تھی اسی لیئے اس بستی کا نام خرتنگ مشہور ہوگیا۔
امام بخاری کے بخاری چھوڑنے اور خرتنگ جانے کی وجہ یہ تھی کہ امام بخاری چونکہ بخارا میں درس حدیث دینے کی وجہ سے بہت مشہور ہوگئے تھے، آپ کی عزت دیکھ کر حاسدین نے گورنر بخارا خالد بن احمد ذہلی کو جو خلافت عباسیہ کے نائب الخلیفہ تھے مشورہ دیا کہ امام بخاری کو کہو کہ وہ شاہی محل میں آکر ان کو صحیح بخاری اور تاریخ کبیر کا درس دیا کریں، جب اس نے امام بخاری کو یہ بات کہی تو امام صاحب نے فرمایا کہ میں علم کو امیر کے گھر جا کر ذلیل نہیں کر سکتا اگر امیر کو ضرورت ہے تو میرے پاس آجایا کرے، العلم یزار ولا یزور، پھر امیر نے کہا اچھا امام صاحب میری اولاد کو تعلیم دینے کے لیئے مخصوص وقت مقرر کریں جس میں دوسرے طالب علم شریک نہ ہوں، امام صاحب نے فرمایا یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ جماعت کو چھوڑ کر صرف چند اشخاص کو سماع حدیث کے لیئے مخصوص کردوں اس پر اس نے امام صاحب کو اذیتیں پہنچانی شروع کردیں، پھر اسی امیر نے اپنے خوشامدیوں کے مشورہ سے امام صاحب کو بخارا چھوڑنے کا حکم دیا جب امام صاحب بخاری سے نکلے تو اہل سمرقند نے امام صاحب کو سمرقند میں تشریف لانے کی درخواست کی جب امام صاحب مقام خرتنگ میں پہنچے جو سمرقند کی بستیوں میں سے ایک بستی تھی اور وہیں امام صاحب کے رشتہ دار رہتے تھے، وہیں امام صاحب بیمار ہوگئے جب سمرقند جانے کا ارادہ کیا تو آپ صرف بیس قدم ہی چلے تاکہ سواری پر سوار ہوں تو آپ پر بیماری کا دورہ پڑا تو آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو مجھے کمزوری لاحق ہوگئی ہے، تو آپ نے اس وقت چند دعائیں کیں، اور لیٹ گئے تو وہیں آپ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے، پہلے آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے تین کپڑوں میں کفن دینا جن میں نہ قمیص ہو، اور نہ عمامہ ہو، جب آپ کو کفن پہنا کر آپ کا جنازہ پڑھا گیا، اور دفن کیئے گئے تو آپ کی قبر مبارک سے کئی دن تک خوشبو آتی رہی لوگ آپ کی قبر سے مٹی اٹھا کر لے جاتے تھے اسی لیئے آپ کی قبر پر لکڑی لگا کر قبر بند کردی گئی تاکہ قبر پرستی کا فتنہ نہ شروع ہو جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلیہ مبارک: امام بخاری نحیف الجسم میانہ قد والے تھے مشہور یہ ہے کہ آپ پیدائشی نابینا تھے، لیکن صحیح یہ ہے کہ آپ بچپن میں کسی مرض کی وجہ سے نابینا ہو گئے تھے۔ آپ کی والدہ اللہ تعالیٰ کے حضور بہت روئیں اور رو رو کر دعائیں مانگیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی نیند میں ابراہیم علیہ السلام نے کہا یا ھٰذہ قد رد اللہ علی ابنك بصرہٗ بکثرۃ دعائك: جب آپ کی والدہ نیند سے بیدار ہوئیں تو اپنے بیٹے کی آنکھوں کو روشن پایا۔

شیوخ بخاری: امام بخاری نے بڑے بڑے علمی مراکز خراسان، عراق، حجاز، شام مصر، بغداد کے اکابر شیوخ حدیث سے استفادہ کیا، محمد بن ابی حاتم امام بخاری سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک ہزار اسی نفوس سے علم حاصل کیا، امام بخاری نے پانچ طبقات سے حدیث نقل کی ہے، طبقہ اولیٰ کے استاد جو تابعین سے روایت کرتے ہیں جیسے: محمد بن عبداللہ انصاری مکی بن ابراہیم اور ابی عاصم نبیل وغیرہ اور طبقہ ثانیہ کے شیوخ جیسے آدم بن ایاس و ابی مسھر عبد الاعلی سعید بن ابی مریم وغیرہ طبقہ ثالثہ کے شیوخ جیسے سلیمان بن حرب علی بن مدینی یحییٰ بن معین احمد بن حنبل اسحاق بن راھویہ وغیرہ طبقہ رابعہ کے شیوخ جو امام بخاری کے رفقاء میں سے تھے جیسے محمد بن یحییٰ ذھلی ابی حاتم رازی وغیرہ طبقہ خامسہ کے استاد جو امام بخاری کے شاگردوں میں سے ہیں جیسے عبد اللہ بن حماد آملی و عبد اللہ بن ابی العاص خوارزمی وغیرہ۔ امام بخاری سے منقول ہے کہ انسان محدث کامل اتنے تک نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے مافوق اور اپنے ہم مثل اور اپنے ماتحت سے روایت نہ کرے تلامذہ بخاری آپ سے آپ کی زندگی میں نوے ہزار سے زائد لوگوں نے بلا واسطہ صحیح بخاری سنی میں سے آخری فربری ہیں دیگر مشہور شاگرد امام مسلم امام ترمذی ابن خزیمہ ابو حاتم ابوزرعہ وغیرہ ہیں امام بخاری سے بعض کے قول کے مطابق ایک لاکھ محدثین نے روایت حدیث کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری کا مسلک: بعض نے آپ کو شافعی اور بعض نے حنبلی لکھا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ امام بخاری اہل حدیث ہیں مسائل فقیہہ میں قرآن وسنت سے اجتہاد کرتے ہیں اسی لئے اکثر علماء نے یہ تسلیم کیا ہے، کہ فقہ البخاری فی تراجمہ اور جتنے ائمہ حدیث ہیں وہ درحقیقت کسی امام کی تقلید نہیں کرتے بلکہ وہ حدیث پر عمل کرنے کی وجہ سے اہل حدیث کہلاتے ہیں، امام بخاری نے جزء رفع الیدین میں جہاں روایت من قراء خلف الامام فقد اخطاء الفطرۃ کی تردید کی ہے وہاں لکھتے ہیں ولا یحتج اھل الحدیث بمثلہ اہل حدیث ایسی روایتوں سے قطعاً حجت نہیں پکڑتے اخاف میں علامہ انور شاہ صاحب کشمیری بھی کہتے ہیں کہ امام بخاری کسی کے مقلد نہیں بلکہ مجتہد مطلق ہیں۔

تصانیف بخاری، امام بخاری کی عظیم الشان تصنیف جامع[۱] صحیح بخاری ہے، اس کے علاوہ ادب[۲] مفرد جزء[۳] رفع یدین جزء القرأۃ[۴] خلف الامام بر[۵] الوالدین، تاریخ[۶] کبیر تاریخ صغیر، خلق[۸] افعال العباد، کتاب[۹] الضعفاء، الجامع[۱۰] الکبیر المسند[۱۱] الکبیر، تفسیر[۱۲] الکبیر کتاب[۱۳] الاشربہ، کتاب[۱۴] الھبہ، اسامی[۱۵] الصحابہ، کتاب[۱۶] المبسوط، کتاب[۱۷] العلل وکتاب[۱۸] الکنی کتاب[۱۹] الفوائد (مقدمہ فتح الباری)

قصہ امام بخاری کا محمد ذہلی کے ساتھ مسئلہ اللفظ بالقرآن کے بارے۔ حاکم ابو عبداللہ اپنی تاریخ نیشاپور میں فرماتے ہیں جب امام بخاری ۲۵۰ھ میں نیشاپور آئے تو محمد بن یحیی ذہلی نے اپنی مجلس حدیث میں اعلان کیا من اراد ان یستقبل محمد بن اسماعیل غدا فلیستقبلہ فانی استقبلہ تو ذہلی سمیت نیشاپور کے عوام خواص نے امام بخاری کا استقبال کیا حتیٰ کہ کثرت اثدہ کی وجہ سے مکانوں کی چھتیں لوگوں سے بھر گئیں۔ ایک دن ایک شخص نے امام کی مجلس میں کھڑے ہو کر سوال کیا؟ ما تقول فی اللفظ بالقرآن مخلوق او غیر مخلوق آپ نے اولاً تین مرتبہ تک سوال کی طرف توجہ ہی نہ کی جب اس نے چوتھی مرتبہ سوال کیا تو آپ نے فرمایا القرآن کلام اللہ غیر مخلوق وافعال العباد مخلوقۃ والامتحان بدعۃ تو اس نے شور مچانا شروع کر دیا کہ امام صاحب نے یوں کہا ہے

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لفظی بالقرآن مخلوق ۔ حالانکہ امام صاحب کا مقصد یہ تھا کہ قاری کی صورت وتلاوت نیز کاتب کی کتابت درسم قرآنی مخلوق ہے۔ اور قرآن کا لفظ متلو مخلوق نہیں بعد میں کئی حنابلہ نے اتنے تک غلو کیا کہ قرآن مجید کی سیاہی اور اوراق سب کو قدیم کہہ دیا، اس وجہ سے امام بخاری کے ساتھ حنابلہ کا اختلاف ہوگیا اور ذہلی بھی آپ کا شدید نکتہ چین ہوگیا۔ حکومت وقت پر حنابلہ کا اثر تھا، اسی اختلاف کی وجہ سے امام صاحب کو قید وبند کی تکالیف برداشت کرنا پڑیں، اور بالآخر امام صاحب نیشاپور سے واپس وطن بخارا میں لوٹ آئے ابو حامد بن شرقی کے قول کے مطابق ذہلی نے یہ اعلان کر دیا۔ القرآن کلام اللہ غیر مخلوق ومن زعم لفظی بالقرآن مخلوق فھو مبتدع لا یجلس الینا ولا نکلمہ من یذھب بعد ھذا الی محمد بن اسماعیل ۔ اس کے بعد امام مسلم اور احمد بن سلمہ نیشاپوری کے سوا سب لوگوں نے امام بخاری کی مجلس میں آمد ورفت ترک کردی بلکہ امام مسلم نے ایک آدمی کے ہاتھ ذہلی سے لکھی ہوئی تمام احادیث واپس کردیں۔ اور امام بخاری کے ساتھ ایسا ملازمہ اختیار کیا کہ علم حدیث میں دریکتا اور مسلم ہستی بن گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ امام بخاری نے کبھی بھی یہ نہیں کہا تھا کہ لفظی بالقرآن مخلوق یہ ان پر اتہام گھڑ لیا گیا تھا، کیونکہ تاریخ بخاری میں ہے کہ نیشاپور کی ایک مجلس میں جس کے اندر محمد بن نصر مروزی بیٹھے تھے امام بخاری کا ذکر چل نکلا تو محمد بن نصر مروزی نے کہا کہ میں نے امام بخاری سے سنا کہتے تھے کہ جس نے یہ کہا کہ میں نے لفظی بالقرآن مخلوق کہا ہے وہ کذاب ہے کیونکہ میں نے یہ لفظ کبھی نہیں کہا تو ابو عمرو نے خود امام بخاری سے تحقیق کی تو امام صاحب نے وہی بات دہرائی جو محمد بن نصر مروزی نے کہی تھی ۔

حالات ومتعلقات صحیح بخاری ۔ جامع بخاری کا نام الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ وسننہ وایامہ ۔ **جامع** حدیث کی وہ کتاب ہے جس میں آٹھ قسم کی حدیثیں ہوں (سیر۔ آداب وتفسیر وعقائد وفتن رقاق واحکام ومناقب **صحیح** کی قید سے ضعیف احادیث خارج ہوگئیں اور **مسند** کی قید سے احادیث معلقہ اور آثار موقوفہ خارج ہوگئے یعنی امام بخاری کا اصل مقصد احادیث مرفوعہ متصلہ کو ذکر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا ہے لیکن تائید کے لئے کبھی ضمناً احادیث معلقہ وآثار موقوفہ بھی ذکر کر دیتے ہیں۔
من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای قولہ وفعلہ وتقریرہ، یہ عبارت سند کا بیان ہے یعنی اس میں مرفوع متصل احادیث بیان کی جائیں گی۔ سنن سے مراد احکام فقہیہ اور ایام سے مراد مغازی ہیں۔

سبب تالیف جامع صحیح بخاری۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ ہم اسحاق بن راہویہ کے پاس بیٹھے تھے تو انہوں نے فرمایا لو جمعتم کتابا مختصرا لصحیح سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ بات میرے دل میں بیٹھ گئی اسی دن سے میں نے جامع صحیح لکھنی شروع کر دی نیز محمد بن سلیمان بن فارس کہتا ہے کہ میں نے امام بخاری سے سنا کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس حال میں کہ میں آپ کے سامنے پنکھا لئے آپ سے مکھیوں کو دفع کر رہا ہوں جب معبرین سے اس کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے کہا کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام سے کذب وافترا کی مکھیاں اڑاؤ گے اور صحیح ضعیف احادیث میں تمیز کرو گے۔

خصوصیات وامتیازات جامع صحیح بخاری (۱) خصوصیات تراجم الابواب اس سلسلہ میں امام بخاری کے کئی رموز ہوتے ہیں مثلاً حدیث مطلق اور مجمل کے ترجمۃ الباب میں لفظ مقید یا مفصل ذکر کر دیتے ہیں، مراد حدیث کی وضاحت کے لئے یا احادیث متعارضہ کے درمیان تطبیق کی غرض سے اور کبھی حدیث اور ترجمۃ الباب میں مطابقت نہیں ہوتی اس کی بھی کئی وجوہ ہو سکتے ہیں، مثلاً کہ وہ حدیث متعدد طرق اور مختلف الفاظ سے مروی ہوتی ہے، ان میں سے کوئی طریق اور اس کے الفاظ اس ترجمۃ الباب کے موافق ہوتے ہیں یا اس ترجمۃ الباب کے موافق حدیث دوسری حدیث کی کتابوں میں مذکور ہوتی ہے۔ لیکن وہ حدیث امام بخاری کی شرط پر نہیں ہوتی اس لئے اس کا ذکر اس ترجمۃ الباب میں نہیں کرتے اور کبھی ترجمۃ الباب کا ظاہری لفظ مقصود نہیں ہوتا بلکہ اس سے مخفی اشارہ مقصود ہوتا ہے جو احادیث باب میں گہری سوچ سے معلوم ہوتا ہے، اور کبھی لفظ باب بلا ترجمہ لاتے ہیں اس کی بھی کئی وجوہ ہو سکتے ہیں، مثلاً وہ ترجمۃ الباب باب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سابق سے متعلق ہوتا ہے یا طلبہ کے ذہنوں کو تیز کرنے اور ان کے امتحان لینے کے لئے بلا ترجمہ باب ذکر کر دیتے ہیں یا باب بلا ترجمہ سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس باب کے تحت مذکور حدیث سے کافی مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں۔

امام بخاری کے اکثر تراجم چار طرح کے ہیں۔

۱: وہ ہیں جن کے تحت احادیث مرفوعہ مسندہ مذکور ہوں گی،

۲: وہ جن کے تحت کوئی حدیث مرفوع مسند تو مذکور نہیں ہوگی، لیکن اس کے بجائے کوئی آیت قرآنیہ یا حدیث غیر مسند یا کوئی اثر اور قول سلف مذکور ہوگا، اس کی وجہ پہلے مذکور ہو چکی ہے اگر کوئی حدیث مسند مرفوع امام بخاری کی شرط پر نہیں ہوتی یا وہ حدیث کسی دوسرے موقعہ پر مذکور ہوتی ہے یہاں تکرار سے بچنے کے لئے ذکر نہیں کی یا اس سے تمرین و تشحیذ اذہان طلباء مقصود ہوتا ہے،

۳: ترجمۃ الباب خود آیت قرآنیہ یا حدیث یا قول سلف کو ذکر کیا جائے گا، جیسا کہ دوسرے نمبر میں مذکور ہے،

۴: وہ تراجم ہیں جن میں مصنف اپنی ذاتی عبارت کو ترجمہ بنا کر اس کے بعد کوئی حدیث مسند مرفوع یا غیر مرفوع یا آیت قرآنیہ یا اثر موقوف کو بالکل نہیں لاتے یا تو اس لئے کہ ایسے تراجم پر دلالت کرنے والی احادیث الابواب متصلہ یا بعیدہ میں مذکور ہوتی ہیں، اس لئے تکرار سے بچنے کے لئے ان کو دوبارہ ذکر نہیں کرتے یا طالب علم کو محدث بنانے کے لئے ان سے پوچھتے ہیں کہ بتاؤ یہ مسئلہ کون سی حدیث سے مستنبط ہو سکتا ہے۔

(۲) خصوصیت عدم تکرار امام بخاری، باب التعجیل الی الموقف میں فرماتے ہیں ولکنی ارید ان ادخل فیہ غیر معاد الی غیر مکرر۔ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ بخاری کا اصل مقصد تکرار سے پرہیز کرنا ہے، اور جہاں تکرار معلوم ہوتا ہے، وہ اختلاف اغراض کی وجہ سے ہوتا ہے، اصلی تکرار نہیں جہاں امام بخاری وہی حدیث دوسری مرتبہ آگے ذکر کریں گے تو وہاں سند یا متن کے اختلاف سے ذکر کریں گے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا ایک حدیث سے مسائل کثیرہ کا استنباط مقصود ہوگا، اسی لئے اس کو مختلف ابواب میں ذکر کرتے ہیں مثلاً قصہ بریرۃ کے بارے حدیث عائشہؓ بیس مرتبہ سے بھی زائد مذکور ہے

تکرار الاحادیث لمختلف الاغراض کی چند صورتیں:۔

۱:۔ پہلے حدیث ایک صحابی سے لاکر پھر دوبارہ اس کو دوسرے صحابی سے لاکر اس حدیث کو حد غرابت سے نکال لیتے ہیں۔

۲:۔ مختلف طرق سے حدیث کو ذکر کرکے اس کی صحت ثابت کر دیتے ہیں۔

۳:۔ بعض احادیث کو کوئی راوی تام بیان کرتے اور کوئی مختصر تو ان احادیث کو امام بخاری اسی طرح کسی جگہ تام اور کسی جگہ مختصر بیان کر دیتے ہیں،

۴:۔ بسا اوقات حدیث کے الفاظ میں رواۃ کا اختلاف ہوتا ہے، الفاظ کے اختلاف سے معنی بھی مختلف ہوجاتا ہے، اسی لئے مختلف الفاظ کے لئے مختلف باب باندھ کر امام بخاری حدیث کو مکرر بیان کر دیتے ہیں۔

۵:۔ بعض احادیث میں وصل ارسال کا تعارض ہوتا ہے، امام بخاری کا اعتماد وصل پر ہوتا ہے لیکن مرسل حدیث کو بیان کرکے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس ارسال سے حدیث موصول پر کچھ اثر نہیں ہوگا۔

۶:۔ کبھی ایک اسناد میں راوی زائد ہوتا ہے، دوسری حدیث میں کم تو دونوں طریقوں سے حدیث کو بیان کر دیتے ہیں۔

۷:۔ کبھی ایک حدیث معنعن بیان کرکے دوسرے طریق سے تصریح سماع کے ساتھ حدیث کو بیان کر دیتے ہیں تاکہ حدیث معنعن میں ثبوت اللقاء بین الراوی والمروی عنہ معلوم ہوسکے کما ھو شرطہ فی الحدیث المعنعن۔

۳:۔ **خصوصیت** ثلاثیات امام بخاری اپنی جامع میں ۲۲ ثلاثیات لائے ہیں جن میں امام بخاری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہیں

۴:۔ **خصوصیت** زمان امام بخاری تقریباً ہر کتاب کے شروع میں نزول حکم کے زمانے کی طرف اشارہ کرنے کے لئے اس قسم کے الفاظ باب کے شروع میں لاتے ہیں، مثلاً باب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیف کان بدء الوحی باب کیف فرضت الصلوۃ باب بدء الاذان وغیرہ۔

۵ : **خصوصیت** اشارہ اختتام کتاب یعنی ہر کتاب کے آخر میں ایسا لفظ لاتے ہیں جس سے ختم کتاب کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ مثلاً بدء الوحی کے آخر میں فرمایا فکان ذلک اٰخر شان ھرقل اور کتاب الحج کے آخر میں فرمایا واجعل موتی ببلد رسولک۔

۶ : **خصوصیت** کہ امام بخاری رواۃ حدیث کے پانچ طبقات میں سے صرف طبقہ اولیٰ کی روایات کو لاتے ہیں طبقہ ثانیہ سے صرف متابعت و استشہاد کے لئے لاتے ہیں طبقات رواۃ کو سمجھنے کے لئے جاننا چاہیے کہ ضبط و ثقاہت اور ملازمت صحبت شیخ کی وجہ رواۃ حدیث کے پانچ طبقات ہیں۔

۱:۔ کامل الضبط والعدالۃ کثیر الملازمۃ لشیخہ، مثلاً محمد بن شہاب زہری کے شاگردوں میں سے عقیل بن خالد ایلی مالک بن انس سفیان بن عیینہ۔

۲: کامل الضبط والعدالۃ قلیل الملازمۃ لشیخہ مثلاً ابن شہاب زہری کے شاگرد اوزاعی لیث بن سعد ابن ابی ذئب۔

۳: ناقص الضبط کثیر الملازمہ۔ مثلاً ابن شہاب کے شاگرد، سفیان بن حسین سلمی جعفر بن برقان زمعہ بن صالح مکی۔

۴: ناقص الضبط قلیل الملازمہ۔ مثلاً ابن شہاب کے شاگرد اسحاق بن یحیی کلبی معاویہ بن یحیی الصدفی مثنی بن الصباح۔

۵: ضعفاء مجھولین متھمین مثلاً زہری کے شاگرد بحر بن کثیر ستا، حکم بن عبداللہ ایلی، محمد بن سعید مصلوب۔

امام مسلم پہلے دونوں طبقات سے بالاستیعاب لاتے ہیں، لیکن تیسرے طبقہ سے استشہاد و متابعت کے لئے ابو داؤد نسائی پہلے تین طبقات سے استیعاباً لیکن چوتھے کے مشاہیر سے کم ترمذی پہلے چاروں طبقات سے استیعاباً اور پانچویں سے بہت کم لیکن احادیث کے مراتب صحت و حسن غرابت و ضعف کو بیان کر دیتے ہیں۔ ابن ماجہ پانچوں طبقات سے استیعاباً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت لاتے ہیں، لہٰذا سب سے زیادہ اصح کتاب بخاری ہے، اس کے بعد مسلم پھر ابو داؤد پھر نسائی پھر ترمذی پھر ابن ماجہ، نسائی ترمذی دونوں ابو داؤد کے شاگرد ہیں اس لئے ابو داؤد کو مقدم رکھا گیا، ورنہ نسائی، ابو داؤد سے مقدم ہے، کیونکہ نسائی نے صحیح احادیث جمع کرنے کا دعویٰ کیا ہے، بخلاف ابو داؤد، اس نے معروف عندالناس روایات کے بیان کرنے کا التزام کیا ہے، پھر ابو داؤد میں ضعیف احادیث بہ نسبت ترمذی کے کم ہیں اس لئے ابو داؤد کا درجہ ترمذی سے مقدم ہے پھر ترمذی نے ضعیف غریب لانے کے بعد ان پر تنبیہ کر کے ان کا مقام واضح کر دیا ہے بخلاف ابن ماجہ کے اس نے یہ کام نہیں کیا، ابن ماجہ میں بائیس احادیث موضوع اور ایک ہزار ضعیف لانے کا الزام ہے اس لئے اس کو صحاح میں شمار کرنا بطور تغلیب صحاح کے ہے ورنہ حقیقت اس کا شمار صحاح میں نہیں ہو سکتا۔

امام بخاری کے شرائط: (۱) شرط۔ امام بخاری طبقہ اولیٰ کے راویوں کی روایت اپنی جامع میں لاتے ہیں اور طبقہ ثانیہ کی روایات اکثر معلقاً لاتے ہیں اسی طرح بہت کم طبقہ ثالثہ کی روایات وہ بھی تعلیقاً لاتے ہیں۔

(۲) شرط کثرت ملازمہ یعنی رواۃ کی ثقاہت اور ضبط کی شرط پر دونوں شیخین متفق ہیں مگر کثرت ملازمہ شیخ کی شرط میں امام بخاری منفرد ہیں۔

(۳) شرط امام بخاری اپنی جامع میں حدیث صحیح لذاتہ لاتے ہیں۔

حدیث صحیح لذاتہ وہ ہوتی ہے جس کے راوی عادل کامل الضبط ہوں اور اس کی سند متصل ہو اور وہ معلل شاذ نہ ہو۔

عدالت کیلئے کذب[۱]، اتہام کذب[۲]، جہالت[۳]، فسق[۴]، بدعت[۵] سے پاک صاف ہونا ضروری ہے۔

اور ضبط کے لیے کثرت[۱] غلطی، غفلت[۲]، وہم[۳]، مخالفت[۴] ثقات، سوء[۵] حفظ سے صاف ہونا ضروری ہے۔

(۴) شرط جس میں امام مسلم بھی امام بخاری کے شریک ہیں وہ یہ ہے کہ اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشائخ سے لیکر صحابی تک ان رواۃ سے روایت لیتے ہیں جن کی عدالت ضبط پہ اہل زمانہ تمام محدثین کا اس پہ اجماع ہو پچھلوں کی جرح کا ان کے ہاں کوئی اعتبار نہیں۔

(۵) شرط راوی مروی عنہ میں معاصرت کے علاوہ ملاقات بھی ثابت ہو خواہ زندگی میں ایک مرتبہ ہی سہی اگر کہیں امام بخاری حدیث معنعن لاتے ہیں تو اس کے بعد لبسا اوقات ایسی حدیث لاتے ہیں جن کا باب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا لیکن سابقہ روایت کے راوی مروی عنہ کی لقاء کا اثبات مقصود ہوتا ہے لیکن امام مسلم نے اس کے خلاف صرف معاصرت کی وجہ سے حدیث معنعن کو حدیث متصل سمجھنے پر دلائل دیتے ہیں۔

(۶) شرط صحابی سے روایت کرنے والے دو تابعی ہوں پھر ان سے روایت والے بھی دو ہوں یہاں تک سلسلہ اسناد شیخین تک دو دو سے روایت ہوتے ہوتے پہنچ جائے۔

بعض احادیث کا اس شرط کے خلاف ہونا کلیہ کو نہیں توڑے گا، کیونکہ ہر کلیہ کے خلاف بعض شذوذ ہوتے ہیں جو قادح نہیں۔

(۷) شرط مرسل حدیث امام بخاری کے نزدیک قابل احتجاج نہیں کیونکہ متروک راوی مجہول ہے مرسل روایت کے ضعیف اور ناقابل احتجاج ہونے پر جمہور حفاظ حدیث متفق ہیں اور اپنی اپنی کتب میں اس کا تذکرہ کر چکے ہیں، مقدمہ مسلم میں امام مسلم لکھتے ہیں:۔ المرسل فی اصل قولنا وقول اھل العلم بالاخبار لیس بحجۃ اور حافظ مغرب ابن عبدالبر جماعت اہل حدیث سے یہ قول نقل کرتے ہیں ہاں مرسل صحابی اس حکم سے مستثنیٰ ہوگا، کیونکہ صحابی کی جہالت مضر نہیں لان الصحابۃ کلھم عدول، اسی طرح اگر مرسل روایت دوسری سند سے ثابت ہو جائے تو پھر وہ معتبر ہوگی،

بخاری و مسلم کے درمیان موازنہ:۔ بعض لوگ مسلم کو بخاری پر ترجیح دیتے ہیں ان کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل ۵، قلت آثار موقوفہ: یعنی مسلم میں صرف احادیث مرفوعہ ہیں آثار موقوفہ اس میں نہیں ہاں کہیں کہیں بالتبع آگئے ہیں بالاصل نہیں لیکن بخاری میں آثار موقوفہ بکثرت موجود ہیں۔

دلیل ۶، حسن ترتیب و سہولت معنی یعنی امام مسلم ہر حدیث کے تمام طرق اسانید و متون کو موتیوں کی لڑی کی طرح مرتبا روایت کرتے ہیں تاکہ حدیث کے الفاظ و معانی پوری طرح چمکتے جائیں لیکن امام بخاری حدیث سے استنباط مسائل کی غرض سے حدیث کی تقطیع اور اس میں تقدیم تاخیر اور حذف و اختصار سے بہت کام لیتے ہیں۔

جمہور علماء بخاری کو مسلم پر فوقیت دیتے ہیں، ان کے دلائل بھی حسب ذیل ہیں:۔

دلیل ۱، ثقاہت رجال۔ یعنی بخاری کی احادیث کے رجال زیادہ ثقہ ہیں بہ نسبت مسلم کی احادیث کے رجال کے۔

بخاری میں متکلم فیہ کی رواۃ کی تعداد اسی ہے لیکن مسلم کے متکلم فیہ رواۃ کی تعداد ایک سو ساٹھ ہے، اگرچہ یہ کلام مضر نہیں کیونکہ وہ جرح یا تو مبہم ہے یا وہ جرح متفق علیہ نہیں اور یا وہ جرح راوی کے آخری عمر میں تغیر حافظ کی وجہ سے ہے۔

دلیل ۲، قلت روایت عن المتکلمین۔ یعنی امام بخاری نے متکلم فیہ رواۃ سے بہت کم حدیثیں لی ہیں لیکن امام مسلم نے ایسے راویوں سے کافی حدیثیں لی ہیں اس لئے بخاری زیادہ صحیح ہے، چنانچہ بعض لوگوں نے بخاری کی کل متکلم فیہ روایات ایک سو دس بتائی ہیں، اور مسلم کی کل متکلم فیہ روایات ایک سو بتیس شمار کی ہیں۔

دلیل ۳، اتصال سند یعنی امام بخاری راوی مروی عنہ میں لقاء ضروری شرط قرار دیتے ہیں جو اتصال سند کے لئے کڑی شرط ہے لیکن امام مسلم لقاء کے بجائے دونوں میں معاصرت پر اکتفا کرتے ہیں، کما مر۔

دلیل ۴: امام بخاری طبقہ اولی کی روایات بالاستیعاب لاتے ہیں اور طبقہ ثانیہ سے انتخاب کرتے ہیں، لیکن امام مسلم طبقہ اولی ثانیہ سے بالاستیعاب اور طبقہ ثالثہ سے انتخاب کرتے ہیں ظاہر ہے کہ امام بخاری کے شرائط احوط ہیں اسی لئے محدث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمن یمنی شافعی نے بخاری مسلم کے موازنہ میں قول فیصل ان دو اشعار میں بیان کیا ہے ؎

تنازع قوم فی البخاری ومسلم — لدی فقالوا ای ذین یقدم
فقلت لقد فاق البخاری صحۃ — کما فاق فی حسن الصناعۃ مسلم

بخاری کی کل احادیث بشمول مکررات نو ہزار بیاسی ہیں اور بحذف مکررات تین ہزار ایک سو پانچ ہیں یہ تعداد یعنی نو سو بیاسی سندات مکررہ کے ساتھ معلقات متابعات کو شامل کیا گیا ہے، اور اگر آثار صحابہ و تابعین کو شامل کیا جائے تو پھر کل تعداد دس ہزار چھ سو نوے ہو جائے گی،

بخاری کے دو نسخے مشہور ہیں:۔

(۱) محمد بن یوسف فربری کا نسخہ (فربر بخارا کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے) اس نے امام بخاری سے دو مرتبہ صحیح بخاری کا سماع کیا ہے۔ دیار پاک ہند میں یہی نسخہ مدار روایت ہے۔

(۲) عبداللہ بن احمد حموی متوفی سنہ ۳۸۱ھ کا نسخہ یہ نسخہ بلاد شام میں بطریق ابی الوقت مروج ہے،

بخاری کی شروحات کافی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:۔

(۱) فتح الباری حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی کی متوفی سنہ ۸۵۲ھ کی۔

(۲) عمدۃ القاری علامہ محمود بن احمد عینی حنفی متوفی سنہ ۸۵۵ھ کی۔

(۳) ارشاد الساری احمد بن خطیب قسطلانی متوفی سنہ ۹۲۳ھ کی۔

(۴) عون الباری نواب صدیق حسن م سنہ ۱۳۰۷ھ وغیر ذلک۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ما یفید الناس فی شرح قال بعض الناس

صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب فی الرکاز الخمس مسئلہ خلافیہ خمس معدن

معدن قدرتی کان یعنی دھات کو کہتے ہیں۔

رکاز کی تفسیر امام مالک امام شافعی امام احمد اور امام بخاری، حسن بصری یعنی جمہور آئمہ اصحاب الحدیث کے نزدیک دفینہ جاہلیت ہے، معدن نہیں لہٰذا ان کے نزدیک معدنیات میں خمس نہیں بلکہ ان میں زکوٰۃ ہے لیکن امام ابوحنیفہ سفیان ثوری، عبدالرحمن اوزاعی کے نزدیک رکاز دفینہ جاہلیت اور معدن دونوں کو شامل ہے، لہٰذا ان کے نزدیک دونوں میں خمس واجب ہے، کان پانے والے کے چار حصے اور پانچواں حصہ بیت المال کا ہے، جن فقہاء نے رکاز میں خمس کو مطلقاً یا اکثر صورتوں میں واجب کہا ہے، وہ حدیث کے زیادہ قریب ہے امام شافعی نے خمس رکاز کو سونے چاندی کے ساتھ خاص کیا ہے، جمہور نے سونے چاندی کے ساتھ مخصوص نہیں کیا، اس کے مصرف میں بھی فقہاء نے اختلاف کیا ہے، امام مالک ابوحنیفہ اور جمہور نے اس کا مصرف، مصرف الفئی بیان کیا ہے، امام شافعی نے اس کا مصرف مصرف زکوٰۃ بیان کیا ہے، اختلاف کا نتیجہ اس وقت ظاہر ہوگا جب رکاز ذمی کو مل جائے تو جمہور کے نزدیک اس سے خمس لیا جائے گا، لیکن امام شافعی کے نزدیک اس سے کوئی چیز نہیں لی جائے گی، تمام فقہاء کا اس میں اتفاق ہے کہ رکاز میں حولان حول شرط نہیں بلکہ خمس اسی وقت نکالا جائے گا۔

جمہور کے دلائل (۱) دلیل حدیث ابی سلمہ عن ابی ھریرۃ مرفوعاً والمعدن جبار وفی الرکاز الخمس (متفق علیہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رکاز غیر معدن ہے، کیونکہ حدیث میں دفینہ الخمس نہیں بلکہ وفی الرکاز الخمس رکاز کا معدن پر عطف ڈالا ہے، عطف مغایرت پر دلالت کرتا ہے، علامہ عینیؒ نے کہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفیہ الخمس اس لئے نہیں کہا تاکہ ضمیر کا مرجع لفظ بئر کو نہ بنایا جا سکے، حالانکہ بئر کا لفظ دور ہے معدن کا لفظ قریب ہے، قریب کے مرجع کو چھوڑ کر مرجع بعید کی طرف کیسے ضمیر لوٹ سکتی ہے، نیز لفظ بئر مؤنث سماعی ہے ضمیر مذکر کا مرجع لفظ مؤنث کیسے بن سکتا ہے،

شبہ بعض نے کہا وفی الرکاز الخمس وجوب خمس کے عموم کو بیان کرنے کیلئے ہے کیونکہ اگر وفیہ الخمس ہوتا تو خمس صرف معدن میں ہوتا، کنز دفینہ جاہلیت میں خمس نہ ہوتا یہ جواب صحیح نہیں کیونکہ حدیث میں المعدن جبار ایک حکم ہے وفی الرکاز الخمس دوسرا حکم ہے، دونوں کے درمیان عطف ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ معدن اور رکاز الگ الگ چیزیں ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف رکاز میں خمس بیان فرمایا ہے تو معدن میں خمس ہی نہیں ہوگا، وجوب خمس کا عموم کہاں رہا ان اگر عبارت یوں ہوتی فیہ وفی الرکاز الخمس تو پھر وجوب خمس کا عموم ثابت ہو جاتا۔

(۱) شبہ بعض نے یہ کہا ہے کہ تغایر معدن رکاز میں حال محل کے اعتبار سے ہے یعنی دراصل معدن ہی رکاز ہے لیکن تغایر اس اعتبار سے ہے کہ معدن بمعنی کان کا گڑھا لفظ معدن سے مراد ہے اس کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان کیا کہ اگر اس میں کوئی مزدور گر جائے تو کان کے مالک پر اس کا خون معاف ہے اور رکاز ما نبت فی المعدن کا حکم خمس بیان فرمایا ہے، یعنی تغایر اعتباری کی وجہ سے عطف ڈالا گیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معدن اور رکاز میں تغایر حقیقی بیان فرمایا ہے، اہل حجاز کی لغت اور تعامل سلف اس کا واضح قرینہ ہے ابن اثیر نہایہ میں فرماتے ہیں الرکاز عند اهل الحجاز کنوز الجاهلية المدفونة فی الارض اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجازی تھے اور تعامل سلف (۲) دلیل میں مذکور ہے، ان قرائن کے ہوتے ہوئے تغایر اعتباری ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

جمہور کی دلیل (۲) اثر عمر بن عبد العزیز کہ آپ معدن کی زکوٰۃ ہر دو سو درہم سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچ درہم وصول کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ سلف صالحین کا تعامل یہی ہے کہ معادن میں خمس نہیں بلکہ ان میں زکوۃ ہے،

(۲) شبہ بعض نے کہا ہے ہوسکتا ہے معدن سے سونا چاندی نکالتے وقت تو خمس لیتے ہوں اور سال گذرنے کے بعد زکوۃ وصول کرتے ہوں، فاذا احیاء الاحتمال بطل الاستدلال یہ ایک فرضی احتمال ہے، اس سے حدیث صحیح مرفوع متصل کو نیز واضح تعامل سلف کو کیسے ٹھکرایا جاسکتا ہے، نیز عمر بن عبدالعزیز کا یہ عمل نص صریح صحیح کے موافق ہے اس میں فرضی احتمال اثرانداز نہیں ہوسکتا۔

(۳) دلیل قول حسن بصری، آپ فرماتے ہیں کہ جو رکاز ارض حرب میں ہو، اس میں خمس ہے، اور جو ارض سلم میں ہو اس میں زکوٰۃ ہے۔ حسن بصری کے قول کا پہلا جملہ جو حدیث صحیح کے موافق ہے سے استدلال ہوسکتا ہے کہ رکاز میں خمس ہے ارض سلم کے رکاز میں زکوٰۃ کا قول حدیث کے خلاف ہے، اسی لئے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ نے فتح الباری میں ابن منذر کا یہ قول نقل کیا ہے، ولا اعلم احدا فرق ھذہ التفرقۃ غیر الحسن یعنی حضرت حسن کی یہ تفریق کسی طرح صحیح نہیں کیونکہ ساری زمینیں پہلے کفار کے قبضے میں تھیں، بعد میں ان پر مسلمانوں نے قبضہ کیا یہ درست ہے تو اب اگر ان اراضی میں سے جو رکاز یعنی دفینہ جاہلیت ملے گا، اس میں خمس ہوگا، لیکن ان نکلنے والے معادن میں حدیث کے مطابق زکوٰۃ ہوگی کیونکہ معادن اللہ تعالیٰ کی طرف سے زمین میں رکھے جاتے ہیں وہ اموال غنائم کے سلسلہ میں شمار نہیں ہوسکتے البتہ دفینہ جاہلیت اموال غنائم میں شمار ہوسکتے ہیں، اسی لئے ان میں خمس ہوگا، نہ معادن میں

شبہ یہ کہنا کہ حضرت حسن تابعی ہیں ان کا قول امام ابوحنیفہ پر حجت ہیں کیونکہ وہ بھی تابعی ہیں صحیح نہیں، کیونکہ اولاً امام ابوحنیفہ کے تابعی ہونے میں اختلاف ہے، اور اگر تسلیم بھی کرلیا جائے، تب بھی جس تابعی کا قول حدیث کے موافق ہوگا، وہ دوسرے اس تابعی پر حجت ہوگا، جس کا قول حدیث کے خلاف ہے، پس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہوا کہ حسن بصری کے قول کا پہلا جملہ جو حدیث کے موافق ہے وہی قبول ہوگا ابوحنیفہ کا قول جو حدیث صحیح کے خلاف ہے وہ قبول نہیں ہوگا۔ حسن بصری کا بھی وہ قول جو حدیث کے خلاف ہے ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔

۱۴ دلیل حدیث بلال بن حارث مزنی۔ فتلک المعادن (ای معادن القبلیة) لا تؤخذ منها الا الزکوٰۃ الی الیوم (رواہ ابوداؤد وموطا امام محمد باب الرکاز)

یہ حدیث واضح ثبوت ہے کہ معادن رکاز نہیں ان کا حکم الگ ہے یہ حدیث موطا امام محمد میں مسند ہے منقطع نہیں یہ حدیث تعامل سلف کے لئے صریح ہے کہ ان میں خمس نہیں زکوٰۃ ہے نیز یہ حدیث بخاری کی صحیح صریح حدیث کی تائید سے احناف پر حجت تامہ ہے

شبہ۔ اگر کوئی کہے کہ حدیث میں مذکور لفظ زکوٰۃ سے خمس مراد جیسے زکوٰۃ الارض سے مراد عشر ہوتا ہے۔

جواب: زکوٰۃ کی خمس سے تاویل — انتہائی غلط ہے کیونکہ کسی صحیح صریح حدیث میں معادن میں خمس کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں تو پھر زکوٰۃ بمعنی خمس کی تاویل جیسے زکوٰۃ الارض بمعنی عشر کیسے صحیح ہو سکتی ہے کیونکہ زکوٰۃ الارض بمعنی عشر صحیح احادیث سے ثابت ہے لیکن زکوٰۃ المعادن بمعنی خمس ہرگز ثابت نہیں۔

احناف کے دلائل (۱) دلیل رکز بمعنی گاڑنے اور ثابت کرنے سے مشتق ہے تو اب رکاز بمعنی مرکوز (ما یثبت فی الارض) ہے اور یہ معنی کنز معدن دونوں میں موجود ہے گو راکز دونوں میں مختلف ہے کہ معدن کا راکز خالق اور کنز کا راکز مخلوق ہے چنانچہ لغت کی کتب مثلاً کتاب المغرب اور قاموس اور منتہی الارب میں رکاز کا اطلاق معادن اور دفین اہل جاہلیت پر کیا گیا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ اہل عرب معدن پر بھی رکاز کا اطلاق کرتے ہیں،

اس کا جواب یہ ہے کہ اہل حجاز کی لغت میں رکاز کا اطلاق صرف دفینہ اہل جاہلیت پر ہوتا ہے ہاں اہل عراق کے نزدیک معادن پر بھی رکاز کا اطلاق ہوتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے لیکن حدیث میں لغت اہل حجاز ہی معتبر ہو گی، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجازی تھے، جیسے نہایہ ابن اثیر کا حوالہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ اور جوہری نے صحاح میں لکھا ہے الرکاز دفین اھل الجاھلیت کا نہ دکز فی الارض رکزا وفی الحدیث فی الرکاز الخمس تقول منہ ارکز الرجل اذا وجدہ یعنی رکاز اہل جاہلیت کا دفینہ ہے گویا کہ اس نے اس کو زمین میں گاڑ دیا ہے اور حدیث میں ہے کہ رکاز میں خمس ہے اسی سے یہ محاورہ لیا گیا ہے ارکز الرجل اس نے رکاز پا لیا اسی طرح زرکشی نے تنقیح میں کہا الرکاز ھوالمال العادی المدفون فی الجاھلیۃ اور اسی طرح محمد بن ابی بکر الرازی نے مختار الصحاح میں لکھا والرکاز دفین اھل الجاھلیت کا نہ دکزہ فی الارض ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ احناف کا لغوی استدلال بھی صحیح نہیں بالغرض اگر تائید لغوی سے کام لیا جائے تب بھی لغت و شرع میں فرق ہے اسی فرق کو بیان کرنے کے لئے امام بخاری نے حدیث ابوہریرہ سے استدلال کیا ہے،

۲، دلیل حدیث عبداللہ بن عمرو کہ آنحضرت نے کنز جاہلیت کے متعلق فرمایا دان کان فی الخراب یعنی ففیھا وفی الرکاز الخمس رواہ ابوداؤد فی کتاب اللقطۃ۔ اس حدیث میں رکاز کا عطف کنز پر ہے جس سے معلوم ہوا کہ رکاز کنز کے خلاف ہے، اور وہ معدن ہے اس حدیث سے معدن میں خمس کا ثبوت ہے۔

جواب، امام ابوداؤد اس حدیث کو کتاب اللقطہ میں اس لئے لائے ہیں کہ ففیھا کی ضمیر لقطہ کی طرف جاتی ہے، یعنی جو سونا چاندی بطور لقطہ ایسے ویرانے میں پایا جائے جس کا کوئی مالک نہ ہو تو اس کا اور رکاز کا ایک حکم ہے تو گویا اس حدیث میں دو چیزوں کا حکم ہے ایک وہ جو زمین میں مدفون ہو وہ رکاز ہے دوسری وہ چیز جو روئے زمین پر جاہلیت کے ویرانے میں یا قریہ غیر مسکونہ میں یا غیر سبیل میتاء میں پایا جائے ان دونوں میں خمس ہے کما فی عون المعبود،

احناف کی تیسری دلیل، حدیث ابی ہریرہ جس کو بیہقی اور موطا امام محمد نے روایت کیا ہے، فی الرکاز الخمس قیل یارسول اللہ وما الرکاز قال المال الذی خلقہ اللہ تعالیٰ فی الارض یوم خلق السموات والارض فی ھذہ المعادن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ففیہا الخمس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رکاز معدن کو بھی شامل ہے اور اس میں بھی خمس ہے
جواب: یہ حدیث صحیح نہیں، کیونکہ اس کی سند میں عبداللہ بن سعید متروک الحدیث ہے
اس کی متابعت حبان بن علی نے کی ہے وہ بھی ضعیف ہے، نیز یہ کہنا کہ موطا امام محمد کی روایت
کے کوئی اور راوی ہیں یا وہ دوسری روایت ہے نہایت ہی غلط بات ہے بلکہ دھوکہ دینا
ہے موطا امام محمد میں جو مسند روایت ہے وہ جمہور کی مؤید ہے جس میں ہے فتلك المعادن
الى اليوم لا تؤخذ منها الا الزكوة كما مر بخاری کی مرفوع متصل حدیث کے مقابلہ میں ایسی
ضعیف روایتوں پر عمل کرنا حنفیوں کے مقدر میں ہے، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے
مبحث طبقہ کتب الحدیث میں لکھا ہے اما الصحيحان فقد اتفق المحدثون على ان
جميع ما فيهما من المتصل المرفوع صحيح بالقطع وانهما متواتران الى مصنفيهما و
انه كل من يهون امرهما فهو مبتدع متبع غير سبيل المؤمنين وان شئت الحق
الصراح فقسهما بكتاب ابن ابی شيبة وكتاب الطحاوی ومسند الخوارزمی وغيرها
تجد بينها وبينهما بعد المشرقين۔

صحیح بخاری میں پہلا مقام: جہاں امام بخاری رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ اور ان کے موافقین
کے خلاف تعریض کرتے ہوئے۔ قال بعض الناس المعدن ركاز مثل دفن الجاهلية
لانه يقال اركز المعدن اذا خرج منه شئ قيل له قد يقال لمن وهب له الشئ او ربح
ربحا كثيرا او كثر ثمره اركزت ثم ناقضه فقال لا بأس ان يكتمه ولا يؤدى
الخمس۔ یہاں ایک ضروری بات ذہن نشین کر لیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کسی امام کے
مقلد نہیں اسی لئے وہ اپنی صحیح میں اکثر مقامات پر قال بعض الناس سے احناف
کی تردید و تنقید کرتے ہیں لیکن بعض مقامات میں دوسرے آئمہ پر بھی تنقید کرتے ہیں
چنانچہ باب ترجمة الحكام میں جو سب سے آخری قال بعض الناس ہے فرمایا وقال
بعض الناس لابد للحاكم من مترجمين میں بقول علامہ کرمانی وحافظ ابن حجر امام
محمد بن حسن یا ابن ادریس شافعی مراد ہیں نیز امام بخاری نے اپنی صحیح میں متعدد جگہ
پر امام مالک وامام شافعی کا نام صراحۃً لیا ہے، اور دو مقام پر امام احمد کے نام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایک مقام پر یحییٰ بن معین کے نام کی تصریح کی ہے لیکن امام ابوحنیفہ کو نام کے بجائے بعض الناس سے تعبیر کیا واللہ اعلم ما وجہہ۔

زیر تحقیق بحث، یعنی پہلے قال بعض الناس سے مراد امام ابوحنیفہ ہیں اور اس مسئلہ میں ان کے ہمنوا سفیان ثوری اور عبدالرحمٰن اوزاعی بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ پہلے قال بعض الناس سے امام بخاری علیہ الرحمۃ کی غرض احناف پر دو الزام قائم کرنے ہیں،

(۱) استدلال لغوی کا رد: امام ابوحنیفہ نے خمس معدن کے مسئلہ میں عرب کے محاورہ (ارکز المعدن) بمعنی اخرج المعدن جب کان سے کوئی چیز نکالی جائے سے استدلال کیا ہے، یعنی جیسے رکاز دفینہ جاہلیت پر بولا جاتا ہے اسی طرح معدن پر بھی بولا جاتا ہے تو دونوں میں خمس واجب ہوگا، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ کے اس استدلال کا یوں رد کیا ہے کہ اگر محاورہ ارکز المعدن سے معدن میں خمس واجب ہے تو پھر ارکزت کے محاورہ سے جو مال موہوب یا ربح کثیر یا پھلوں کی کثرت پانیوالے کے لیئے کہا جاتا ہے، سے مال موہوب اور ربح کثیر اور پھل پر بھی رکاز کا اطلاق محاورہ عرب سے ثابت ہے تو پھر ان تینوں چیزوں میں بھی خمس ہونا چاہیئے معلوم ہوا کہ لغوی اشتراک سے حکمی اشتراک ثابت نہیں ہوتا۔

شبہ بعض نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ استدلال امام صاحب کا نہیں بلکہ ان کے بعض تلامذہ کا ہے اور محض تائید تقویت کے لیئے ہے اصل استدلال حدیث مرفوع سے ہے حالانکہ وہ حدیث صحیح نہیں کما مر بیانہ۔

پھر ثانیاً اس تائیدی دلیل کو صحیح ثابت کرنے کے لیئے فرماتے ہیں کہ معدن پر رکاز کا اطلاق حقیقی ہے لیکن مال موہوب اور ربح کثیر اور غلہ کثیر پر رکاز کا اطلاق مجازی ہے کیونکہ ان پر رکاز کے اطلاق کے لیئے کوئی روایت نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ معدن پر رکاز کا اطلاق ثابت کرنے والی روایت بھی غیر صحیح ہے تو پھر معدن پر رکاز کا اطلاق حقیقی کیسے ہوا۔

ثالثاً معدن پر رکاز کے اطلاق حقیقی کو ثابت کرنے کے لیئے ایک زیادہ مستند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وصحیح تر محاورہ ارکز الرجل سے بعض نے یوں استدلال کیا ہے کہ جب کسی انسان کو سونے کی ڈلیاں اور ٹکڑے حاصل ہوں تو بولتے ہیں۔ ارکز الرجل تو بلا کلفت حاصل ہونے والی شئی اگر قطع الذہب ہو تو تب اس پر ارکز اور رکاز کا اطلاق صحیح ہوتا ہے، لیکن اگر کسی ایسی شئی جس میں یہ قید موجود نہ ہو تو پھر ارکز والا محاورہ نہیں بولا جاتا لہٰذا معدن اور قدرتی سونے کے ٹکڑے پر تو رکاز کا اطلاق صحیح ہوا کیونکہ اس میں قطع الذہب کی قید موجود ہے لیکن اس کے برعکس شئی موہوب اور ربح کثیر اور ثمار کثیرہ ان تینوں پر رکاز کا اطلاق صحیح نہیں کیونکہ ان میں قطع الذہب کی قید مفقود ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہی زیادہ صحیح اور مستند محاورہ ارکز الرجل واضح دلالت کرتا ہے کہ دفینہ جاہلیت ہی رکاز ہے معدن رکاز نہیں کیونکہ جب کسی انسان کو سونے کی ڈلیاں اور ٹکڑے حاصل ہوں تو بولتے ہیں ارکز الرجل تو بلا کلفت حاصل ہونے والی شئی میں اگر قطع الذہب کی قید موجود ہو تب اس پر ارکز اور رکاز کا اطلاق ہوتا ہے معدن سے نکلنے والا سونا قطع الذہب نہیں ہوتا بلکہ سونے کی ڈلیاں اور ٹکڑے دفینہ جاہلیت سے ہی ملتے ہیں معدن سے نکلنے والے سونے کو کان کنی کے بعد صاف کیا جاتا ہے، پھر قطع الذہب کی شکل میں ڈھالا جاتا ہے، بلا کلفت حاصل ہونے والا سونا دفینہ جاہلیت ہوتا ہے معدن سے نکلنے والے سونے میں تو بہت بڑی کلفت کے بعد خالص سونے کے ٹکڑے میسر آتے ہیں، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے معدن اور رکاز میں فرق ثابت کرنے کے لیے فرمایا ان المعدن یحتاج الی عمل ومؤنة ومعالجة لاستخراجه بخلاف الرکاز وقد جرت عادة الشرع ان ما غلظت مؤنته خفف عنه فی قدر الزکوة وما خفت زید فیه۔ نہایہ میں ابن اثیر نے یہی بات یوں نقل فرمائی ہے، الرکاز عند اهل الحجاز کنوز الجاهلية المدفونة فی الارض وعند اهل العراق المعادن تحتملهما اللغة لان کلا منهما مرکوز فی الارض ای ثابت یقال رکزه یرکزه رکزا اذا دفنه وارکز الرجل اذا وجد الرکاز والحدیث انما جاء فی التفسیر الاول وهو کنز الجاهلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وانما فیه الخمس لکثرۃ نفعہ وسھولۃ اخذہ ۔ اور اگر ارکز الرجل کا معنی یہ کیا جائے کہ صار لہ رکاز من قطع الذھب ، جیسا کہ بعض نے لکھا ہے تو صیرورت خاصہ کے اعتبار سے صرف دفینہ جاہلیت مراد ہوگا ، کیونکہ دفینہ جاہلیت ہی بلا کلفت حاصل ہونے والا سونا ہوتا ہے اور اگر ارکز الرجل کا معنی صار لہ رکاز بمعنی صیرورت عامہ کیا جائے ، تو پھر شئی موہوب ربح کثیر اور ثمار کثیرہ پر بھی ارکزت اور رکاز کا اطلاق صحیح ہوگا ، بہرحال امام بخاری رحمہ اللہ نے محاورہ ارکز المعدن اور ارکزت کی جس بنیاد الزام عائد کیا ہے وہ بنیاد سراسر صحیح ہے احناف کا استدلال غلط ہے ،

(۲) الزام ۔ اثبات المناقضۃ بین اقوال ابی حنیفۃ یعنی امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ معدن میں خمس کے وجوب کے قائل ہیں لیکن پھر خمس معدن کے چھپانے کو بھی جائز کہتے ہیں ، جس سے وجوب خمس کی نفی ہوتی ہے یہ صریح تناقض ہے ، بعض نے علامہ قسطلانی شافعی اور علامہ عینی حنفی سے اس کا جواب یہ نقل کیا ہے کہ اگر رکاز پانے والا محتاج اور فقیر ہو اور بیت المال سے اسے حصہ نہ ملنے کا ظن غالب ہو تو وہ بیت المال سے خمس کو چھپا کر اپنے اوپر خرچ کرسکتا ہے ،

جواب ، معدن پانے والا بالفرض اگر فقیر و محتاج بھی ہو تو کیا معدن کے چار حصوں سے اس کا فقر زائل نہیں ہوگا ۔ بلکہ معدن کے پانچویں حصہ سے ہی اس کی محتاجی اور فقیری زائل ہوگی ، یہ جواب کتنا مضحکہ خیز ہے فتفکر نیز کتمان خمس کی یہ فرضی صورت کہ بیت المال میں وہ اشیاء صحیح مصارف پر خرچ نہیں کی جاتیں تو معدن پانے والا بذات خود خمس کی مقدار خفیہ مستحقین کو دے دے تو یہ جائز ہے اسی طرح اگر اس کو خطرہ ہو کہ میرے بتانے سے سارا مال چھن جائے گا ، تو وہ خفیہ فقراء میں خمس معدن تقسیم کرسکتا ہے ، یہ دونوں صورتیں گرچہ معقول ہیں ، لیکن امام طحاوی کا یہ کہنا کہ لو وجد معدنا فی دارہ فلیس علیہ شئی ان دونوں توجیہوں کی تردید کرتا ہے اسی چیز کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری یوں نقل فرمایا

وقد نقل الطحاوی المسئلۃ التی ذکرھا ابن بطال ونقل ایضا انہ لو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجد فی دارہ معدنا فلیس علیہ شئی وبھذا یتجہ اعتراض البخاری بہرکیف امام بخاری رحمہ اللہ کا الزام احناف پر بحالہ قائم ہے۔

کتاب الھبۃ باب اذا قال اخدمتك ھذہ الجاریۃ علی مایتعارف الناس فھو جائز- اس باب سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ (اخدمتك ھذہ الجاریۃ) یعنی میں نے اس لونڈی سے تیری خدمت کی ہے یہ قول عرف زمانہ کے اعتبار سے ہبہ کیلئے مستعمل ہو سکتا ہے اگر کسی قوم کے عرف و رواج میں اخدام بول کر ہبہ مراد لینے کا رواج ہو تو اس لفظ سے تملیک نافذ ہو جائیگی وہ لونڈی موہوب لہ کی مملوکہ متصور ہوگی جیسا باب ہذا کی حدیثوں سے واضح ہے، لیکن جنہوں نے اس لفظ کو مطلقاً عاریت کیلئے استعمال کیا ہے، انہوں نے عرف اور حدیث کی مخالفت کی ہے۔

دوسرا مقام:۔ وقال بعض الناس ھذہ عاریۃ وان قال کسوتك ھذا الثوب فھذہ ھبۃ۔ یہاں بعض الناس سے مراد امام ابوحنیفہ ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ اس سے امام ابوحنیفہ پر دو اعتراض کرتے ہیں۔(۱) اعتراض حدیث کی مخالفت یعنی حدیث اعرج عن ابی ھریرۃ میں فاخدمھا ولیدۃ، اور حدیث ابن سیرین عن ابی ھریرۃ میں فاخدمھا ھاجر دونوں حدیثوں میں لفظ اخدام بول کر ہبہ مراد لیا گیا ہے، لیکن امام ابوحنیفہ اس کو عاریت قرار دے رہے ہیں معلوم ہوا کہ ان کا یہ مسئلہ حدیث کے خلاف ہے،

شبہ: ہبہ کا ثبوت لفظ اعطا سے ہے جو حدیث اعرج عن ابی ہریرہ میں ہے، فاعطوھا آجر مگر لفظ اخدام سے ہبہ مراد نہیں لیا گیا، فلا اشکال علی ابی حنیفہ

جواب: فاعطوھا آجر کا لفظ حدیث اعرج عن ابی ہریرۃ میں بطور تفسیر واقع ہوا ہے یعنی ابراہیم علیہ السلام نے جب حضرت سارہ کے ساتھ ہجرت کی تو انہوں نے سارے ماجرے کے بعد حضرت سارہ کو حضرت ہاجرہ دی، لیکن بادشاہ جابر نے حضرت سارہ کو جب حضرت ہاجرہ دی تو اس نے لفظ اخدم استعمال کیا، فقالت اشعرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان اللہ کبت الکافر وأنتم ولیدہ ۔ اسی لئے امام بخاری نے اخدم کے لفظ سے ہبہ ثابت کیا ہے جو دونوں حدیثوں میں موجود ہے، یعنی عرف زمانہ کے اعتبار سے اخدم کا معنی اعطھا ہے جو تملیک رقبہ کے لئے استعمال کیا گیا۔

شبہ: امام بخاری کے اس اعتراض کے جواب میں اگر کہا جائے کہ ابراہیم علیہ السلام کا دور بنی اسرائیل سے بھی پہلے کا ہے ان کے عرف میں یہ لفظ ہبہ کیلئے مروج تھا لیکن امام ابوحنیفہ کے زمانہ میں عرف تبدیل ہو گیا اور اس وقت یہ لفظ محض عاریت کے لئے استعمال ہونے لگا۔

جواب: اخدم کا معنی عاریت وضعی تو ہو سکتا ہے یعنی وضع لغت کے اعتبار سے لفظ خدمت سے عاریت مراد لی جا سکتی ہے، کیونکہ کہا جا سکتا ہے کہ میں نے یہ لونڈی آپ کی خدمت کے لئے دی یہ آپ کی صرف خدمت کرے گی آپ اس کے رقبہ کے مالک نہیں۔ عرف میں ا۔۔ ۔ ہ معنی ہبہ ہے، تغیر عرف کا جواب انتہائی غلط ہے ابراہیم علیہ السلام کے دور سے لیکر آج تک یہ لفظ عرفاً ہبہ یعنی تملیک رقبہ کے لئے مستعمل ہے، آج بھی کہا جاتا ہے ہم نے مولانا صاحب کی خدمت ایک ہزار روپیہ سے کی ہے، کوئی ساتھی اپنے احباب سے پوچھتا ہے کہ حضرت صاحب تشریف لائے ہیں آپ نے ان کی کچھ خدمت کی ہے یا نہیں تو وہ کہتے ہیں ہم نے ان کی ایک گائے یا بھینس سے خدمت کی ہے، بہرحال امام بخاری کا اعتراض حنفیوں پر آج تک بحالہ قائم ہے اس کا کوئی جواب ان کے ہاں نہیں۔

امام بخاری کا دوسرا اعتراض کہ امام ابوحنیفہ نے اخدام اور کسوۃ میں فرق کیا ہے، کیونکہ لفظ اخدام سے عاریت اور لفظ کسوۃ سے ہبہ مراد لیا ہے، حالانکہ دونوں لفظوں کا معنی وضع لغت کے اعتبار سے اباحت منفعت اور عاریت ہے اور عرف کے اعتبار سے دونوں سے مراد ہبہ یعنی تملیک ذات مراد ہو سکتی ہے،

شبہ: بعض احناف نے دونوں کے فرق کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ کپڑا پہننے سے کہنہ اور بوسیدہ ہو جاتا ہے پھٹ جاتا ہے جس کی وجہ سے اس میں رجوع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعید از قیاس ہے لہٰذا وہ تملیک وہبہ ہے لیکن لونڈی کے استعمال اور حصول منافع سے اس کا کچھ بھی خراب نہیں ہوتا جس کی بنا پر اس میں رجوع معقول ہے فافترقا فقیاس الاخدام علی الکسوۃ قیاس مع فارق پس اخدام والی صورت میں عاریت ہوگی اور کسوۃ والی صورۃ میں ہبہ وتملیک ثابت ہوگی۔

جواب: مدت دراز یا کم کا فرق ہوتا ہے کپڑا تھوڑی مدت کے بعد پرانا ہو کر پھٹ جاتا ہے، لیکن لونڈی بھی کچھ مدت اور عرصہ کے بعد پرانی اور بیکار ہو جاتی ہے۔ فاتحدا فقیاس الاخدام علی الکسوۃ قیاس مع جامع

شبہ ثانی: عرف عام نیز نص قرآنی یعنی آیت اطعام عشرۃ مساکین او کسوتھم الخ سے کسوۃ کا استعمال ہبہ اور تملیک عین میں یقیناً ثابت ہے بخلاف اخدام کے کہ اس کا تملیک عین ہونا کسی دلیل شرعی یا عرفی سے ثابت نہیں۔

جواب: حدیث الباب سے شرعاً وعرفاً اخدام بمعنی ہبہ ثابت ہے جیسا کہ قرآنی شرعی اور عرفی دلیل سے کسوۃ بمعنی ہبہ ثابت ہے، فاذا اتحدا فی المعنی اتحدا فی الحکم اب دونوں میں تفریق صریح تخالف ہے۔ فاعتراض البخاری علی الاحناف ثابت بجمیع جوانبہ۔

باب اذا حمل رجلا علی فرس فھو کالعمریٰ والصدقۃ، حملتك علی الفرس (میں نے اس گھوڑے پر تجھے سوار کر دیا یعنی یہ گھوڑا میں نے تجھے ہبہ کیا، یہ قول جمہور علماء کے نزدیک تملیک عین وہبہ کے لئے ہے جس میں عمریٰ اور صدقہ کی طرح رجوع جائز نہیں عمریٰ یہ ہے کہ میں نے یہ چیز تجھے عمر بھر کے لئے دیدی، لیکن احناف کے نزدیک یہ حمل کبھی ہبہ کے لئے بحسب النیۃ مستعمل ہے اور کبھی عاریت کے لئے ان دونوں صورتوں میں ان کے نزدیک رجوع جائز ہے، عاریت میں تو ظاہر ہے کہ وہاں صرف تملیک منفعت ہوتی ہے لیکن ہبہ میں بھی ان کے ہاں رجوع جائز ہے،

تیسر الفهام: وقال بعض الناس لہ ان یرجع فیھا۔ یہاں بھی امام ابوحنیفہ مراد ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ یہاں بھی ان کی تردید کرنا چاہتے ہیں، امام بخاری حدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمی حملت علی فرس فی سبیل اللہ سے ثابت کرتے ہیں یہ لفظ صراحۃً ہبہ پر دلالت کر رہا ہے جس میں لا تعد فی صدقتك سے رجوع کو بھی صراحۃً ناجائز کہا گیا ہے۔ نیز اسی حدیث میں ہبہ کو صدقہ کہا گیا ہے جس میں رجوع حرام ہے باوجود اتنی وضاحتوں کے پھر بھی امام ابوحنیفہ حدیث کے خلاف ہبہ میں رجوع کے جواز کے قائل ہیں۔

شبہ۔ احناف ہبہ میں رجوع کا قول اس حدیث سے کرتے ہیں۔ الرجل احق بهبته مالم يثب منها۔

جواب۔ یہ حدیث حضرت علی سے منقول ایک سند میں جابر جعفی کذاب ہے، دوسری سند میں ابن لہیعہ ہے، دوسری حدیث حضرت عمر اور ابن عمر سے اس کو بھی اور اس قسم کی دوسری روایتوں کو ابن جوزی نے ضعیف کہا ہے، حوالہ کے لئے نیل الاوطار کتاب الہبۃ کو دیکھیں البتہ حضرت عمر سے مروی حدیث اور حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی حدیث کو حاکم اور ابن حزم نے صحیح کہا ہے ابن حزم نے صحیح کہنے کے باوجود اس کو حنفیوں کے خلاف ثابت کیا ہے محلی احکام الہبات کو دیکھیں علامہ ابن حزم کہتے ہیں کہ حنفیوں نے اس حدیث سے ذی رحم محرم اور زوجین کو مستثنیٰ کیا ہے حالانکہ حدیث میں عموم ہے استثنا کی وجہ حنفی یہ بیان کرتے ہیں، ہبہ ذی رحم محرم پر صدقہ ہوتا ہے اسی طرح زوجین کا ایک دوسرے پر ہبہ بھی صدقہ ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان المسلم اذا انفق على اهله نفقة يحتسبها فهى له صدقة علامہ ابن حزم کہتے ہیں کہ قرآن وسنت سے ثابت ہے کہ ہبہ غیر ذی الرحم اور غیر زوجہ کے لئے بھی صدقہ ہوتا ہے، قرآن مجید میں ہے۔ وان تعفوا اقرب للتقوى ولا تنسوا الفضل بينكم۔ نیز حضرت حذیفہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل معروف صدقة یہ نہایت صحیح حدیث ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ہر مسلم پر ہبہ صدقہ ہوتا ہے۔

نیز قرآن مجید کی یہ آیت اوفوا بالعقود عقد ہبہ کے پورا کرنے کا حکم دیتی

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے نیز آیت، ولا تبطلوا اعمالکم سے عمل ہبہ کو باطل کرنے سے بچانے کا حکم ہے،
بخاری کی صحیح حدیث والے اسناد کے ساتھ یہ حدیث بھی ابن عباس سے مروی
ہے، العائد فی ھبتہ کالعائد فی قیئہ اور تینی حنفیوں کے نزدیک بھی حرام
ہے اس سے ثابت ہوا کہ ہبہ میں بھی رجوع حرام ہے، دوسری صحیح حدیث لا یحل
لاحد یعطی العطیۃ فیرجع فیھا الا الوالد یعطی ولدہ ومثل الذی یعطی
العطیۃ فیرجع فیھا کالکلب اکل حتی اذا شبع قاء فرجع فی قیئہ۔ اس
حدیث میں لا یحل کا لفظ صریح دلالت کرتا ہے، کہ ہبہ میں رجوع حلال نہیں
شبہ، حمل علی الفرس والی صورت قطعاً ھبہ پر دلالت نہیں کرتی بلکہ نیت
عاریت سے عاریت مراد ہو سکتی ہے بلکہ بغیر کسی نیت کے بھی عاریت مراد
ہو سکتی ہے، امام ابو حنیفہ ہبہ میں رجوع کو مکروہ سمجھتے ہیں عاریت میں رجوع کو جائز
سمجھتے ہیں، فکیف الایراد علی الامام ابی حنیفہ۔

جواب: امام ابو حنیفہ ہبہ میں رجوع کے جواز کے قائل ہیں، عاریت اور ہبہ کی بحث
محض خلط مبحث اور الجھاؤ پیدا کرنے کی کوشش ہے، کیونکہ حدیث میں حمل
علی الفرس سے مراد ہبہ واضح ہے اور ہبہ میں حرمت رجوع کو لاتعد فی
صدقتك سے واضح کیا گیا ہے، لہٰذا احناف کا یہ کہنا یہ حمل بطور عاریت و
ہبہ کے نہ تھا، بلکہ بطور صدقہ کے تھا جس میں بالاتفاق رجوع جائز نہیں، لہٰذا یہ
مسئلہ ہمارا موضوع بحث ہی نہیں بلکہ بحث حمل بنیۃ الھبۃ او العاریۃ
کی چل رہی ہے بالکل غلط ہے بلکہ حقیقت مسئلہ پر پردہ پوشی ہے، امام بخاری
رحمہ اللہ یہاں حنفیوں کے مسئلہ رجوع فی الھبۃ پر بحث کرنا چاہتے ہیں اور اسی مسئلہ
کو انہوں موضوع بحث بنایا ہے، دراصل حنفیوں نے ہبہ کے تین معنی کئے ہیں ھبۃ یراد
بھا وجہ اللہ و ھبۃ یراد بھا وجہ الناس و ھبۃ یراد بھا الثواب والعوض۔

جو ہبہ لوجہ اللہ ہے وہ صدقہ ہے اس میں رجوع حرام ہے اور جو ہبہ لوجہ الناس
وہ ریاء ہے اور جو ہبہ عوض لینے کے لئے کیا ہے اس میں رجوع جائز ہے لیکن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام حنفی بغیر تفصیل بتا۔ یہ ہر ہبہ میں رجوع کے جواز کے قائل ہیں جو انتہائی غلط بات ہے، حنفیوں کی دلیل الرجل احق بھبتہ مالم یثب منھا آخری عوض والے ہبہ کے بارے میں ہے۔ مطلق ہبہ میں جواز کا قول کرکے حنفیوں نے احادیث صحیحہ کی جو تاویلیں کی ہیں انتہائی مضحکہ خیز ہیں مثلاً ان کا یہ کہنا کہ لا تعد فی صدقتك اور العائد فی ھبتہ کالکلب یعود فی قیئہ میں صرف کراہت تنزیہہ اور کراہت طبعیہ مراد ہے کیونکہ راجع فی الھبہ کو قے چاٹنے والے کتے سے تشبیہ دی ہے کتے پہ قے حرام نہیں حالانکہ صحیح حدیث میں کالعائد فی قیئہ بھی مروی ہے، قیئ انسان پر تو حرام ہے نیز حدیث کی بیان کردہ تشبیہ بھی احناف کی قسمت میں پڑی ہے، انہوں نے ہبہ میں رجوع کا قول کرکے اپنے آپ کو قئ چاٹنے والے کتے سے تشبیہ کو قبول کرلیا ہے۔ ھنیأ لھم ھذا المثل۔

کتاب الشھادات باب شھادۃ القاذف والسارق والزانی الخ

مسئلہ خلافیہ شھادۃ محدود فی القذف: یعنی جس شخص کو حد قذف لگی ہوئی ہو جب وہ تائب ہو جائے تو پھر جمہور ائمہ حدیث کے نزدیک اس کی شہادت مقبول ہے، لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک باوجود توبہ کے اس کی شہادت مردود ہے، امام بخاری رحمہ اللہ اس مسئلہ میں جمہور کے ساتھ ہیں۔

دلائل جمہور ۱: دلیل اللہ تعالیٰ کا قول ولا تقبلوا لھم شھادۃً واولئك ھم الفاسقون الا الذین تابوا الخ الا الذین تابوا کا استثناء عدم قبول شھادۃ اور ثبوت فسق والے سابقہ دونوں جملوں سے ہے لہٰذا توبہ کے بعد ان کی شہادۃ بھی مقبول ہو گی اور وہ فاسق بھی نہیں رہیں گے۔

شبہ ۱: آیت میں لفظ ابداً جو دوام استمرار میں نص ہے اب اگر توبہ کے بعد محدود فی القذف کی شہادت مقبول ہو جائے تو یہ ابدیت اور دوام کے خلاف ہوگا۔

جواب: ابداً سے مراد ہے جب تک وہ فاسق رہیں گے ان کی شہادت قبول نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گی یا جب تک وہ قذف پر مصر رہیں گے اس وقت تک ہمیشہ ان کی شہادت قبول نہیں ہوگی جیسے کہا جائے کافر کی شہادت ہمیشہ مردود ہے اس سے مراد ہوگا، جب تک وہ کافر رہے گا، اس کی شہادت مردود ہوگی لیکن جب وہ مسلمان ہو جائے گا تو اس کی شہادت قبول ہو گی، اس کی مثال قرآن مجید میں یوں ہے۔ انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذلک لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الآخرۃ عذاب عظیم الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا الخ، اس آیت میں الا الذین تابوا کا استثناء جمیع ما تقدم سے ہے تو یہ سب کو حاصل ہو جائیگی اسی طرح فیما نحن فیہ میں بھی استثناء لا تقبلوا و اولئک ھم الفاسقون دونوں سے ہے

شبہ (۲) اولئک ھم الفاسقون جملہ خبریہ ہے یہ ما قبل سے الگ جملہ ہے، اور لا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا، جملہ انشائیہ جو پہلے جملہ انشائیہ فاجلدوھم ثمانین جلدۃ پر معطوف ہے دونوں جملے انشائیہ مل کر پوری حد قذف ہے یعنی عدم قبول شہادت حد قذف کی جزء ہے لہٰذا توبہ سے وہ ختم نہیں ہوگی۔

جواب، اولئک ھم الفاسقون۔ یہ جملہ خبریہ ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا جملہ انشائیہ کے لیے قائم مقام علت ہے یعنی ان کی شہادت اس لیے قبول نہیں کہ وہ جھوٹی تہمت لگانے سے فاسق ہو گئے ہیں لیکن، جب ان کا فسق زائل ہو گیا، تو شہادۃ مقبول ہو جائے گی۔

شبہ: اولئک ھم الفاسقون جملہ استینافیہ ہے حد کی علت نہیں کہ ارتفاع فسق سے ارتفاع رد شہادت لازم آئے۔

جواب: اولئک ھم الفاسقون لا تقبلوا لھم شھادۃ الخ کی کیوں علت نہیں بن سکتا، جبکہ فقہ و حدیث کی تمام کتب شاہد ہیں کہ رد شہادۃ کی اصل وجہ فسق ہوتی ہے، فقہ حنفیہ بھی اس پر شاہد ہے جب وہ شخص فاسق ہی نہیں رہا، بلکہ وہ عادل ثابت ہو گیا ہے تو پھر اسکی شہادۃ کیوں مردود ہو گی، امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر قاذف حد سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے توبہ کرلے تو اس کی گواہی مقبول ہے حالانکہ حد مقذوف کا حق ہے جو توبہ سے ساقط نہیں ہوتا تو پھر حد لگنے کے بعد جب اس نے توبہ کرلی اور فسق بھی اس سے دور ہوگیا، اور اس کا حال اچھا ہوگیا تو اب اس کی شہادۃ کیوں مقبول نہیں، نیز کافر قاذف جب کفر سے توبہ کرے تو اس کی شہادت مقبول ہے تو پھر مسلم قاذف اپنی قذف سے توبہ کے بعد کیوں مقبول الشہادۃ نہیں نیز تائب عن الکفر والقتل والزنا والسرقہ وشرب الخمر والمیسر کی توبہ مقبول ہے تو تائب عن القذف کی توبہ بدرجہ اولی مقبول ہونی چاہیے، کیونکہ اس کا گناہ ان کے گناہوں سے بڑا نہیں۔

جمہور کی دوسری دلیل: التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ جب توبہ کے بعد قاذف یوں ہوگیا کہ اس نے کسی پہ قذف لگائی نہیں تو اس کی توبہ کیسے مردود ہوگی۔

جمہور کی تیسری دلیل، حضرت عمر فاروق نے ابوبکرہ، شبل بن معبد اور نافع بن حارث تینوں کو مغیرہ بن شعبہ پہ قذف لگانے کی وجہ سے حد لگائی، پھر انہیں توبہ کرنے کو کہا اور فرمایا من تاب قبلت شہادتہ (کمافی البخاری) معلوم ہوا کہ محدود فی القذف کی شہادت بعد از توبہ مقبول ہے، پھر حضرت عمر فاروق کا یہ قول صحابہ کی موجودگی میں تھا، اس سے معلوم ہوا کہ اکثر صحابہ کا یہی مسلک ہے اس تیسری دلیل کا اصل واقعہ یوں ہے کہ مغیرہ بن شعبہ حضرت عمر کی طرف سے بصرہ کے حاکم مقرر تھے ابوبکرہ نافع بن حارث اور شبل بن معبد اور زیادہ بن علید جس کو بعد میں زیاد بن ابی سفیان کہا جاتا تھا، یہ چاروں اخیافی بھائی تھے، اپنی ماں سمیہ سے جو حارث بن کلاہ کی لونڈی تھی، جب مغیرہ بن شعبہ ام جمیل رقطاء کے گھر داخل ہوئے تو ابوبکرہ نے اپنے باقی بھائیوں کو بلا کر اکٹھا کیا تو انہوں نے دیکھا کہ مغیرہ اس عورت کے پیٹ پر چڑھا ہوا ہے، انہوں نے حضرت عمر سے اس کی شکایت کی حضرت عمر نے مغیرہ کو معزول کرکے ابوموسی اشعری کو حاکم بصرہ مقرر کردیا، اور مغیرہ کو اپنے دربار میں حاضر کیا تو تینوں نے اس پر زنا کی گواہی دی لیکن زیاد نے قطعی الفاظ کے بجائے یہ کہا کہ میں نے قبیح منظر دیکھا ہے میں نے ان دونوں کو ایک لحاف میں دیکھا اور سانس چڑھا یا ہوا سنا حضرت عمر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بقاعدہ الحدود تندرئ بالشبہات مغیرہ پر حد کے بجائے ان تینوں کو حد قذف لگا دی،

شبہ ۲: اگر قاذف قذف لگانے میں سچا ہو تو اس کی توبہ کے کیا معنی ہو سکتا ہے ہاں اگر قاذف قذف میں جھوٹا ہو تو پھر توبہ کا مفہوم سمجھ آ سکتا ہے۔

جواب: فاحشہ کو دیکھنے والے پر لازم ہے کہ جب تک نصاب شہادت مکمل نہ ہو زبان سے کوئی حرف نہ نکالے اگر اس نے یوں کیا تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے فرمانی کی اس لئے اس کی توبہ کا مطلب اس معصیت سے توبہ کرنا ہے،

شبہ: حضرت ابوبکرہ نے نصاب شہادت مکمل ہونے کے بعد مغیرہ پر قذف لگائی تھی، باوجود اس کے پھر بھی حضرت عمر نے اس کو توبہ کا حکم دیا تاکہ اس کی شہادت مقبول ہو جائے،

جواب: حضرت عمر کو اس بات کا پتہ نہیں تھا، اس لئے انہوں نے ابوبکرہ کو توبہ کا حکم دیا،

شبہ: شمس الائمہ سرخسی نے کہا کہ محدود فی القذف کی شہادت توبہ کے بعد صرف دیانات میں مقبول ہے، معاملات میں مقبول نہیں دیانات محضہ مثلاً ہلال رمضان روایت حدیث وغیرہما میں شاہد کیلئے حر عاقل بالغ غیر محدود فی القذف ہونا ضروری نہیں

جواب: حضرت عمر کا قول مطلق ہے جو معاملات دیانات دونوں کو شامل ہے صرف دیانات سے اس کی تخصیص بلا دلیل ہے،

شبہ: اگر کوئی کہے کہ حضرت عمر کے قول کی تخصیص کے دو قرائن ہیں (۱) حضرت عمر کی تحریر جو انہوں نے ابوموسیٰ اشعری کی طرف بھیجی کہ المسلمون عدول بعضهم على بعض الا مجلودا في القذف (۲) ومن تاب قبلت شهادته میں توبہ کا معنی مجازی مراد ہے کیونکہ حقیقی معنی رجوع واعتراف کذب مراد نہیں ہو سکتا اس لئے کہ انہوں نے یہ معاملہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا، مجازی معنی یہ ہے کہ اپنے مشاہدہ میں تسامح سے کام لیں اور مجمل طور پر توبہ کریں کہ شاید ہمیں دیکھنے میں مغالطہ ہو گیا تھا۔

جواب: پہلا قرینہ حضرت عمر کی تحریر المسلمون عدول بعضهم على بعض الخ علامہ ابن حزم اس کے بارے محلی میں لکھتے ہیں فهذا القول قد جاء عن عمر في تلك الرسالة المكذوبة المسلمون عدول بعضهم على بعض الا مجلودا حدا او مجربا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ شہادۃ نادر او ظنینا فی ولاء او قرابۃ وھو قول الحسن بن حی وقد قلنا لا حجۃ فی احد دون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا نص فی رد شہادۃ من ذکرنا یعنی سب سے پہلے تو یہ تحریر صحیح نہیں بالفرض اگر اس کو صحیح مانیں تو اس روایت میں الا المجلود فی القذف نہیں بلکہ اس روایت میں ہے الا مجلودا حداً اس میں مسئلہ زیر بحث کی صراحت ہی نہیں بلکہ اس میں مطلق محدود فی ای حد مذکور ہے جو حنفیوں کے بھی خلاف ہے، (۲) قرینہ بھی صحیح نہیں کیونکہ ان کی توبہ کا مطلب یہ تھا کہ ہم نے نصاب شہادت مکمل کرنے کے بغیر جو شہادت دی ہے یہی ہماری معصیت ہے جس سے ہم توبہ کرتے ہیں۔ اور یہ معنی توبہ کا حقیقی ہے مجازی نہیں تو پھر قبول شہادت بھی حقیقی معنی میں مفہوم ہوگی۔

اور اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت عمر مجتہد تھے ایک مجتہد کا قول دوسرے مجتہد مثلاً ابن عباس وغیرہ پر حجت نہیں، سو اس کا جواب یہ ہے کہ محلی میں علامہ ابن حزم فرماتے ہیں واما الروایۃ عن ابن عباس فضعیفۃ والاظہر عنہ خلاف ذلک یعنی ابن عباس سے جو روایت عدم قبول شہادت کی ہے وہ ضعیف ہے لیکن جو روایت قبول شہادت کی ہے وہ صحیح ہے وہ یہ روایت ہے، عن ابن عباس القاذف اذا تاب فشہادتہ عند اللہ عزوجل فی کتابہ تقبل

جمہور کی چوتھی دلیل: کہ تابعین میں سے عبداللہؒ بن عتبہ اور عمرؒ بن عبدالعزیزؒ، سعیدؒ بن جبیرؒ وطاؤسؒ ومجاہدؒ وشعبیؒ وعکرمہؒ، زہریؒ، محاربؒ بن دثار شریحؒ معاویہؒ بن قرۃ، یہ سب قاذف کی توبہ کے بعد اسے مقبول الشہادۃ سمجھتے ہیں۔

شبہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے جن گیارہ تابعین کا نام اپنے موافقین میں شمار کیا ہے ان میں سے چھ مثلاً۔ مجاہدؒ، شعبیؒ، عکرمہؒ، شریحؒ، زہریؒ اور معاویہؒ بن قرۃ سے ایک ایک روایت احناف کے موافق ثابت ہے، لہٰذا بقاعدہ اذا تعارضا تساقطا، ان چھ کے اقوال ساقط ہو جائیں گے، باقی پانچ رہ جائیں گے، اب ان پانچ کے مقابلہ میں حسنؒ بصری، سعیدؒ بن المسیب، ابراہیمؒ نخعیؒ، حکمؒ، مسروقؒ، مکحولؒ، حمادؒ بن ابی سلیمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محمد بن سیرین سفیان بن سعید نو تابعی ہیں نو کا قول پانچ کے مقابلہ میں راجح و فائق ہو گا

جواب: محلی ابن حزم میں سعید بن المسیب حسن بصری اور مسروق سے صحیح روایت کے ساتھ امام بخاری کی موافقت ثابت ہے اب نو میں سے باقی چھ احناف کے مؤید رہ گئے، امام بخاری کے موافقین پانچ مذکورہ کے علاوہ بھی علامہ ابن حزم نے لکھے ہیں جن کے نام یہ ہیں ابی بکر[1] بن محمد عن عمرو بن حزم عطاء[2]، ابن ابی نجیح[3] حبیب[4] بن ابی ثابت عمر بن[5] عبد اللہ بن ابی طلحہ انصاری قاسم[6] بن محمد سالم[7] بن عبد اللہ سلیمان[8] بن یسار ابن قسیط[9] یحییٰ بن[10] سعید انصاری ربیعہ[11] گیارہ اور پانچ سولہ ہو گئے امام بخاری کے موافقین سولہ[16] احناف کے مؤیدین چھ سے راجح اور فائق ہوں گے، بلکہ علامہ ابن حزم نے تو حنفیوں کے مؤید صرف دو حسن اور نخعی کو قرار دیا ہے قال علی کل من روی عنه ان لا تقبل شهادته وان تاب فقد روی عنه قبولها الا الحسن والنخعی فقط پس ثابت ہو گیا اس مسئلہ میں مسلک امام بخاری ہی حق ہے۔

دلائل احناف (۱) حدیث: عبد اللہ بن عمرو بن عاص مرفوعاً المسلمون عدول بعضهم علی بعض الا محدوداً فی فرية. یہ حدیث مطلق ہے جو تائب غیر تائب دونوں کو شامل ہے معلوم ہوا کہ بعد از توبہ بھی قاذف کی شہادت مسترد ہے،

جواب: اس حدیث کے بارے علامہ ابن حزم محلی میں لکھتے ہیں ذکروا خبراً فاسداً رويناه من طريق حجاج بن ارطاة عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المسلمون عدول بعضهم علی بعض الا محدوداً فی قذف وفی نسخة فی فرية قال ابو محمد هذه صحيفة وحجاج هالك یعنی حنفی اپنے استدلال میں ایک فاسد روایت پیش کرتے ہیں جو حجاج بن ارطاۃ کے واسطے سے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے منقول ہے کہ تمام مسلمان بعض بعض پہ عادل ہیں مگر محدود فی القذف عادل نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں حجاج بن ارطاۃ راوی کسی کھاتے کا نہیں نیز کہتے ہیں کہ خود حنفی اس روایت کے خلاف ہیں کیونکہ حنفی والدین کی شہادۃ بیٹے کے لئے اور بیٹے کی گواہی والدین کے لئے قبول نہیں کرتے اور نہ احدالزوجین کی دوسرے کے لئے اور نہ عبد کی مولی کے لئے اور نہ مولی کی اپنے عبد کے لئے قبول کرتے ہیں حالانکہ اس حدیث کی رو سے سب کی گواہی مقبول ہے۔

(۲) دلیل حدیث ابن عباس موقوفاً۔

جواب: اس حدیث موقوف کے بارے پہلے بھی گذر چکا ہے کہ ابن حزم نے کہا: اما الروایۃ عن ابن عباس نضعیفۃ والاظہر منہ خلاف ذلک من طریق علی بن ابی طلحۃ عن ابن عباس القاذف اذا تاب فشہادتہ عند اللہ عزوجل فی کتابہ تقبل (محلی بن حزم)

(۳) تیسری دلیل زہری حسن بصری سعید بن المسیب ابراہیم نخعی شریح کے اقوال۔

جواب: اولاً پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ سوائے حسن بصری اور نخعی کے کوئی بھی قاذف کی شہادت بعد از توبہ کا منکر نہیں۔

ثانیاً ان دو کے اقوال کی تابعین کی جماعت کثیرہ کے مقابل کوئی حیثیت نہیں۔

چوتھا مقام: وقال بعض الناس لا یجوز شہادۃ القاذف وان تاب ثم قال لا یجوز نکاح بغیر شاہدین فان تزوج بشہادۃ محدودین جاز وان تزوج بشہادۃ عبدین لم یجز وا جاز شہادۃ المحدود والعبد والامۃ لرؤیۃ ہلال رمضان۔

یہاں بھی بعض الناس سے مراد امام ابوحنیفہ ہیں یہاں امام بخاری رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ پر تین الزام قائم کئے ہیں،

(۱) کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک محدود فی القذف کی شہادت غیر معتبر ہے باوجود اس کے صحت نکاح بشہادۃ المحدودین فی القذف کے قائل ہیں اس سے امام ابوحنیفہ کے دونوں اقوال میں تعارض وتناقض واضح ہے۔

شبہ. احناف اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اثبات نکاح کے لئے عدالتی شہادت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدودین فی القذف کی غیر معتبر ہے، لیکن انعقاد نکاح کے لیے مجلس نکاح میں ان کی شہادت معتبر ہے

جواب: تحمل شہادت اور ادا شہادت کے احکام کے مختلف ہونے کی کوئی دلیل قرآن وسنت میں نہیں اگر ہوتی تو علماء احناف اپنے دلائل کے تحت اس کو بیان کرتے محض ظن تخمین اور رائی اجتہاد سے شریعت کے احکام نہیں بنائے جا سکتے مبسوط سے شمس الائمہ کی عبارت صحابی کے قول کی تاویل میں یوں بیان کی جاتی ہے۔ جیسے صحابی خود کہہ رہے ہوں۔ نعوذ باللہ من ذلك دیکھیے حضرت ابوبکرہ کہتے ہیں: کیف تشهد نی وقد ابطل المسلمون شهادتی (فی المعاملات والدیانات جمیعاً لاجل ابائی عن التوبة فان تبت قبلت شهادتی فی الدیانات فقط) بریکٹ زدہ الفاظ سرخسی کے ہیں حالانکہ ابوبکرہ نے صرف یہ کہا کہ تم مجھے کیسے گواہ بناتے ہو، جب کہ میری شہادت کو مسلمانوں نے باطل کر دیا ہے، میرے توبہ سے انکار کی وجہ سے یہ انہوں نے نہیں کہا کہ اگر میں توبہ کروں تو پھر میری شہادت صرف دیانات میں معتبر ہوگی، معاملات میں معتبر نہ ہوگی کیا یہ عبارت ابوبکرہ کے قول میں تحریف کے مترادف نہیں ہوگی۔

شبہ: تحمل شہادت میں شاہدین کا عادل مقبول الشہادۃ غیر محدود فی القذف ہونا شرط نہیں لیکن ادائگی شہادت کے لیے ان کا عادل مقبول الشہادۃ اور غیر محدود فی القذف ہونا ضروری ہے نیز تحمل شہادت میں ولایت واختیار نفس ضروری ہے، یعنی شاہدین اپنے نفس پر کامل اختیار رکھتے ہوں وہ غلام عبد مملوک نہ ہوں بلکہ حر عاقل بالغ ہوں۔

جواب: یہ شرائط قیود نیز تفریق بین التحمل والاداء کس آیت یا حدیث سے لئے گئے ہیں۔

شبہ: بحالت تحمل شہادت عدالت کا شرط نہ ہونا اسی طرح ہے جس طرح تحمل حدیث کے وقت عدالت شرط نہیں چنانچہ بعض صحابہ کرام نے حالت کفر ہی بعض حدیثیں آنحضرت سے سنی اور بعد از اسلام انہیں بیان کیا، ان کی روایات حدیث کو قبول کیا گیا۔

جواب: اگر تحمل حدیث کے لئے اسلام شرط نہیں تو بحالت تحمل شہادت نکاح بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام شرط نہیں ہوگا، تو پھر دو کافروں کی حاضری و شہادت سے بھی نکاح ہوجائیگا فذا باطل فالملزوم مثلہ۔ اس سے ثابت ہوا کہ تحمل شہادت اور اداء شہادت میں فرق بھی باطل ہے۔

شبہ، تحمل حدیث میں اسلام کا شرط نہ ہونا حقیقی استدلال نہیں بلکہ محض تشبیہ ہے اور تشبیہ بھی من کل الوجوہ نہیں بلکہ صرف اس حیثیت سے کہ دونوں ہی میں تحمل و اداء کے احکام متفاوت ہیں،

جواب، درحقیقت اس شبہ سے تسلیم کرلیا گیا ہے کہ تحمل و اداء شہادت کی تفریق کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں صرف تشبیہ عارضی سے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا دیا گیا ہے،

شبہ، تحمل شہادت میں غیر محدود فی القذف ہونے کی شرط اس لئے نہیں کہ نکاح سے مقصد تشہیر و اعلان ہے جو محدودین کی حاضری سے حاصل ہوجاتا ہے،

جواب: شہرت دو کی شہادت سے حاصل نہیں ہوسکتی کیونکہ اخبار میں شہرت دو سے زیادہ کی روایت سے حاصل ہوتی ہے، معلوم ہوا کہ نکاح میں شہادت عرف شہرت کے لئے نہیں ہوتی بلکہ عند القضاء وثوق و ثبوت کے لئے ہوتی ہے لہذا محدودین کی گواہی سے نکاح جائز نہیں ہونا چاہیئے۔

شبہ، دو گواہوں سے شہرت کا ادنی درجہ جو شہرت شرعی ہے، حاصل ہوجاتی ہے تاکہ زنا اور نکاح میں فرق ہوجائے چنانچہ حدیث میں ہے۔ البغایا التی ینکحن انفسھن بغیر بینۃ۔ معلوم ہوا کہ شہادت نکاح سے وثوق کے علاوہ نکاح زنا میں تمیز کرنا بھی مقصود ہے۔

جواب، نکاح زنا میں تمیز بھی شہرت کی وجہ سے ہوتی ہے جو شہادت وغیرہ سے حاصل ہوجاتی ہے، اسی لئے نکاح کے لئے اعلان کرنا دف بجانا مساجد میں نکاح کرنا مسنون ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس شہرت سے عرفی شہرت مراد ہے صرف ادنی درجہ شہرت مقصود نہیں پس ثابت ہوا، کہ نکاح میں گواہ صرف تشہیر کے لئے نہیں بلکہ عند القضاء ثبوت کے لئے بھی ہوتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شبہ: تحمل وادا شہادت دونوں میں تفریق کی نظیر یہ ہے کہ بوقت نکاح اگر زوجین کے ولدین یا والدین یا عدوین وغیرہما گواہ موجود ہوں تو انعقاد نکاح کے لئے ان کی شہادت معتبر ہے لیکن قاضی کے ہاں ادا شہادت غیر مقبول ہے اسی طرح محدودین فی القذف کی شہادت انعقاد نکاح میں معتبر ہے لیکن باب اثبات النکاح میں مردود ہے،

جواب: یہ نظیر بھی صرف احناف کے نزدیک ہے کیونکہ دوسرے آئمہ کے نزدیک زوجین کے ولدین یا والدین یا عدوین وغیرہما کی شہادت بوقت انعقاد نکاح اور بوقت اثبات معتبر ہے اس مسئلہ میں حنفیوں کی دلیل مرفوع حدیث المسلمون عدول بعضھم علی بعض الخ کی رو سے زوجین کے ولدین یا والدین یا عدوین وغیرہما کی شہادت معتبر ہے، عند التحمل وعند الاداء ایضا۔

الزام ثانی: امام ابوحنیفہ کے نزدیک محدودین فی القذف کی شہادت سے نکاح معتبر ہے لیکن عبدین کی شہادت سے غیر معتبر ہے حالانکہ انعقاد نکاح میں ان کے ہاں صرف شہرت مطلوب ہوتی ہے جو محدودین اور عبدین دونوں کی شہادت سے حاصل ہو جاتی ہے،

شبہ: احناف علامہ عینی کا قول یوں نقل کرتے ہیں کہ محدودین فی القذف کے لئے ولایت قبول اہلیت عقود ثابت ہے بخلاف عبدین کے کہ ان کو نہ اپنے نفس پر ولایت وملک حاصل ہے، اور نہ اپنے ماسوا کا کچھ اختیار ہے، اور شاہد کے لئے ولایت نفس کی شرط ضروری ہے اذا فات الشرط فات المشروط جیسا کہ نابالغ بچے اور مجنون کی شہادت سے بھی نکاح منعقد نہیں ہوتا۔

جواب: شاہد کے لئے ولایت نفس کی شرط کس آیت یا حدیث لی گئی ہے۔ بچے اور مجنون کی شہادت اس لئے غیر معتبر ہے کہ وہ قاضی کے ہاں ادا و اثبات نکاح کی اہلیت نہیں رکھتے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہدین کی شہادت وثوق اثبات نکاح کے لئے ہوتی ہے صرف شہرت کے لئے نہیں ہوتی۔

شبہ: ولایت نفس کی شرط اس صورت سے معلوم ہوتی ہے ممکن ہے کسی مولی کا کوئی دوست غیر کفو میں کسی عورت سے اس کے ولی کی اجازت کے بغیر اس مولی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دو غلاموں کی موجودگی و شہادت سے خفیہ نکاح کرے جو نکاح باطل ہے، پھر وہ مولی اپنے دونوں غلاموں کو بالجبر یہ ہدایت کر دے کہ وہ اس نکاح کی تشہیر نہ کریں، اس صورت میں وہ غلام تعمیل حکم میں مجبور ہو جائیں گے اور اس طرح باطل نکاح کا چھپانا لازم آئیگا جو باطل ہے اس لئے عبدین تحمل شہادت و اداء دونوں صورتوں میں معتبر نہیں۔

جواب: کیا ایسی فرضی صورتوں سے شرعی شرط و احکام ثابت ہو سکتے ہیں کیا، اگر کوئی مالدار آدمی اپنے آزاد نوکروں کو اس طرح کا حکم دیدے یا کوئی دوست اپنے دوستوں کو ایسے نکاح چھپانے کا حکم دیدے ایسی فرضی صورتوں سے تو پھر حرین عاقلین بالغین کی شہادت بھی عند التحمل و عند الاداء غیر معتبر ہو جائے گی۔

الزام ثالث: امام ابوحنیفہ کے نزدیک رؤیت ہلال رمضان میں محدودین فی القذف عبدین عبدامہ سب کی شہادت معتبر ہے حالانکہ پہلے ان سب کی شہادت کو غیر معتبر قرار دے چکے ہیں۔

شبہ: احناف اس کا یہ جواب دیتے ہیں دیانات میں عبدامہ سب کی بلکہ ہر عادل متدین کی شہادت معتبر ہوتی ہے کیونکہ دیانات میں شہادت خبر مجرد کے قائم مقام ہے والخبر یخالف الشہادت یہاں ہلال رمضان باب دیانات سے ہے کیونکہ رمضان کے چاند کے ساتھ ایک دینی امر روزہ متعلق ہے یہی وجہ ہے کہ ہلال رمضان میں لفظ اشہد شرط نہیں نیز اس میں صورت دعوی مجلس حاکم فیصلہ قاضی ضروری نہیں اور اس میں نصاب شہادت رجلین یا رجل وامرأتین شرط نہیں بلکہ اس میں صرف ایک عادل مرد یا عورت کی گواہی کافی ہے،

جواب: دیانات غیر دیانات کا فرق محض رای وقیاس سے ہے قرآن وسنت میں اس تفریق کی صراحت ہرگز نہیں ان هذا الا اختلاق جدید خبر مجرد میں بھی تحقیق لازم ہے قرآن مجید میں ہے ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا الخ تحقیق تبین سے خبر بھی شہادت کے مقام پر آجائے گی، اسی لئے جب مطلع صاف ہو تو ہلال رمضان کی خبر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا مقام معاملات کی شہادت سے بھی بڑھ جائے گا، کیونکہ معاملات کی شہادت کا نصاب رجلین یا رجل وامراتین ہے، لیکن ہلال رمضان کے اثبات وتحقیق کے لئے جم غفیر کی شہادت ضروری ہوگی خبر مجرد کے لئے مجلس حاکم فیصلہ قاضی بھی ضروری ہے جیسا کہ ابن عباس سے مروی حدیث میں ہے کہ اعرابی رسول اللہ کی خدمت میں آکر کہنے لگا انی رأیت الھلال فقال اتشھد ان لا الٰہ الا اللہ قال نعم قال اتشھد ان محمدا رسول اللہ قال نعم قال یا بلال اذن فی الناس ان یصوموا غدا رواہ الترمذی وابوداود وغیرھما اس حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ کی مجلس سے مجلس حاکم اور آپ کے حکم یا فیصلہ سے فیصلہ قاضی بھی ثابت ہوگیا۔ بہر کیف ہر معاملہ خواہ دینی ہو یا دنیاوی کے لئے تحقیق ضروری ہے اگر ظاہری حالات قرائن شواہد کے ذریعے ایک عادل کی شہادت سے یقین ثابت ہوجائے تو فبہا ورنہ دو، دو چار چار اور جم غفیر کی شہادت سے فیصلہ کیا جائے گا، دو دو کی شہادت عام حالات میں چار چار کی شہادت حدود میں اور جم غفیر کی شہادت رؤیت ہلال رمضان میں جب مطلع صاف ہو ورنہ ایک عادل کی شہادت بھی معتبر ہوگی، دیانات غیر دیانات کی تفریق کی کیا ضرورت ہے

کتاب الوصایا باب قول اللہ عزوجل من بعد وصیۃ یوصی بھا او دین

مسئلہ خلافیہ اقرار دین للوارث: مرض الوفات میں وارث کیلئے دین کا اقرار کرنا امام شافعی اوزاعی نخعی اسحاق ابوثور کے نزدیک جائز ہے، امام ابوحنیفہ امام احمد کے نزدیک ناجائز ہے

ہاں مرض الوفات میں وارث کے لئے وصیت بالاتفاق ناجائز ہے لا وصیۃ لوارث اور اجنبی غیر وارث کے لئے دین کا اقرار بالاجماع جائز ہے، امام مالک کے نزدیک اقرار دین وارث کے لئے جائز ہے، مگر بیٹی کے لئے ناجائز ہے، جب اس کے ساتھ ابن عم وغیرہ من غیر الولد شریک ہو، کیونکہ اس میں مریض متہم ہوسکتا ہے کہ بیٹی کے لئے زیادہ اقرار کرے گا، اور ابن عم کے لئے تھوڑا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح امام مالک کے نزدیک بیوی کے لئے اقرار دین بھی ناجائز ہے جب کہ مریض بیوی کی محبت سے معروف ہو اور اس بیوی سے اس کی اولاد ہو اور اس کے غیر سے بھی اولاد ہو، غرضیکہ امام مالک کے نزدیک مواضع التہم میں اقرار مریض لوارث ناجائز ہے باقی تمام صورتوں میں جائز ہے۔

صحت اقرار مریض لوارث پر امام بخاری کے دلائل: دلیل اول، قولہ تعالیٰ من بعد وصیۃ یوصی بھا او دین۔ اس آیت میں دین مطلق ہے جو اجنبی اور وارث دونوں کے دین کو شامل ہے لیکن حدیث لا وصیۃ لوارث سے آیت خاص ہو گئی وصیۃ غیر وارث کے لئے جائز ہو گی، وارث کے لئے نہیں لیکن اقرار دین وارث کے لئے آیت کے عموم میں باقی رہے گا۔

شبہ: احناف کہتے ہیں دار قطنی کی اس حدیث سے الا لا وصیۃ لوارث ولا اقرار لہ بدین سے دین وارث کی بھی تخصیص ہو گئی یعنی غیر وارث کے دین کا اقرار صحیح ہو گا، وارث کے دین کا اقرار اس حدیث سے صحیح نہ ہو گا،

جواب: یہ روایت نہایت ضعیف ہے، کیونکہ اس روایت کی سند میں نوح بن دراج ہے جو وضاع الحدیث اور ضعیف ہے، اور یہ روایت مرسل ہے امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ فیہ نوح بن دراج وھو ضعیف کان یضع الحدیث۔

شبہ: ابن عمر کے قول وان اقر لوارث فھو باطل سے یہ حدیث مرفوع مؤید ہو کر حدیث صحیح ہو گئی۔

جواب: (۱) پہلے تو اس اثر کا اسناد مطلوب ہے تاکہ دیکھا جائے کہ یہ بھی صحیح ہے یا نہیں، اس کی صحت محدثین کے اقوال سے ثابت کی جائے۔

(۲) آیت کی تخصیص حدیث ضعیف مؤید بالاثر سے نہیں ہو سکتی، آیت کی تخصیص کے لئے حدیث صحیح مشہور مطلوب ہے، امام بخاری کا استدلال آیت سے سورج ہے اس کے سامنے حدیث ضعیف مؤید بالاثر الموقوف کا چراغ کام نہیں دے سکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شبہ: آیت میں غیر مضار کی قید ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسی وصیت یا اقرار دین جس سے ورثہ کو نقصان ہوتا ہو نافذ نہیں ہوں گے۔

جواب: غیر مضار، میں عامل یوصی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے یہاں مراد صرف اضرار فی الوصیت ہے جو وارث کے لئے وصیت کی صورت میں یا ثلث سے زائد غیر وارث کے لئے وصیت کی صورت میں ہوسکتا ہے، دین خواہ کسی کا ہو اجنبی یا وارث کا اس کی ادائیگی تو لازم ہے، اور اگر ورثہ کے نقصان سے دین وارث نافذ نہیں ہوگا تو دین اجنبی یا دین وارث دونوں صورتوں میں ورثہ کا نقصان ہے تو پھر دونوں نافذ نہیں ہونے چاہییں حالانکہ دین اجنبی کو بالاجماع میراث سے مقدم کیا جاتا ہے نیز ادا قرض سے پہلے ترکہ کے ساتھ ورثاء کا قطعی طور پہ کوئی حق متعلق ہی نہیں تو ان کا نقصان کون سا ہے۔

شبہ، دین وارث کے اقرار میں قرابتداری کے تعلق کی وجہ سے ضرور ورثہ کے قوی اتہام کا مظنہ ہے بخلاف دین اجنبی کے کہ وہ قطعی سوء ظنی کا محل نہیں فافترقا۔

جواب: اس شبہ سے معلوم ہوا کہ امام بخاری نے احناف کے اس مسئلہ کی جو علت بیان کی ہے وہی صحیح ہے امام بخاری نے فرمایا وقال بعض الناس لا یجوز اقرارہ لسوء الظن به للورثة لهذا۔ علامہ عینی کا یہ کہنا کہ بخاری نے احناف کی اصل علت کے خلاف دوسری علت بیان کی ہے صحیح نہیں کہتے ہیں کہ حنفیوں کی اصل علت یہ ہے کہ اقرار دین وارث میں ورثہ کا نقصان ہے، اب اگر احناف کے اس مسئلہ کی اصل علت سوء ظن للورثہ ہے تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث الخ۔ اور اگر علت اضرار ورثہ تو اس میں دین وارث یا اجنبی دونوں برابر ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی دوسری دلیل کہ بہت سے تابعین مثلاً شریحؒ عمر بن عبدالعزیزؒ طاؤسؒ، عطاءؒ، ابن اذینہ مریض کے مطلق اقرار بالدین کے جواز کے قائل ہیں حضرت حسنؒ نے کہا سب سے زیادہ تصدیق کے قابل آدمی کا وہ دن ہے جو دنیا کا آخری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دن ہے اور آخرت کا پہلا دن ہے فتح الباری میں ہے ھذا اثر صحیح ابراہیم نخعی اور حکم نے کہا جب مریض وارث کو قرضہ سے بری کرے وہ بری ہو جائے گا، حضرت رافع بن خدیج صحابی نے صحابہ کی موجودگی میں وصیت کی کہ میری بیوی فزاریہ کو اس مال سے جس کا دروازہ مجھ پر بند کیا گیا ہے سے بیدخل نہ کیا جائے جواز اقرار مریض پہ صحابی کی وصیت واضح دلالت کرتی ہے کسی صحابی نے اس پر انکار نہیں کیا، اور حسن نے کہا جب سید اپنے مملوک کو موت کے وقت کہے کہ میں نے تجھے آزاد کیا تو یہ تصرف مریض صحیح ہے شعبی نے کہا جب عورت نے موت کے وقت کہا کہ میرے خاوند نے مجھے مہر دے دیا، اور میں نے اسے وصول کر لیا ہے یہ اقرار صحیح ہے یہ نو تابعی اور ایک صحابی سے صراحت کے ساتھ ثابت ہے کہ مریض کا اقرار بالدین اور تصرف صحیح ہے یہ سب سوءظنی اور مظنہ تہمت سے اس کے اقرار کو نہیں ٹھکراتے۔

شبہ: احناف کے موافق تابعین میں سے حسن بن صالح سفیان ثوری قاسم بن سالم کے اقوال موجود ہیں۔

جواب: حسن بن صالح کا قول لا یجوز اقرار المریض لوارث الا لزوجته، حنفیوں کے خلاف ہے کیونکہ حنفی بیوی کے لئے بھی مریض کے اقرار بالدین کو جائز نہیں سمجھتے اب تابعی اور ایک صحابی کے مقابلے میں دو تابعی سفیان ثوری اور قاسم بن سالم کے اقوال کی کیا حیثیت ہے جبکہ ان دونوں کے اقوال نصوص صریحہ کے خلاف ہیں۔

شبہ: احکام کا مدار ظاہر سبب ہے ظاہر میں مشاہدہ اور نص دونوں ہی سے ضرر وارث کی تہمت موجود ہے مشاہدہ کیا گیا ہے کہ وفات کے وقت محبوب وارثوں کے لئے کل ترکہ کی وصیت کر دیتے ہیں یا دین فرضی کا اعتراف کر لیتے ہیں اور نص قرآنی میں غیر مضار اور نص حدیثی میں ہے۔ ان الرجل لیعمل والمرأة بطاعة الله ستین سنة ثم یحضرهما الموت فیضاران فی الوصیة فتجب لهما النار الخ لهذا میت کے محض صدق باطنی کے ظن تحمل کی وجہ سے ظاہری اقرار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین معتبر نہیں۔

جواب: قرآن وحدیث میں ذکر ضرار فی الوصیۃ کا ہے جو باتفاق وارث کے لئے ناجائز ہے اقرار دین کے غیر معتبر ہونے کی اس شبہ میں کونسی دلیل ہے۔

شبہ: رافع بن خدیج صحابی کی وصیت کی تاویل یہ ہے کہ یہ صورت اس وقت ہے جب کہ نکاح کے وقت عورت غنیہ ہو تو اس صورت میں اس کے مال سے کوئی چیز نہیں لی جائے گی اور اگر وہ عندالنکاح فقیرہ تھی تو اب اس کے گھر کا تمام مال متاع زوج کا ترکہ شمار ہوگا تمام ورثاء میں تقسیم ہوگا۔ الایہ کہ اشہاد اقرار زوج پایا جائے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت رافع نے اپنی بیوی کے لئے اس کمرے میں بند مال کی تملیک کی خبر دی تھی، کہ وہ مال اس کا ہے میرا نہیں۔

جواب: رافع بن خدیج کی عورت کا بوقت نکاح غنیہ ہونا ثابت نہیں تو اس کا بوقت نکاح فقیرہ ہونا محتمل ہے تو اس کے گھر کا وہ مخصوص مال جس کا حضرت رافع نے اسی کے لئے اقرار کیا، اس کی تملیک ہوگیا، یا اس کی تملیک پہلے کیا ہوا تھا۔ اب اس تملیک کی توثیق کے لئے اقرار کیا جو معتبر ٹھہرا فثبت المطلوب۔

شبہ: قول حسن میں اعتاق سابق کی خبر ہے اور اقرار بالدین من وجہ انشاء ہوتا ہے لہٰذا غیر معتبر ہے۔

جواب: اعتاق سابق کی خبر موت کے وقت بمنزلہ اقرار بالدین ہے، ورنہ موت کے وقت بتانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔

شبہ: قول شعبی میں یہ تاویل ہو سکتی ہے، کہ عورتوں پر بوقت وفات اپنے خاوند کی طرفداری کا الزام نہیں لگایا جا سکتا، لہٰذا عدم اتہام کی وجہ سے اس کا اقرار معتبر ہے۔

جواب: اصل مسئلہ موت کے وقت اقرار لوارث ہے وہ قول شعبی سے ثابت ہے اتہام اقرار وارث بھی اس صورت سے ثابت ہو سکتا ہے، جب کہ عورت اپنی نافرمان اولاد سے ناراض ہو۔

امام بخاری رح کی تیسری دلیل: حدیث ابی ھریرۃ مرفوعاً ایۃ المنافق ثلاث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذا حدث کذب واذا ائتمن خان واذا وعد اخلف (بخاری) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دین وارث کا اقرار نہ کرنا خیانت ہے۔

شبہ: یہ حدیث مخصوص ہے دین اجنبی کے ساتھ جہاں مظنہ تہمت اقرار وارث نہیں یا یہ حدیث مخصوص ہے اس دین کے ساتھ جس کا سبب معروف ہو یا جس دین کا ورثا اقرار کریں۔

جواب: صحیح مطلق حدیث کو بغیر قرینہ نص صریح صحیح حدیث کے خاص کرنا ناجائز ہے۔

امام بخاری کی چوتھی دلیل: قوله تعالیٰ ان الله یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا الخ یہ آیت مطلق ہے جو وارث غیر وارث دونوں کو شامل ہے دونوں کے لئے ترک خیانت اور ادا امانت لازم ہے،

شبہ: وارث کے لئے دین کے اقرار والی صورت میں اہل امانات کا مصداق وارث مقرلہ نہیں بلکہ باقی جملہ ورثا ہیں جن کا حق مال مورث کے ساتھ متعلق ہو چکا ہے، اور اگر مریض کے ذمہ وارث کا قرض بھی ہے تب بھی وارث کے حق میں مورث کا اقرار واعتراف قرض شرعاً صحیح نہیں کیونکہ حدیث میں ہے لا وصیۃ لوارث ولا اقرار له بدین۔

جواب: آیت من بعد وصیۃ یوصی بھا او دین سے معلوم ہوتا ہے کہ ورثہ کا حق مال مورث کے ساتھ وصیت اور دین ادا کرنے بعد متعلق ہوتا ہے مقدار وصیت (ثلث) اور مقدار دین موصی له اور صاحب الدین کی امانتیں ہیں، ان کی طرف ان امانتوں کا ادا کرنا لازم ہے، باقی ترکہ ورثہ کی امانت ہے ان کی طرف ادا کرنا لازم ہے، اور یہ کہنا کہ اگر فی الواقع مریض کے ذمہ کسی وارث کا قرض ہو تب بھی اس کے لئے اقرار دین شرعاً صحیح نہیں یہ بھی غلط ہے کیونکہ جس روایت سے یہ شرعی حکم نکالا گیا ہے وہ انتہائی ضعیف ہونے کے علاوہ قرآن وحدیث کی نصوص صحیح کے خلاف ہے کما مر سابقاً

عدم صحت اقرار مریض لوارث پر جمہور کے دلائل: فتح الباری میں ہے ابن منذر کا خیال ہے کہ امام شافعی بھی ان کے اقوال کی طرف رجوع کر گئے تھے، اسی لئے ان سب کے دلائل تحریر کئے جاتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) پہلی دلیل: حدیث محمد باقر موفوعاً الا لا وصیۃ لوارث ولا اقرار له بدین (رواه الدارقطنی)

جواب: یہ روایت انتہائی ضعیف ہے کما سبق تحقیقہ۔

(۲) دوسری دلیل: قول ابن عمر موقوفاً اذا اقر الرجل بدین فی مرضه لرجل غیر وارث فهو جائز وان احاط ذلک ماله وان اقر لوارث فهو باطل الا ان یصدقه الورثة (ذکره شمس الائمة الرخسی فی المبسوط) یہ موقوف اثر مرفوع حدیث کے حکم میں ہے کیونکہ اس میں شرعی مقدار کا ذکر ہے، غیر مدرک بالقیاس قول صحابی حکماً مرفوع ہوتا ہے،

جواب: (۱) ابن عمر کے قول کے مقابلہ رافع بن خدیج کی وصیت موجود ہے (۲) اثر موقوف قرآنی اور حدیثی نصوص صحیحہ کے مقابلے کوئی حیثیت نہیں رکھتا کما قیل قبل۔

(۳) تیسری دلیل: ابطال حق ورثہ یعنی جب مریض قریب المرگ ہوجاتا ہے تو اس کے مال کے ساتھ ورثہ کا حق متعلق ہوجاتا ہے وہ گویا کہ اب اس کا مال نہیں بلکہ وارثوں کا مال ہے لہذا اس میں اقرار ورثہ کے لئے نقصان کا باعث ہے۔

جواب: قرآنی آیت من بعد وصیۃ یوصی بها او دین سے معلوم ہوتا ہے کہ مورث کے مال سے مقدار دین اور مقدار وصیت کے ساتھ ورثہ کا حق متعلق نہیں تو اس مقدار میں اقرار ورثہ کے حق کا ابطال نہیں۔

پانچواں مقام: وقال بعض الناس لا یجوز اقراره لسوء الظن به للورثة ثم استحسن فقال یجوز اقراره بالودیعة والبضاعة والمضاربة وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث۔ یہاں امام بخاری نے مسئلہ اقرار مریض لدین الوارث میں مذہب احناف اور ان کے موافقین پر دو اعتراض کئے ہیں۔

اعتراض اول: سوء ظن ورثہ للمریض المورث یعنی کسی مریض کا مرض الموت میں کسی وارث کے لئے اقرار بالدین کرنا احناف کے نزدیک اس لئے جائز نہیں کہ درشاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دل میں اپنے مورث میت کے بارے میں بدظنی پیدا ہوگی کہ وہ ہمیں محروم کرنا چاہتا ہے، اس پر امام بخاری فرماتے ہیں کہ حدیث میں تو بدگمانی کی ممانعت آئی ہے کہ بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی بہت جھوٹی بات ہے، لہٰذا ورثاء کو اپنے مورث مریض کے بارے میں بدگمانی نہ کرنی چاہیئے، اسی لیئے میت کا اقرار بلاشبہ صحیح ہے۔

شبہ: اقرار بالدین لوارث کے عدم جواز کی دلیل احناف یہ نہیں جو امام بخاری نے بیان کی ہے بلکہ ان کی دلیل یہ ہے کہ مرض الوفات میں مریض کے مال کے ساتھ ورثہ کا حق متعلق ہو چکا ہوتا ہے اس لیئے ان کو ضرر رسانی سے بچانے کے لیئے یہ قول کیا ہے۔

جواب: ضرر رسانی سے بچانے کو سوء ظن لازم ہے، یعنی پہلے مریض کے بارے میں سوء ظن پیدا ہوگا کہ اس نے اس وارث کا کچھ دینا نہیں صرف اسے فائدہ پہنچانے اور دوسرے ورثہ کو نقصان پہنچانے کے لیئے یہ اقرار کر رہا ہے۔

شبہ: ممکن ہے کوئی کہے کہ بغیر سوء ظنی کے بھی ضرر ورثہ کا تحقق ہو سکتا ہے مثلاً دین وارث کا اقرار ایسی نوعیت کا ہو کہ ورثاء کے پاس نہ نفیاً کوئی حجت والزام موجود ہو، نہ اثباتاً کوئی علم و ثبوت حاصل ہو، پھر بھی بمصداق ظنوا المؤمنین خیرا اثبات دین کے متعلق اپنے مورث کے ساتھ حسن ظن کا مظاہرہ کر کے اس پر طعن نکیر نہ کریں علی ہذا فرضی غیر واقعی دین وارث کے اقرار میں ورثاء یہ تاویل کر سکتے ہیں کہ شاید پہلے دین واجب الاداء ہوگا، اور اسے مورث نے ادا کر دیا ہوگا، لیکن اب شدت مرض و غلبہ فکر آخرت کی وجہ سے نسیاناً اقرار کر لیا۔ یا کم از کم ورثاء تصدیق و تکذیب دونوں سے ہی خالی الذہن ہو کر سوء ظنی سے محفوظ رہیں تو ان صورتوں میں گرچہ سوء ظنی نہیں مگر اضرار ورثاء یقیناً موجود و ثابت ہے معلوم ہوا کہ ضرر ورثہ اور سوء ظنی یہ دو مختلف حقائق ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اقرار مریض کا ساقط ہونا نہ بنفسہ ہے اور نہ بالفعل تہمت سوء ظنی ورثہ کی علت کی بنا پر بلکہ اس کی حقیقی علت بالفعل اور فی الواقع اضرار ورثہ واتلاف حق ورثہ ہوتا ہے، کیونکہ واقعی دیون کے مقابلہ میں فرضی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیون کے واقعات کثیرہ ہیں۔

جواب، اگر ورثاء اپنے مورث کے بارے حسن ظنی کریں وبمصداق ظنوا المؤمنین خیرا اس کو سچا سمجھیں تو پھر اقرار مریض کو کیوں رد کیا جائے گا یعنی جب اس مقر لہ کے دین میں ورثہ کا حق ہی نہیں ہوگا، تو ان کو کاہے کا نقصان ہوگا اسی طرح دوسری صورت میں جب ورثاء یہ تاویل کریں گے کہ پہلے دین واجب الاداء ہوگا اور اسے مورث نے ادا کر دیا ہوگا، لیکن اب شدت مرض وغلبہ فکر آخرت کی وجہ سے نسیاناً اقرار کر لیا کیا یہ سوءظن نہیں کیا ان کے ہاں حسن ظن کی یہ صورت بھی ہو سکتی ہے، اسی طرح تیسری صورت میں اگر مورث کی تصدیق کریں گے تو اس حسن ظن کے ساتھ اقرار دین صحیح ہوگا، اور اگر تکذیب کریں گے تو اس سوءظنی سے اقرار دین کی نفی اضرار ورثہ کی وجہ سے ہوگی تصدیق تکذیب سے خالی الذہن ہونے میں حسن ظنی اور سوءظنی دونوں کی نفی سے نہ اقرار دین لازم اور نہ اس کی نفی لازم ہوگی، بہر کیف یہ صورتیں ڈوبتے کو تنکے سہارے کی طرح ہیں اصل بات وہی ہے کہ اضرار ورثہ اور سوءظنی میں تلازم ہے، فتسلم ولا تکن فی حیرۃ۔

شبہ، اگر کوئی کہے سوءظنی کی ممانعت اس صورت میں ہے جب وہ بلا وجہ بے محل ہو اور محض فاسد ہو، لیکن جب سوءظنی کا منشا وسبب موجود ہو اور وہ مقام تہمت وشک میں ہو تو پھر یقیناً وہ معتبر ہے جیسا کہ حدیث میں ہے، اتقوا مواضع التہم یہاں بھی ایسا ہی ہے کہ یہ سوءظنی موضع تہمت میں ہے، جس کی دلیل مشاہدہ ہے کہ اس زمانے میں بھی کئی لوگ وفات کے وقت بعض مخصوص ورثاء کے لئے کل ترکہ کی وصیت یا کسی وارث کے لئے اقرار دین کر کے باقی ورثاء کو محروم کر دیتے ہیں حدیث میں بھی ہے کبھی کوئی مرد یا عورت ساٹھ برس تک عبادت کرتے ہیں، پھر مرتے وقت غلط وصیت کر کے وارثوں کو نقصان دے کر جہنم میں جاتے ہیں، لہٰذا یہاں سوءظنی پھر اس کی بنا پر دین وارث کے اقرار کا عدم اعتبار دونوں یقیناً صحیح ہیں،

جواب: حدیث میں مطلقاً سوءظنی سے روکا گیا ہے کوئی ایسی حدیث یا اثر ایسا نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں سوءظنی کی اجازت دی گئی ہو اتقوا مواضع التهم کا معنی یہ ہے کہ اس جگہ سے بچو جہاں سے تمہیں تہمت لگنے کا اندیشہ ہو یعنی مریض کو چاہیئے کہ دین واقعی کا اقرار مرض الموت سے پہلے کرے مرض الموت میں اقرار نہ کرے کیونکہ اس وقت اس پر سوء ظن ورثہ کا احتمال ہے. لیکن اس حدیث کا مطلب یہ تو نہیں کہ تم مرض الموت میں مبتلا مریض پر سوءظنی کر کے تہمت اضرار ورثہ لگا کر اس کے اقرار بالدین کو ٹھکرا دو اس حدیث سے سوءظنی کی اجازت کس لفظ سے حاصل ہو سکتی ہے اسی طرح اس حدیث میں جس میں ہے کہ ساٹھ سال تک عبادت کرنے والے مرد یا عورت غلط وصیت سے جہنم میں جلتے ہیں اس حدیث میں ہر مرنے والے مرد عورت کو غلط وصیت سے منع کیا گیا ہے کہ ایسی وصیت سے اپنی زندگی کی عبادتوں کو ضائع نہ کریں، اس حدیث میں یہ نہیں کہ ایسے مریض کے اقرار بالدین کو سوءظنی سے رد کر دینا۔ نعوذ باللہ من القیاس الفاسد۔

امام بخاری کا دوسرا اعتراض کہ احناف کے اقوال آپس میں متعارض ہیں کیونکہ انہوں نے اولاً یوں کہا کہ میت کا اقرار بالدین للوارث جائز نہیں لیکن ثانیاً یہ کہا کہ اگر میت نے مرض الموت میں کسی وارث کے لیئے مضاربت یعنی مال تجارت یا بضاعت یعنی سرمایہ یا ودیعت کا اقرار کیا تو اس کا یہ اقرار صحیح ہے نافذ ہے، مریض کے اقرار کو کبھی معتبر اور کبھی غیر معتبر قرار دے دیا۔ فتعارضا۔

حالانکہ ان سب صورتوں میں بھی اضرار ورثہ. جو علت عدم جواز بالدین ہے موجود ہے. اب اقرار بالدین کے عدم جواز کی حقیقی علت کا اثر ان صورتوں میں کیوں مؤثر نہیں ہوا

شبہ: اقرار بالدین اور اقرار بالودیعۃ میں فرق ہے مال مضاربت وغیرہ میں سرے سے میت کی ملکیت ہی ثابت نہیں ہوتی لہٰذا ان چیزوں کے اقرار میں ورثاء کی حق تلفی نہیں ہوتی لیکن دیون میں اقرار میت کی ملک میں ہوتا ہے جس کے ساتھ ورثاء کا حق متعلق ہو چکا ہے اس میں ورثاء کی حق تلفی ہوتی ہے۔

جواب: اگر میت وارث کے لیئے مال مضاربت یا بضاعت یا ودیعت کا اقرار کرتا ہے تو اس میں مظنہ تہمت اضرار ورثہ جو علت تھی عدم جواز اقرار بالدین کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے ہوسکتا ہے اس نے ایک وارث کو زیادہ نفع دیتے، اور دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لیئے یہ اقرار کیا ہو. جیسے اقرار بالدین میت پر سوءظن ہوتا ہے کہ اس نے اس وارث کا قرضہ دینا نہیں صرف ایک وارث کو نفع دینے اور دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لیئے یہ اقرار کیا ہے ان صورتوں اور اقرار بالدین کی صورت میں یہ سب اقرار مریض کے مال مملوکہ سے متعلق ہیں جن سے ورثا کا حق متعلق ہوچکا ہے لہذا یہ کہنا مال مضاربت وغیرہ مریض کی ملکیت نہیں اور اقرار بالدین مال میت میں ہوتا ہے غلط ہے. دراصل یہ سب اقرار سوءظنی سے صرف مال میت سے ہی متعلق ہیں لا غیرہ فافہم ولا تکن من الغافلین۔

شبہ؛ اقرار بالدین من وجہ انشاء جدید اور از سر نو فی الحال اخراج المال عن الملک ہے، لہذا سوءظن سے اضرار ورثہ اسی صورت میں متحقق ہے بخلاف ودیعہ وغیرہ کہ وہ محض عدم دخول فی الملک کے امر ماضی کے متعلق اخبار قدیم ہے جس کے ساتھ تاحال حق ورثہ متعلق نہیں ہوا۔

جواب؛ اقرار بالدین میں بھی دین سابق کا اخبار محض ہوتا ہے اور جیسے اقرار بالدین من وجہ انشاء ہونے کی وجہ سے اخراج المال عن الملک کو متضمن ہے اسی طرح اقرار ودیعہ وغیرہ میں اخبار قدیم من وجہ انشا ہوتا ہے کہ مرض الموت میں وہ ایک وارث کو نفع دیتے اور دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لیئے اقرار ودیعت وغیرہ کرکے اخراج المال عن الملک کرتا ہے تو دونوں صورتیں میں اضرار ورثہ بصورت سوءظنی قطعی طور پر موجود ہے۔

باب اللعان وقول اللہ عزوجل والذین یرمون ازواجھم الخ قولہ فاذا قذف الاخرس امرأتہ بکتابۃ او اشارۃ او بایماء معروف فھو کالمتکلم الخ۔

مسئلہ خلافیہ قذف الاخرس بالاشارۃ۔ امام مالک، امام شافعی، امام بخاری ابوثور وغیرہ وفی روایۃ عن احمد کے نزدیک اخرس کا اشارہ سے قذف لگانا معتبر ہے یعنی اگر کوئی گنگا انسان کسی اجنبی عورت پر زنا کی تہمت مفہومہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشارہ سے لگاتا ہے تو میاں بیوی کے درمیان لعان ہوگا، لیکن امام ابوحنیفہ اوزاعی اسحاق کے نزدیک قذف اخرس میں اشارہ مفہومہ معتبر نہیں اسی لیئے اس کے قذف لگانے پر جب زنا ثابت نہ ہوسکے تو حد قذف نہیں ہوگی اور نہ میاں بیوی کے درمیان اس کے قذف سے لعان ہوگا۔

دلائل امام بخاری: دلیل (۱) آیت قرآنی والذین یرمون ازواجھم الخ ۱۸، آیت ہذا میں مطلق رمی ازواج کو موجب لعان قرار دیا گیا ہے خواہ رمی بالتلفظ ہو یا بالاشارۃ المفھومہ ہو یعنی ناطق اخرس دونوں کی رمی یہاں مراد ہے پس ثابت ہوا کہ اخرس کی رمی بالاشارہ معتبر ہوگی۔

شبہ: قاعدہ ہے المطلق اذا یطلق یراد بہ الفرد الکامل؛ اس قاعدہ کی رو سے آیت میں رمی کامل یعنی رمی تیقن صریح مراد ہوگی اشارہ اخرس غیر متیقن غیر صریح ہے یہ آیت میں مراد نہیں۔

جواب: آیت میں عموم ہے جو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کا الزام لگاتے ہیں اس عموم میں اخرس غیر اخرس ناطق غیر ناطق سب شامل ہیں آیت میں تخصیص کے لئے حدیث مشہور مطلوب ہے قرائن عقلیہ سے آیت میں تخصیص نہیں ہوسکتی۔

دلیل (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرائض میں اشارہ کو معتبر قرار دیا ہے، جب فرائض اشارہ سے ادا ہوسکتے ہیں قذف فرائض سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔

شبہ: حقوق اللہ میں اشارہ مطلق معتبر ہے خواہ اشارہ کرنے والا نطق پر قادر ہی کیوں نہ ہو، لیکن قذف وحدود کا اس پر قیاس قیاس مع الفارق ہے کیونکہ حقوق اللہ کے مقابلہ میں حقوق العباد کا معاملہ شدید اور اہم ہے۔

جواب: جب حقوق اللہ میں قادر الکلام کے اشارہ کو معتبر سمجھا جاتا ہے تو حقوق العباد میں غیر قادر الکلام اخرس کے اشارہ مفہمہ غیر مفہمہ کو کیوں معتبر نہیں سمجھا جا سکتا، جب کہ قرآنی آیت کا عموم جواز پر صریح دلالت کرتا ہے قرآنی عموم کی تخصیص رای قیاس سے تشریع جدید کے قائم مقام ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری کی تیسری دلیل، آیات قرآنیہ یعنی قصہ مریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے :-

فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیا لا: مریم صدیقہ نذر کی وجہ سے بمنزلہ اخرس کے ہوگئی تھی تو اس نے لوگوں کے قذف کے جواب میں صرف اشارہ مفہمہ سے جواب دیا، جس کے بعد ان کو سوال کرنے کی ضرورت نہیں رہی، اسی طرح زکریا علیہ السلام کے قصہ میں ہے الا رمزا ضحاک نے اس کی تفسیر اشارہ سے کی ہے جب مریم صدیقہ کا اشارہ قذف کے جواب میں اور زکریا علیہ السلام کا تکلم اشارہ سے معتبر ہے تو اخرس کا اشارہ تہمت کے بارے کیوں معتبر نہیں۔

شبہ: عام معاملات اور باہمی گفتگو میں اشارہ معتبر ہے لیکن حدود میں اشارہ قطعاً غیر معتبر ہے۔

جواب: یہ تفریق رای قیاس سے ہے اس پر شرعی دلیل نہیں ہے، بلکہ قرآنی دلیل کا عموم اس کے خلاف ہے۔

امام بخاری کی چوتھی دلیل، احادیث الباب میں جن سے امام بخاری رحمہ اللہ نے احکام میں اشارہ معہودہ کے معتبر ہونے کے دلائل قائم کئے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے موافقین کے دلائل۔

دلیل (۱) اشتباہ اشارۃ الاخرس یعنی قذف بہت احتیاط کی چیز ہے اور اس کا معاملہ سخت ہے، کیونکہ اس کا موجب شرعی حد قذف ہے یا لعان ہے جو شوہر کے حق میں قائم مقام حد قذف اور بیوی کے حق میں قائم مقام حد زنا ہے اور ظاہر ہے کہ حدود ادنی شبہ کے ساتھ ساقط و معاف ہوجاتی ہیں۔ کما قال علیہ السلام ادرءوا الحدود بالشبہات اس بنا پر قذف میں کسی صریح لفظ کا ہونا ضروری ہے۔ مثلاً رأیتھا تزنی) اور اشارہ اخرس جیسا ہی صریح کیوں نہ ہو آخر اشارہ ہی ہے اس میں کچھ نہ کچھ اشتباہ ضرور باقی رہ جاتا ہے، اور مراد قطعاً متعین نہیں ہوسکتی کیونکہ احتمال ہے (۱) کہ اگر وہ ناطق ہوتا تو ایسے قرائن شواہد پیش کرتا کہ تہمت زدہ عورت اقرار بالزنا اور اس کی تصدیق کرنے پر مجبور ہوجاتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کی وجہ سے قاذف پر حد قذف نہ آتی یا ممکن ہے کہ (۲) اس عورت کے ساتھ کسی نے وطی بالشبہہ کی ہو بایں طور کہ اس کو اپنی منکوحہ سمجھ کر غلطی میں مجامعت کی ہو اور قاذف اگر صحیح اللسان ہوتا تو اس کو یہ بات سمجھائی جا سکتی جس کی بنا پر وہ اپنی تکذیب کر کے قذف سے باز آجاتا لہٰذا ان احتمالات کی وجہ سے اخرس کی قذف بالاشارہ کا کوئی اعتبار نہیں۔

جواب، قرآنی آیت والذین یرمون ازواجھم میں رمی سے مراد رمی باللفظ یا بالاشارۃ المفہمہ دونوں مراد ہو سکتے ہیں اسی آیت سے جمہور نے استدلال کیا ہے کہ لعان میں آدمی کا یہ کہنا کہ رد أیتھا تزنی، ضروری نہیں لہٰذا احناف کا یہ دعویٰ کہ قذف میں لفظ زنا، اور لفظ شہادت کی تصریح ضروری ہے کہاں سے ثابت ہے، یہ شرطیں نص کے مقابلہ میں تحکم بالرائی کے سوا کچھ نہیں لہٰذا ان شرطوں پر متفرع احتمالات بھی خود بخود باطل ہو جائیں گے۔ باقی رہی حدیث ادرؤا الحدود بالشبہات یہ حدیث مسلم ہے اگر اشارہ غیر مفہمہ ہو اور شبہ باقی رہ جائے لیکن اگر اشارہ مفہمہ ہو تو پھر نہ شبہ رہے گا اور نہ اس سے حد دفع ہو گی بلکہ کبھی کنایہ تصریح سے زیادہ بلیغ ہوتا ہے اور اشارہ تلفظ سے زیادہ صریح ہوتا ہے، کما قال العلامۃ الشارح لابی داؤد فی رفع الالتباس۔

احناف کی دوسری دلیل، اللعان شہادۃ یعنی لعان کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایسی شہادت ہے جو مؤکد بالیمین ہوتی ہے کما قال تعالیٰ فشہادۃ احدھم اربع شہادات باللہ الآیتہ تو لعان میں خاص لفظ اشھد باللہ کا زبان سے کہنا ضروری ہے حتیٰ کہ اس کی جگہ احلف بھی درست نہیں نیز کتابت سے بھی لعان درست نہیں لفقد الرکن وھو لفظ الشھادۃ ولان الکتابۃ فیھا نوع الشبھۃ اور گنگا انسان لفظ شہادت زبان سے نہیں کہہ سکتا اس لئے کہ وہ لعان کا اہل نہیں اور اس کا قذف بالاشارہ نافذ و منعقد نہیں۔

جواب، لعان درحقیقت یمین ہے مگر چونکہ زنا کے چار گواہوں کے قائم مقام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی لئے اسے شہادت کہا گیا ہے اگر کوئی شخص کہے اشہد باللہ لقد کان کذا تو اسے حالف کہا جاتا ہے،

باب احلاف الملاعن میں مذکور حدیث عبداللہ بن عمر اس پر شاہد ہے۔ جس میں ہے، ان رجلاً من الانصار قذف امراته فاحلفهما النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم فرق بینهما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں سے حلف لی یعنی دونوں سے کلمات لعان کہلوائے اس حدیث میں کلمات لعان کو حلف کہا گیا ہے، قرآن مجید میں بھی لعان کا سیاق سباق اسی بات کی تصدیق وتائید کرتا ہے، مثلاً والذین یرمون ازواجهم ولم یکن لهم شهداء الا انفسهم فشهادة احدهم اربع شهادات باللہ انه لمن الصادقین والخامسة ان لعنة اللہ علیه ان کان من الکاذبین یعنی قذف لگانے والوں کے پاس جب گواہ نہ ہوں تو ان کی چار قسمیں بمنزلہ چار گواہوں کے ہوں گی چار قسمیں ان لفظوں سے ہوگی باللہ انه لمن الصادقین۔ پانچویں قسم اس لفظ سے ہوگی، ان لعنة اللہ علیه ان کان من الکاذبین۔ اس آیت میں قسم کو ہی شہادۃ کہا گیا ہے، اس کی تائید ابن عباس کی حدیث کے بعض طرق میں یوں ہے، احلف باللہ الذی لا الٰہ الا ھو انی لصادق یقول ذلک اربع مرات اخرجه الحاکم والبیهقی کما فی فتح الباری۔ ان دلائل سے ثابت ہو گیا کہ احلف باللہ سے بھی لعان درست ہے کتابت اشہد باللہ سے بھی لعان ہو سکتا ہے یا احلف باللہ سے گونگے کے اشارہ مفہمہ معہودہ مؤکد بالیمین سے نیز اس کی کتابت احلف باللہ سے لعان ہو سکتا ہے، کیونکہ مقصود یمین مؤکدہ ہے اسی طرح اس کا اشارہ قذف بھی معتمد ہوگا،

احناف کی تیسری دلیل، عدم اعتبار التعرض۔ یعنی اگر کوئی شخص تعریضاً کنایۃً قذف کرے، مثلاً یہ کہے کہ میرے بیٹے کا رنگ میرے ساتھ نہیں ملتا تو اس سے امام بخاری اور جمہور ائمہ کے نزدیک بھی قذف ثابت نہیں ہوتا تو جب تعریض کنایہ والا اشارہ معتبر نہیں باوجودیکہ اس کا قائل ناطق ومتکلم ہے تو پھر اشارہ اخرس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدرجہ اولی معتبر نہ ہوگا۔

جواب: کنایات الطلاق میں آپ کے ہاں بھی کنایہ معتبر ہے، توجب آپ کے ہاں قادر علی النطق کا کنایہ معتبر ہے تو غیر قادر الکلام کے لیئے مجبوری کی بنا پر اس کا اشارہ کنایہ کیوں معتبر نہیں ہوگا۔

چھٹا مقام: وقال بعض الناس لاحد ولا لعان ثم زعم ان طلقوا بکتاب او اشارۃ او ایماء جاز ولیس بین الطلاق والقذف فرق فان قال القذف لایکون الا بکلام قیل لہ کذلک الطلاق لایکون الا بکلام والا بطل الطلاق والقذف وکذلک العتق۔ یہاں بھی امام بخاری رحمہ اللہ احناف پر تین اعتراضات کرتے ہیں۔ پہلا اعتراض یہ ہے کہ احناف طلاق عتاق میں تو اشارہ کا اعتبار کرتے ہیں، لیکن قذف میں اشارہ اخرس کو معتبر نہیں سمجھتے اگر احناف کہیں قذف کلام لسان کے ساتھ ہوتا ہے بخلاف طلاق عتاق کے تو انہیں کہا جائے گا کہ طلاق عتاق بھی حقیقۃً کلام لسان کے ساتھ ہی ہوتے ہیں لیکن باوجود اس کے ان میں اشارہ معتبر ہے تو اسی طرح قذف میں بھی اشارہ معتبر ہونا چاہیئے، یا پھر قذف کی طرح طلاق عتاق میں بھی اشارہ معتبر نہ ہو۔

شبہ: القذف من الحدود دون الطلاق فالقیاس مع الفارق یعنی طلاق عتاق اخرس کے اشارہ سے معتبر ہے کیونکہ طلاق عتاق کا معاملہ آسان اور ہلکا ہے نیز طلاق عتاق میں اشارہ معہود و متعارف ہے، بخلاف قذف کے کہ اس کا معاملہ سخت کیونکہ اس میں قاذف پر حد قذف یا لعان کا الزام و اثبات ہوتا ہے نیز قذف میں اشارہ معہود متعارف بھی نہیں نیز اشارہ اخرس یقینا مشتبہ محتمل ہے خواہ جتنا ہی صریح ہو۔

جواب: قرآن مجید کا حکم تمام لوگوں کو شامل ہے خواہ ناطق ہوں خواہ اخرس قرآنی حکم قذف یا لعان کو اپنی رائے سے بعض کے ساتھ کر دینا اور بعض سے مطلقا اٹھالینا یہ مداخلت فی الدین ہے نیز طلاق عتاق اور قذف کے اندر فرق کرنے میں احناف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اقوال میں تضاد ہے کہیں طلاق عتاق کو اضعف اور اخف ثابت کیا جاتا ہے اور کہیں قذف کو کہ وہ ادنیٰ شبہ سے ساقط ہوجاتا ہے اگر قذف اضعف اور اخف ہے تو جب اشارہ اخرس سے اقویٰ یعنی طلاق عتاق ثابت ہوسکتا ہے تو اضعف یعنی قذف کیوں ثابت نہیں ہوسکتا اور اگر قذف اقویٰ ہے طلاق عتاق سے تو ادنیٰ شبہ سے کیوں ساقط ہوجاتا ہے، شبہات سے حدود کا ساقط ہونا اپنی جگہ مسلم ہے لیکن حدود کے دفع کرنے کے لئے احتیال اس لئے جائز ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ستر ذنوب سے کام لیا جائے، ان اللہ ستیر یحب التستر حضرت ماعز اسلمی اور غامدہ مزینہ یہ دونوں اخرس نہیں تھے ان کو تلقین درء الحدود بالشبہات کے قبیل سے نہیں بلکہ ھو احتیال لدرء الحدود للتستر۔

اشارہ اخرس میں بھی اسی طرح اشارات سے احتیال للدرء الحدود بحسب الامکان کیا جائیگا، لیکن جب اخرس مفہمہ اشارات سے قذف کا یقین دلائے گا تو پھر حد یا لعان نافذ ہوگا، وکذلک الاصم بلاعن امام بخاری کا احناف پر دوسرا اعتراض یہ ہے کہ احناف اصم کے لعان کا اعتبار کرتے ہیں لیکن اخرس کے لعان کا اعتبار نہیں کرتے، حالانکہ دونوں میں اشارہ سے ہی فہم مقصود ہوتا ہے، اصم بات نہیں سنتا اسے اشارہ سے ہی بات سمجھائی جاسکتی ہے۔ امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے اشارات اصم کے لئے معتبر ہیں جن پر اس سے لعان کرایا جائے گا، تو اخرس کے اشارات لوگوں کے سامنے کیوں معتبر نہیں جن پر حد قذف یا لعان مرتب ہوگا۔ شبہ، اخرس کا اصم پر قیاس مع الفارق ہے کیونکہ اصم اگرچہ سنتا نہیں جس کی وجہ سے لوگ اسے اشارہ کریں گے مگر وہ خود بولے گا، جس سے بات واضح وصاف ہوجائیگی۔

جواب، جیسے لوگوں کا اشارہ اصم کے نطق سے واضح ہوجاتا ہے اسی طرح اخرس کا اشارہ تردا د یعنی بار بار اشارہ کرکے پوچھنے سے سے واضح ہوجائے گا۔

فلیف الفرق۔ وقال الشعبی وقتادہ اذا قال انت طالق فاشار باصابعہ تبین منہ باشارتہ وقال ابراھیم الاخرس اذا کتب الطلاق بیدہ لزمہ وقال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حماد الاخرس والاصم ان قال برأسه جاز۔

امام بخاری کا احناف پر تیسرا اعتراض: کہ احناف شعبی قتادہ ابراہیم نخعی اور حماد بن ابی سلیمان کے اقوال کی مخالفت کرتے ہیں شعبی قتادہ کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی عورت کو کہے انت طالق تو دوسرا شخص اس سے پوچھتا ہے، اطلقت امرأتک تو وہ اپنے ہاتھ کی چار انگلیوں سے اشارہ کرتا ہے کلام نہیں کرتا تو وہ عورت اس سے بائنہ ہو جائے گی، ابراہیم نخعی کہتا ہے گونگا آدمی جب اپنے ہاتھ سے طلاق لکھ دیتا ہے تو وہ نافذ ہو جائے گی، حماد بن ابی سلیمان جو امام ابوحنیفہ کا استاد ہے کہتا ہے کہ اگر بہرا گونگا سر سے اشارہ کر دے تو جائز ہے۔

شبہ: ان سب کے اقوال میں اشارۃ الاخرس بالقذف کے معتبر ہونے کی کوئی تصریح نہیں۔

جواب: ان تمام اقوال میں اشارہ کے معتبر ہونے کی تصریح ہے بعض اقوال میں گونگے کے اشارہ کے معتبر ہونے کی تصریح ہے خواہ وہ طلاق سے متعلق ہو یا قذف کے متعلق ہو یا ان کے غیر سے متعلق ہو فثبت المطلوب۔

ساتواں مقام کتاب الایمان والنذور میں۔ باب ان حلف الایشرب نبیذا فشرب طلاء او سکرا او عصیرا لم یحنث فی قول بعض الناس ولیست هذه بانبذة عنده۔ بحث اول تعریفات۔ نبیذ۔ کل ما ینبذ فی الماء من التمر والزبیب والحنطة والشعیر والعسل فاشتد حتی صار کثیره مسکرا: یعنی ان مذکورہ اشیاء میں سے جو پانی میں بھگو دی جائیں وہ نبیذ ہے، لیکن اگر وہ شدت اختیار کر لیں جس کے کثیر سے نشہ آنے لگے تو وہ خمر ہو گا طلا عصیر عنب کے مطبوخ کو کہتے ہیں۔ سکر کا اطلاق بھی عصیر پر ہوتا ہے خمر بننے سے قبل عصیر ما یعصر من العنب۔ طلاء باذق خمر کے ناموں سے ہے طلاء مثلث عصیر عنب کا وہ مطبوخ جو طبخ کے بعد دو تہائی ختم ہو جائے، ایک تہائی باقی رہ جائے بعض طلاء مثلث کو طلاء باذق بھی کہتے ہیں، یہ مسکر نہیں ہوتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلاء مُتَنَصِّف وہ عصیر عنب جو طبخ کے بعد نصف رہ جائے وہ بھی مسکر نہیں ہوتا کیونکہ بخاری میں ثابت ہے کہ صحابہ کرام نے ان دونوں کو پیا ہے، احادیث میں نقیع کو بھی نبیذ کہا گیا ہے لہٰذا جہاں احادیث میں نبیذ آئے گا اس سے مراد نقیع ہوگا۔

قال المهلب النقیع حلال مالم یشتد فاذا اشتد وغلی حرم، احناف کے نزدیک اشتداد وغلیان کے ساتھ قذف بالزبد ضروری ہے یعنی نقیع جب گاڑھا ہوکر جوش مارے تب بھی حلال ہے، لیکن جب گاڑھا ہوکر جوش مارنے کے ساتھ جھاگ چھوڑے گا، تب حرام ہوگا، تبع نبیذ العسل ہے، لیکن جب سخت ہوکر جوش مارے گا تو وہ بھی خمر ہے، بخاری میں ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تبع کے بارے تو آپ نے فرمایا کل شراب اسکر فھو حرام اسی طرح سَکَر عصیر عنب ہے جب سخت ہوکر جوش مارے گا تو وہ خمر ہے، جِعَۃٌ نبیذ الشعیر ہے، جب سخت ہوکر جوش مارے گا، تو وہ بھی خمر ہے اسی طرح سَکُرکہ حبشیوں کا شراب ہے، دراصل نبیذ الذرۃ ہے، فضیخ عظیم کے وزن پر اسم للبسر اذا شدخ ونبذ یعنی بسر کھجور کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے پانی میں بھگو دیا جائے وقد یطلق الفضیخ علی خلیط البسر والرطب یہ بھی اشتداد غلیان کے بعد خمر ہوتا ہے، مسند احمد میں حضرت انس سے مروی ہے، وما خمرھم یومئذ الا البسر والتمر مخلوطین کما فی فتح الباری

بحث ثانی: غرض بخاری مسئلہ نبیذ میں احناف پر تعریض ہے یعنی اگر کسی نے حلف اٹھائی کہ میں نبیذ نہیں پیوں گا، لیکن اس نے طلاء یا سکر یا عصیر پی لیا تو احناف کے نزدیک حانث نہیں ہوگا، کیونکہ ان کے نزدیک یہ چیزیں مفہوم نبیذ میں داخل نہیں حالانکہ یہ تمام مشروبات اصل معنی کے اعتبار سے نبیذ ہی ہیں کیونکہ ان میں خوف سکر نبیذ کی طرح موجود ہے نیز ان میں نبیذ کا لغوی اصطلاحی معنی بھی پایا جاتا ہے، ما نبذ فی الماء من التمر والزبیب الخ گویا یہ حلف اس طرح ہوگئی کہ کسی نے کہا لا یشرب شرابا تو وہ ہر اس چیز کے پینے سے حانث ہوجائے گا، جس پر لفظ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشروب واقع ہوتا ہے۔

شبہ: نبیذ کے لغوی معنی کے اعتبار سے گرچہ طلا، سکر، عصیر پر نبیذ کا اطلاق ہو سکتا ہے، لیکن مبنی ایمان کا عرف پر ہوتا ہے ہو سکتا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے دور میں عرف عام میں نبیذ غیر مسکر مشروب کے ساتھ مخصوص ہو جیسا کہ طلا سکر عصیر مشروب مسکر کے ساتھ مخصوص تھے، لیکن امام بخاری کے دور میں عرف عام تبدیل ہو گیا جس میں نبیذ کا اطلاق طلا، سکر عصیر پر عرف عام میں ہونے لگا، تبدل عرف سے حنفیوں کا مسلک بھی امام بخاری جیسا ہو جائے گا۔

جواب: عرف، عام اور اصطلاحی معنی میں کوئی فرق نہیں عرف عام میں بھی کل ما نبذ فی الماء کو نبیذ کہتے ہیں اسی طرح طلا، عصیر، سکر کا اطلاق اشتداد غلیان سے قبل نبیذ پر صحابہ کرام کے عرف عام سے ثابت ہے بخاری کتاب الاشربہ میں یہ بات بخوبی واضح ہے کہ صحابہ کرام طلا، مثلث، منصف وغیرہ کو نبیذ کی طرح استعمال کرتے تھے، اشتداد غلیان کے بعد نبیذ طلاء عصیر سکر سب خمر بن جاتے ہیں سب کا استعمال حرام ہے پس ثابت ہوا عرف عام میں سب کا ایک دوسرے پر اطلاق صحیح ہے،

شبہ: عرف عام میں نقیع نبیذ دونوں کا اطلاق مشروب غیر مسکر پر ہوتا ہے لیکن، طلا، عصایر، سکر کا اطلاق مشروب مسکر پر ہوتا ہے، لہذا دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے لہٰذا طلا، عصایر، سکر کا نبیذ پر قیاس کرنا مع الفارق ہے،

جواب: تازہ عصیر عنب تازہ نبیذ کی طرح غیر مسکر حلال ہوتا ہے اسی طرح۔ السکر یطلق علی العصایر قبل ان یتخمر یعنی سکر اس عصیر عنب کو کہتے ہیں جو ابھی خمر نہیں بنا اس وقت وہ نبیذ کے معنی میں غیر مسکر حلال ہے طلا عصایر عنب ہے جس کو پکایا جاتا ہے، وہ پکنے کے بعد غیر مسکر نبیذ کے معنی میں حلال ہوتا ہے، لہذا یہ کہنا کہ طلا، عصایر، سکر، مسکر ہوتے ہیں غلط ہے، اشتداد غلیان کے بعد نبیذ، عصایر، سکر، طلا، سب خمر بن کر مسکر حرام ہوجاتے، فکیف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الغرض جن دلائل سے نبیذ عرفی کے خصوص بغیر المسکر کے دلائل پیش کئے جاتے ہیں وہ سب تازہ نبیذ کے بارے میں ہیں مثلاً حدیث عائشہؓ نبذہ غدوۃ فیشربہ عشاء وننبذہ عشاء فیشربہ غدوۃ پرانا نبیذ مسکر ہو کر حرام ہو جاتا ہے، مثلاً حدیث ابی ہریرہ میں ہے، کان یصوم فتحینت فطرہ بنبیذ صنعتہ فی دباء ثم اتیتہ بہ فاذا هو ینش (یغلی) فقال اضرب بهذا الحائط فان هذا شراب من لا یؤمن باللہ والیوم الآخر (ابوداود) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبیذ کا اطلاق بھی مسکر پر ہوتا ہے اسی طرح دوسری حدیث میں ہے فانتبذوا فی کل وعاء ولا تشربوا مسکرا (رواہ مسلم) ہر برتن میں نبیذ بناؤ لیکن نبیذ مسکر کو نہ پیؤ لہٰذا یہ کہنا کہ نبیذ کا اطلاق غیر مسکر مشروب ہوتا ہے اور طلا عصیر سکر کا اطلاق مشروب مسکر پر ہوتا ہے غلط ہے۔

بحث در بیان حقیقت خمر، ائمہ ثلاثہ امام شافعی، احمد، مالک نیز جمہور خلف وسلف وجمیع محدثین کے نزدیک ہر نشہ دینے والی چیز کا نام خمر ہے اس کا قلیل کثیر حرام ہے فضیخ اور نبیذ کی جملہ اقسام سب برابر ہیں امام ابوحنیفہ کے نزدیک فقط عصیر العنب جب اشتداد غلیان کے بعد جھاگ چھوڑے اسی کا نام خمر ہے اس کے علاوہ جملہ مسکرات ان کے نزدیک حقیقی خمر نہیں انکی صرف کثیر مقدار حرام اور موجب حد ہے احناف کے ہاں غیر حقیقی مسکرات دو قسم ہیں۔

(۱) حرام قلیلہ وکثیرہ مطلقاً بلا استثناء شئی مثلاً طلاء[۱] باذق منصف جب سخت ہو کر جوش مارے اور اس کا کثیر مسکر ہو اور نقیع[۲] الزبیب اشتداد غلیان کے بعد

(۲) حرام قلیلہ وکثیرہ الا القلیل بشرط التقوی علی العبادۃ یا ہضم طعام اور تداوی علاج کی غرض سے مثلاً نبیذ تمر وزبیب[۱] مطبوخ طلاء مثلث[۲] عنبی، خلیط[۳] التمر والزبیب - نبیذ العسل[۴] والحبوب، ان میں خواہ اشتداد غلیان ہو یا نہ ہو لیکن ان کی کثیر مقدار نشہ آور ہو۔ امام محمد آئمہ ثلاثہ کے ساتھ ہیں وہ ان سب کو حرام سمجھتے ہیں وحرم محمد هذه الاربعة مطلقاً قلیلها وکثیرها۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمیع مسکرات کے خمر ہونے اور موجب حد ہونے کے دلائل جمہور سلف وخلف وائمہ محدثین۔

۱: **دلیل** کتاب الاشربۃ بخاری میں باب نزول تحریم الخمر وھی من البسر والتمر کے تحت حضرت انس سے مروی تینوں حدیثوں کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت انس کہتے ہیں کہ جب خمر کی حرمت نازل ہوئی اس وقت خمر بسر تمر سے بنا ہوا موجود تھا جس کو بہا دیا گیا، ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ ہر نشہ دینے والی چیز خمر ہے

۲: **دلیل**، نیز حدیث ابن عمر مرفوعاً کل مسکر خمر (رواہ مسلم)

۳: **دلیل**، نیز قول عمر والخمر ما خامر العقل (رواہ البخاری) ان دلائل سے معلوم ہوا کہ ہر مسکر مشروب خمر ہے جو ہر صورت میں موجب حد ہے۔

شبہ (۱) ہر مسکر کو خمر کہنا تشبیہ بلیغ کی وجہ سے ہے جیسے زید اسد میں اس سے مقصود خمر کے علاوہ دیگر مسکرات میں محض حرمت ثابت کرنا ہے، اس سے قلیل مقدار میں حد ثابت نہیں ہو سکتی اس کے لئے نئی دلیل کی ضرورت ہے، مشبہ یعنی دیگر مسکرات میں مشبہ بہ یعنی خمر کی اصل حقیقت کے خلاف اس کے ضمنی مجازی معنی مراد ہوتے ہیں، اس لئے یہاں مشبہ یعنی مسکرات میں بلا اسکار ثبوت حد کے لئے کسی دوسری مستقل شرعی دلیل کی ضرورت ہے جو یہاں نہیں لہذا دیگر مسکرات کے قلیل مقدار میں حرمت یا حد ثابت نہیں ہو سکتی۔

جواب: حدیث میں وارد الفاظ ہر مسکر خمر ہے یہ تشبیہ نہیں بلکہ یہ خمر کی تعریف ہے سب سے بڑا قرینہ حدیث انس ہے جس میں ہے کہ جب تحریم خمر نازل ہوئی اس وقت خمر بسر تمر کا تھا تو وحی سے ثابت ہو گیا کہ ہر مسکر پر خمر کا اطلاق تعریفاً ہے تشبیہاً نہیں جس میں مصنوعی تاویلیں کی جا سکیں۔

شبہ (۲) ہر مسکر پر خمر کا اطلاق شرعی ہے لغوی نہیں کیونکہ لغت تو خمر عرق انگور خام مسکر کے ساتھ مخصوص ہے نیز شارع علیہ السلام بیان لغت کے لئے نہیں بلکہ احکام شرعیہ کے لئے تشریف لائے ہیں مقصد یہ ہے کہ حد علی الشارب کے حکم شرعی میں ہر مسکر مشروب، خمر کے ساتھ ملحق و شریک ہے، اور یہ شرکت الحاق اس وقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگا، جب وہ مشروب بالفعل حد اسکار تک پہنچا دے۔

جواب: اگر خمر کا حقیقی لغوی معنی عصیر العنب ہے تو دیگر مسکرات پر خمر کا اطلاق ضمنی مجازی ہوگا لیکن صحابہ کرام نے نزول تحریم کے وقت جن پر خمر کا اطلاق ہوتا تھا حقیقۃً یا مجازاً سب کو بہا دیا تو اس صورت میں حقیقت مجاز کا اجتماع ہوگیا احناف کے نزدیک حقیقت مجاز کا اجتماع منع ہے پس ثابت ہوگیا ہر مسکر کو خمر کہنا حقیقت ہے مجاز نہیں وعلی تقدیر التسلیم اگر مان لیں کہ عصیر عنب پر خمر کا اطلاق حقیقت لغویہ ہے شرعیہ نہیں تو ہر مسکر پر خمر کا اطلاق حقیقت شرعیہ ہوگی اسلام میں معتبر حقیقت شرعیہ ہے نہ حقیقت لغویہ وقد اجاب بھذا ابن عبد البر وقال ان الحکم انما یتعلق بالاسم الشرعی دون اللغوی۔

شبہ: یہ حدیث غیر ثابت ہے کیونکہ یحیی بن معین نے اس کو غیر ثابت کہا ہے

جواب: علامہ ابن حزم نے اس حدیث کو صحیح کہا وقد صح انہ علیہ السلام قال کل مسکر خمر ابن عمر کی حدیث کی تائید بہت احادیث صحاح سے ثابت ہے لہذا اس کو غیر ثابت کہنا ہی غلط ہے۔

۴: **دلیل:** حدیث انس قال حرمت علینا الخمر حین حرمت وما نجد یعنی بالمدینۃ خمر الاعناب الا قلیلا وعامۃ خمرنا البسر والتمر (بخاری)

۵: حدیث عائشۃؓ قالت سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن البتع فقال کل شراب اسکر فھو حرام (بخاری)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کے عرف اور لغت میں جمیع مسکرات کو خمر سمجھا جاتا تھا، پہلی روایت سے تو نزول تحریم کے وقت عام خمر عصیر عنب کا نہیں تھا، بلکہ نبیذ تمر بسر کا خمر تھا، جو بعد اشتداد غلیان کے خمر حقیقی سمجھا جاتا تھا، دوسری حدیث میں مطلقاً ہر نشہ دینے والی چیز پہ حکم خمر لگایا ہے معلوم ہوا کہ ہر مسکر قلیل کثیر مطلقاً حرام ہے خواہ تقوی علی العبادۃ کے لئے پیا جائے نیز یہ کہ ہر مسکر موجب حد ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شبہ: ان روایات میں مسکر سے مراد مسکر بالفعل ہے یعنی وہ کثیر مقدار جس سے حد اسکار تک پہنچ جائے، کیونکہ محکم روایت میں ہے حرمت الخمر لعینہا والمسکر من شراب یعنی خمر تو لعینہ حرام دوسری مسکرات مسکر بالفعل ہونے کی صورت میں حرام اور موجب حد ہیں اسی طرح اشربا ولا تسکرا اشربا ولا تشربا مسکرا بھی اسی معنی میں محکم اور ظاہر ہیں۔

جواب: محکم روایت (٦) دلیل میں آ رہی ہے جس میں ہے ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام حرمت الخمر لعینہا والمسکر من کل شراب اور اشربا ولا تسکرا اور اشربا ولا تشربا مسکرا یہ سب محتمل ہے کیونکہ ان سب میں مسکر بالفعل یا بالقوۃ دونوں مراد ہو سکتے ہیں، کیونکہ اس کا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے ہر قسم کا مشروب پیو لیکن مسکر مشروب نہ پیو، لیکن ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام کے قرینہ سے ثابت ہو گیا کہ جس کا کثیر حرام اور موجب حد ہے اس کا قلیل بھی حرام اور موجب حد ہے۔

دلیل (٦) حدیث جابرؓ مرفوعاً ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام (رواہ احمد وابو داؤد وصححہ ابن حبان) **نیز حدیث** عائشۃ مرفوعاً کل مسکر حرام وما اسکر منہ الفرق فملاء الکف منہ حرام رواہ ابو داؤد و **حدیث** سعد بن وقاص مرفوعاً قال انہا کم عن قلیل ما اسکر کثیرہ (رواہ ابن حبان) یہ حدیث محکم ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسکر بالفعل یا بالقوۃ خمر کے حکم میں ہے موجب حد ہے۔ خواہ تقویٰ علی العبادۃ کے لئے کیوں نہ ہو۔

شبہ (١): اس قسم کی احادیث ابتدائی زمانہ میں بوجہ سد ذرائع فتنہ یا بوجہ حفظ ما تقدم کے حرام کہا گیا ہے۔

جواب: اگر اس قسم کی احادیث سد ذرائع کے لئے ہیں تو تاریخ تعین زمانہ کے ساتھ بعد میں اجازت کی احادیث کون سی ہیں جن میں کہا گیا کہ جن کا کثیر مسکر ہے قلیل حلال ہے۔

شبہ (٢): یہاں ما اسکر سے آخری پیالہ مراد ہے کیونکہ مسکر وہ ہے جس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالفعل اسکار ثابت ہو جائے۔

جواب: حدیث کے عموم میں رائی سے تخصیص ناجائز ہے نیز یہ تاویل حدیث کے الفاظ کی تصریح کے خلاف ہے حدیث میں ہے جس مشروب کا کثیر نشہ پیدا کرے اس کا قلیل بھی حرام ہے یعنی جس مشروب کا کثیر مسکر ہے یقیناً اس کا قلیل مسکر نہیں لیکن حرمت میں قلیل کثیر برابر ہیں کما فی الخمر۔

(۷) دلیل: عن ابن عمر قال خطب عمر علی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انہ قد نزل تحریم الخمر وھو من خمسۃ اشیاء العنب والتمر والحنطۃ والشعیر والعسل والخمر ما خامر العقل (رواہ البخاری) اس حدیث میں اتنی وضاحت ہے کہ اس کے بعد احناف کی کوئی تاویل توجیہ قطعاً مؤثر نہیں ہو سکتی حضرت عمر نے منبر نبوی پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ شراب کی حرمت نازل ہو چکی ہے خمر لغۃً اور شرعاً پانچ چیزوں سے بنتا ہے جن کی تصریح حدیث میں مذکور ہے پہلے خمر کی حقیقت شرعیہ بتائی اور آخر میں خمر کی حقیقت لغویہ پر تبصرہ فرمایا یعنی حقیقت شرعیہ کے لحاظ سے خمر انگور تمر حنطہ شعیر اور عسل سے بنتا ہے، اور حقیقت لغویہ کے اعتبار سے خمر ہر اس شئی کا نام ہے جو عقل پر پردہ ڈال دے۔

شبہ: چونکہ لغت میں خمر صرف انگور کے شیرہ خام کا نام تھا اس لئے حضرت عمر نے اہل حجاز پر واضح کر دیا کہ صرف اسی مسکر کو حرام موجب حد سمجھ کر دوسرے مسکرات کو حلال نہ سمجھ لینا بلکہ وہ بھی خمر کے مصداق میں داخل ہو کر حرام ہیں ورنہ اگر اہل حجاز کی لغت میں ان پانچ چیزوں سے تیار کردہ مشروب پر خمر کا اطلاق حقیقۃً ہوا کرتا، تو حضرت عمر کو اس پر تنبیہ کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

جواب: پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ حضرت عمر نے دونوں حقیقتوں سے پردہ اٹھایا ہے کہ شرعاً خمر ان پانچ چیزوں سے تیار کردہ کا نام ہے اور لغت کے لحاظ سے ہر وہ چیز جو عقل پر پردہ ڈال دے وہ خمر ہے۔

وقال القرطبی الاحادیث الواردۃ عن انس وغیرہ علی صحتھا وکثرتھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبطل مذهب الکوفیین القائلین بان الخمر لایکون الامن العنب وما کان من غیرہ لایسمی خمرا ولایتناولہ اسم الخمر وھو قول مخالف للغۃ العرب وللسنۃ الصحیحۃ وللصحابۃ لانھم لما نزل تحریم الخمر فھموا من الامر باجتناب الخمر تحریم کل مسکر ولم یفرقوا بین ما یتخذ من العنب وبین ما یتخذ من غیرہ الخ

دلائل احناف (۱) حرمت خمر کتاب وسنت کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے لہذا وہ قطعی ویقینی اور اس کا ایک قطرہ بھی حرام وموجب حد ہے بخلاف دیگر مسکرات کے کہ ان کی حرمت محض خبر واحد وحدیث نبوی سے ثابت ہے لہذا وہ محض ظنی ہے ان کا فقط کثیر موجب حد ہے نہ کہ قلیل۔

جواب: یہ دلیل نہیں بلکہ خلط مبحث کی کوشش ہے۔

جب حرمت خمر کتاب وسنت کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے لہذا وہ قطعی یقینی ہے اور اس کا ایک قطرہ بھی حرام وموجب حد ہے تو اسی طرح کتاب وسنت کی نصوص قطعیہ سے جمیع مسکرات کو خمر کہا گیا ہے کما قیل فی مبحث دلائل الجمھور لہذا وہ بھی قلیل کثیر حرام اور موجب حد ہوں گے۔

(۲) **دلیل**: حدیث ابن عباس مرفوعا حرمت الخمر لعینھا والمسکر من کل شراب (رواہ النسائی والطبرانی)، علامہ ابن حزم نے محلی میں کہا کہ ابن عباس سے زیادہ صحیح روایت یوں ہے حرمت الخمر بعینھا قلیلھا وکثیرھا والمسکر من کل شراب اور والمسکر من کل شراب کی روایت جو حضرت انس اور ابو سعید سے ہے وہ ضعیف ہے کیونکہ اس کی اسناد میں سوار کاذب ہے اور عطیہ ہالک ہے، اور حارث اور سعید دونوں مجہول ہیں۔

(۳) **دلیل**: حدیث نعمان بن بشیر ان من العنب خمرا وانھا کم عن کل مسکر (رواہ الطحاوی) استدلال۔ ان دونوں حدیثوں میں خمر کو مستقلاً اور بذاتہ حرام قرار دیا گیا اور غیر خمر کی حرمت کو محض فرعاً وتبعاً ذکر کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خمر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دیگر مسکرات کی حرمت میں بون بعید ہے کیونکہ عطف مغایرت کا تقاضا کرتا ہے،
جواب: عطف سے خمر اور دیگر مسکرات کا ایک حکم بیان کیا گیا ہے واؤ مطلق جمع کے لئے ہے دونوں کو ایک حکم یعنی حرمت و موجب حد میں جمع کر دیا گیا ہے عطف میں تغایر اعتباری بھی کافی ہوتا ہے عطف سے ذاتی یا حقیقی تغایر ثابت نہیں ہوتا جیسے قرآنی آیت من کان عدوا للہ وملائکتہ ورسلہ وجبریل ومیکال میں ملائکہ پر جبریل اور میکائیل کے عطف سے جبرائیل اور میکائیل فرشتوں سے خارج نہیں ہوں گے، اسی طرح والمسکر من کل شراب کے عطف سے دیگر مسکرات خمر کی حقیقت سے خارج نہیں ہو جائیں گے بلکہ دیگر مسکرات کا حکم بھی خمر والا ہی ہوگا۔
(۴) دلیل: خمر باجماع اہل لغت خاص عرق انگور خام مسکر کا نام ہے یہی وجہ ہے کہ اس مفہوم کے لئے لفظ خمر کا اور دیگر مسکرات کے لئے بعض دوسرے مستقل اسماء مثلاً نبیذ نقیع مسکر وغیرہ کا استعمال مشہور و معروف ہے۔
جواب: نبیذ نقیع مسکر عصیر عنب وغیرہ مشروبات جب تک غلیان اشتداد کے بعد خمر نہیں بن جاتے اتنے تک ان اسماء کے مشروبات سب حلال غیر مسکر ہیں لیکن جب ان سب میں غلیان اشتداد آجائے گا تو یہ سب خمر ہو جائیں گے ان کے پہلے نام اڑ جائیں گے ان سب کا ایک حکم ہوگا جمہور کے دلائل میں مذکور ہو چکا کہ صحابہ کرام جو اصل اہل حجاز اور خالص عرب عرباء تھے ان کی لغت میں خمر ہر مسکر کا نام تھا، لفظ خمر بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔ الخمر ما خامر العقل۔
پھر احناف کے ہاں خمر کے علاوہ دیگر خام یا پختہ مسکرات کی تقسیم بھی حیرت انگیز ہے ان کو دو اقسام میں تقسیم کر کے دونوں کا عنوان حرام قلیلہ وکثیرہ قائم کر کے پھر ایک قسم میں قلیل کو حلال کہنا بھی عجیب تضاد ہے یعنی عنوان میں قلیل کو حرام کہہ دیا پھر استثناء کر کے اسی حرام قلیل کو حلال کہہ دیا، پھر قلیل کے حلال ہونے کے دلائل حسب ذیل دیئے ہیں۔
(۱) دلیل قیاس علی النظائر یعنی شریعت میں اس کے کئی نظائر ہیں کہ بعض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشیاء کا قلیل تو بطور رخصت وضرورت جائز ہے لیکن ان کا کثیر قطعی حرام ہے،
مثلاً قولہ تعالیٰ الا من اغترف غرفۃ بیدہ پ۲ قوم طالوت کو کثیر پانی سے
منع کیا گیا اور قلیل یعنی ایک چلو کی تعداد کی اجازت دی گئی اسی طرح ریشم کا استعمال
مردوں کے لئے ممنوع لیکن قلیل مقدار یعنی چار انگشت مقدار کی پٹی کی اجازت ہے
اسی طرح چاندی کا استعمال مردوں کیلئے ممنوع لیکن مثقال سے کم کی اجازت
ہے اسی طرح نبیذ التمر والزبیب مثلث خلیط مطلق نبیذ ان چاروں
کی کثیر مقدار کا پینا تو قطعی حرام ہے لیکن ان کے قلیل کو دینی ضرورت کے لئے
استعمال کرنا جائز ہے۔

جواب، طالوت کی قوم کی نظیر درست نہیں کیونکہ نہر کا سارا پانی حلال تھا، یعنی
قلیل کثیر سب حلال تھا، صرف سیراب ہو کر پینے سے منع کیا، مقصد صرف آزمائش
تھی لہذا اس پر قیاس مع الفارق ہے، نیز نہر کا پانی جو سارا حلال تھا اس سے
مقدار قلیل کے استعمال کی اجازت اللہ تعالیٰ نے دی، لیکن مسکرات کے قلیل کثیر
کے استعمال سے رسول اللہ نے منع کر دیا، فرمایا، ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام
فالقیاس ممنوع۔ اسی طرح ریشم میں سے چار انگشت کی مقدار کی حلت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جبہ سے ثابت ہے لیکن مسئلہ متنازع فیہ میں کون سی
روایت سے قلیل مسکر کی اجازت ثابت ہے،

انگوٹھی کے مسئلہ میں آپ نے مثقال سے کم چاندی کی انگوٹھی کی اجازت دی
ہے لیکن قلیل مسکر کی حلت آپ سے ثابت نہیں لہذا قیاس علی النظائر کی یہ دلیل
صحیح نہیں۔

(۲) دلیل، طلاء مثلث کی حلت کے متعلق حدیث محمود بن لبید ان عمر
بن الخطاب حین قدم الشام (الی قولہ) فقال ھذا الطلاء ای المثلث مثل
طلاء الابل فامرھم عمر ان یشربوہ (موطا)

جواب، اس حدیث میں قلیل کثیر کا ذکر کہاں ہے، نیز اس حدیث سے طلاء مثلث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کثیر کی بھی حلت ثابت ہے کیونکہ وہ مسکر نہیں ہوتا۔

(۳) دلیل: آنحضرت نے تبع (نبیذ شہد) اور مزر (نبیذ جینہ وجو) کے متعلق ابوموسیٰ اشعریؓ اور معاذ بن جبلؓ دونوں کو یمن بھیجتے وقت فرمایا اشربا ولا تسکرا اور ایک روایت میں اشربا ولا تشربا مسکرا (رواہ الطحاوی) اس سے معلوم ہوا کہ نبیذ کی قلیل مقدار جو بالفعل مسکر نہ ہو اس کا پینا جائز ہے، لیکن کثیر مقدار مسکر کا پینا ناجائز ہے،

جواب: اولاً یہ دونوں روایتیں صحیح نہیں کما قال علامہ ابن حزم فی المحلی۔

ثانیاً ان روایات میں بھی قلیل کثیر کی بات نہیں بلکہ فرمایا کہ جب نبیذ مسکر نہ ہو تو اس کو پیو لیکن اگر وہ مسکر بن کر خمر کے حکم میں ہو جائے تو اس کو ہرگز نہ استعمال کرو کیونکہ نبیذ جب تک نبیذ رہے وہ مطلقاً قلیل کثیر حلال ہے اس کا پینا جائز ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پیتے رہے لیکن جب نبیذ میں جوش آجائے اور سخت ہو کر مسکر بن جائے تو اس کا قلیل کثیر حرام ہے۔

(۴) دلیل: قول امام بخاری رأی عمر وابو عبیدة و معاذ شرب الطلاء علی الثلث وشرب البراء وابو جحیفة علی النصف (بخاری) قال الحافظ ای رأوا شرب الطلاء اذا طبخ فصار علی الثلث ونقص منه الثلثان۔

جواب: طلاء مثلث و منصف میں جب تک غلیان اشتداد نہ ہو ان کا قلیل کثیر حلال ہے، اسی لئے صحابہ کرام نے بغیر تفریق قلیل کثیر کے ان کو استعمال کیا، حیرت کی بات ہے کہ جو دلائل احناف کے خلاف ہیں وہی اپنے مسلک کی تائید میں پیش کرتے ہیں، وکم من عائب قولا صحیحا۔ وآفته من الفهم السقیم۔

(۵) دلیل: عن عمر انه كان يشرب النبيذ الشديد ويقول انا لننحر الجزور وان العنق منها لآل عمر ولا يقطعه الا النبيذ الشديد (رواہ البخاری) معلوم ہوا کہ بطور ہضم طعام کے نبیذ کی قلیل حلال ہے۔

جواب: اس روایت میں بھی قلیل کثیر کی تفریق نہیں حضرت عمرؓ ہضم طعام کے لئے جس نبیذ شدید کو استعمال کرتے تھے وہ مسکر نہیں تھا اگر اس نبیذ کا کثیر مسکر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا لیکن حضرت عمرؓ اس سے قلیل مقدار استعمال کرتے تو اس کی اس روایت میں تصریح ہوتی جب قلیل کثیر کی تصریح نہیں تو اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ جس نبیذ کو استعمال کرتے تھے وہ قلیل کثیر مسکر نہیں تھا۔

(۶) **دلیل**: قال ابو داؤد سالت احمد عن شرب الطلاء اذا ذهب ثلثاه وبقی ثلثه قال لا بأس به قیل لاحمد انهم یقولون انه یسکر قال لا یسکر ولو کان یسکر ما احله عمر۔

جواب: یہ احناف کی دلیل نہیں بلکہ ان کے خلاف ہے ان کی پانچویں دلیل کے جواب میں جو عرض کیا گیا ہے یہ روایت اس کی تصدیق کرتی ہے کہ صحابہ کرام جس نبیذ کو استعمال کرتے تھے وہ بالکل مسکر نہیں تھے نہ ان کا قلیل اور نہ ان کا کثیر مسکر تھا اگر وہ مسکر ہوتے تو صحابہ کرام ہرگز انہیں استعمال نہ کرتے تو اب دلیل تفسیق صحابہ والی بالکل باطل ہو گئی، بلکہ یہ دلیل تو صحابہ کرام کے تمام مشروبات نبیذ کی حلت کی دلیل ہو گئی وھو قولنا لا قول الاحناف

بحث خل خمر: جمہور محدثین کے نزدیک شراب کا سرکہ بنانا ناجائز ہے، اور اگر شراب کا سرکہ بنایا جائے تو نہ پاک ہو گا اور نہ جائز لیکن امام ابو حنیفہ اوزاعی کے نزدیک شراب کا سرکہ بنانا جائز ہے خواہ پیاز نمک کے ذریعہ بنایا جائے خواہ دھوپ میں رکھ کر ہاں امام شافعی کے نزدیک دھوپ والا خل خمر حلال ہے باقی حرام ہے۔

دلائل جمہور محدثین (۱) **دلیل**: حدیث انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن الخمر تتخذ خلا فقال لا اخرجه مسلم والترمذی وقال الترمذی حدیث حسن صحیح۔ یہ حدیث صریحاً دلالت کرتی ہے کہ شراب کا سرکہ جائز و حلال نہیں۔

(۲) **دلیل**: حدیث ابی طلحه ان ابا طلحة سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ایتام ورثوا خمرا قال اهرقها قال افلا اجعلها خلا قال لا (رواہ ابو داؤد والترمذی) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر شراب کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرکہ بنانے کی گنجائش ہوتی تو رسول اللہ یقیناً یتیموں کے شراب کو سرکہ بنانے کی اجازت دے دیتے تاکہ یتیموں کا مال ضائع نہ ہو جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اضاعۃ المال سے منع فرمایا ہے۔

شبہ احناف کہتے ہیں یہ حدیث ابتدائی زمانہ پر محمول ہے تاکہ تخلیل کو خمر کا ذریعہ نہ بنا لیا جائے۔

جواب: اگر ممانعت کے ختم ہونے کی اور شراب کے سرکہ بنانے کی اجازت کی تصریح کسی حدیث میں موجود ہو تو بہتر ورنہ ان ہم الا یخرصون کا مصداق صادق آئے گا۔

دلائل احناف (۱) حدیث عائشہؓ مرفوعاً نعم الادام الخل رواہ مسلم۔

جواب: اس حدیث میں شراب کے سرکہ کی بات ہی نہیں یہ حدیث احناف کی دلیل کیسے بن سکتی ہے۔

(۲) حدیث جابرؓ مرفوعاً خیر خلکم خل خمرکم (رواہ البیہقی فی کتاب المعرفۃ)۔

جواب: تفرد به المغیرۃ بن زیاد ولیس بالقوی واھل الحجاز یسمون خل العنب خل الخمر نصب الرایہ ج ۴ ص ۳۱۱۔ نیز ابو الزبیر مدلس ہے جو حضرت جابرؓ سے روایت کرتا ہے اور روایت بھی معنعن ہے۔

بحث خلیطین: کھجور کشمش خشک یا تر کو ملا کر بھگونا اور ان کا مخلوط نبیذ تیار کرنا جمہور محدثین کے نزدیک مخلوط نبیذ تیار کرنا ناجائز ہے کیونکہ دونوں کو ملا کر بھگونے سے بہت جلد اسکار پیدا ہوتا ہے قال الخطابی ذھب غیر واحد من اھل العلم الی تحریم الخلیطین وان لم یکن الشراب المتخذ منھما مسکرا قولا بظاھر الحدیث ولم یجعلوہ معلولا بالاسکار الیہ ذھب عطاء وطاؤس وبہ قال مالک واحمد بن حنبل واسحاق وعامۃ اھل الحدیث وھو غالب مذھب الشافعی وقالوا من شرب الخلیطین قبل حدوث الشدۃ فیہ فھو آثم من جھۃ واحدۃ واذا شربہ بعد حدوث الشدۃ کان آثما من جھتین احدھما شرب الخلیطین والآخر شرب المسکر ورخص فیہ سفیان الثوری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واصحاب الرائی ۔

دلائل جمہور محدثین (۱) حدیث جابر بن عبداللہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ نہی ان ینتبذ الزبیب والتمر جمیعا ونہی ان ینتبذ البسر والرطب جمیعا۔

(۲) حدیث ابی قتادۃ مرفوعا انہ نہی عن خلیط الزبیب والتمر وعن خلیط البسر والتمر وعن خلیط الزھو والرطب وقال انتبذوا کل واحدۃ علی حدۃ ان احادیث میں خلیطین کے نبیذ سے نہی واضح ہے۔

دلائل احناف: احناف کے نزدیک بغیر کراہت خلیطین کا نبیذ جائز ہے۔

(۱) دلیل، حدیث عائشہؓ کہ آپ ایسی نبیذ بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پلاتی تھیں اور اسی طرح دوسری روایت صفیہ بنت عطیہ کی ہے وہ بھی حضرت عائشہؓ سے یہی مضمون روایت کرتی ہے (رواہما ابوداؤد) لہٰذا ان روایات کی بنا پر خلیطین کے نبیذ میں کسی قسم کی کوئی کراہت نہیں باقی ممانعت کی حدیثیں ابتداء اسلام پر محمول ہیں۔

جواب: حدیث عائشہؓ کے اسناد میں بنی اسد کی ایک مجہول عورت ہے، اور دوسری حدیث صفیہ کے اسناد میں ابو بحر عبدالرحمٰن بن عثمان بکراوی بصری ہے، ولا یحتج بحدیثہ ضعیف روایات پر اعتماد کرتے ہوئے صحیح حدیثوں میں تاویل اہل علم کے لائق نہیں۔ تمت الابحاث المتعلقۃ بالاشربۃ۔

کتاب الاکراہ

بحث اول اقسام واحکام اکراہ وحقیقت اکراہ: اکراہ دو قسم ہے (۱) اکراہ علی الکلام (۲) اکراہ علی الفعل۔ اکراہ علی الکلام کا حکم یہ ہے کہ اس پر کوئی چیز واجب نہیں مثلاً اگر مکرَہ شخص کو کلمہ کفر یا قذف یا اقرار اور نکاح یا انکاح یا رجعت عن الطلاق یا طلاق یا بیع یا ابتیاع یا نذر یا ایمان یا عتق یا ھبہ پر مجبور کیا گیا ہے تو اس نے یہ سب باتیں کہی ہیں تو اس کی ان باتوں پر کوئی چیز واجب نہیں یعنی وہ کلمہ کفر کہنے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافر نہیں ہوگا، اور کسی پر قذف لگانے سے وہ قاذف نہیں ہوگا، اور کسی سے نکاح کرنے سے اس کا نکاح نہیں ہوگا۔ اور کسی کے لیئے اقرار کرنے سے اس کو مُقِر نہیں سمجھا جائے گا اور اس کے نکاح دینے سے وہ نکاح نہیں ہوگا، اور طلاق سے رجوع کرنے سے رجوع نہیں ہوگا، اور اس کی بیع کرنے سے بیع نہیں ہوگی اور اس کی خرید، خرید نہیں ہوگی اور اس کی نذر سے نذر نہیں ہوگی، اس کے کلمہ ایمان سے مؤمن نہیں ہوگا، اور اس کا عتق ہبہ بھی معتبر نہیں ہوگا، کیونکہ یہ سب چیزیں آیت من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان کی رد سے زبان سے بطور حکایت بیان کی گئی ہیں حاکی پر کوئی چیز لازم نہیں ہوتیں نیز حدیث صحیح میں بھی ہے انما الاعمال بالنیات یعنی جس شخص کو کسی قول پر مجبور کیا گیا حالانکہ اس کی نیت میں وہ نہیں تو وہ قول اس پر لازم نہیں ہوگا،

اکراہ[۱] علی الفعل دو قسم ہے۔ ایک وہ جس کو ضرورت مباح کر دیتی ہے، مثلاً کھانے پینے کی چیزیں مجبوری کے وقت مباح ہو جاتی ہیں اگر کسی کو کھانے پینے کی ان چیزوں پر مجبور کیا گیا ہے جو اس کے لئے حلال نہیں تھیں تو ان کے کھانے پینے سے اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہوگی۔

قرآن مجید میں ہے، وقد فصل لکم ما حرم علیکم الا من اضطررتم الیہ۔ فمن[۲] اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ دوسری قسم وہ فعل جس کو ضرورت اور مجبوری مباح نہیں کر سکتی جیسے قتل اور زخم اور ضرب اور افساد مال اگر کسی کو ان کاموں پر مجبور کیا گیا تو اس پر قصاص ضمان لازم ہوں گے کیونکہ اس نے اپنے آپ کو دوسروں پر ترجیح دی ہے، اور وہ کام کیا جس کی حرمت ہمیشہ کے لئے تھی:۔ (محلی ابن حزم)

اور جمہور علماء کے نزدیک اکراہ علی القول والفعل کا کوئی فرق نہیں، اس سے استثنائی صورت صرف قتل نفس بغیر حق ہے وھو محرم ابداً، کیونکہ آیت قرآنیہ میں من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کفر کبھی بالقول ہوتا ہے اور کبھی بالفعل ہوتا ہے اور کبھی کفر بالقول والفعل من غیر اعتقاد ہوتا ہے، جیسے حالت اکراہ میں اور کبھی کفر بالقول والفعل با عتقاد ہوتا ہے کما فی الکفر الحقیقی۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں لکھا ہے، انما الاعمال بالنیات کی حدیث امام بخاری اس لئے لائے ہیں تاکہ اس کے ذریعہ اکراہ قولی فعلی کے فرق کو ختم کر دیں کیونکہ عمل بھی فعل ہوتا ہے اور بعض مالکیہ نے کہا ہے کہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ اکراہ قولی اور فعلی میں فرق صحیح ہے کیونکہ جن لوگوں کو کفر پر مجبور کیا گیا تھا وہ کفر قولی ہی تھا۔

حقیقت اکراہ: ھو الزام الغیر بما لا یریدہ - لغت اور حس کے لحاظ جو چیز اکراہ کہلائے گی وہی اکراہ حقیقی ہوگا، مثلاً قتل کی دھمکی اس شخص کی طرف سے جس سے اس کا پورا کرنا ممکن ہو، اسی طرح وعید بالضرب اور وعید بالسجن اور وعید بافساد المال اور وعید کسی مسلم کے بارے میں اس کے قتل کرنے اور مارنے کی یا اس کے مال کے افساد کی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلمہ۔

احناف کے نزدیک اکراہ ملجئی یعنی ایسا اکراہ جس میں اس کے قتل یا عضو کے کاٹ دینے کی دھمکی ہو، معتبر ہے، اکراہ غیر ملجئی جس میں ضرب یا حبس یا اتلاف مال کی وعید ہو باب اکراہ میں غیر معتبر ہے۔

بحث ثانی: شرائط اکراہ فتح الباری میں ہے شروط الاکراہ اربعۃ

الاول[۱] ان یکون فاعلہ قادراً علی ایقاع ما یھدد بہ والمامور عاجزاً عن الدفع ولو بالفرار۔

والثانی[۲]: ان یغلب علی ظنہ انہ اذا امتنع اوقع بہ ذلک۔

الثالث[۳]: ان یکون ما ھددہ بہ فوریا فلو قال ان لم تفعل کذا ضربتک غداً لا یعد مکرھا ویستثنی ما اذا ذکر زمنا قریبا جداً او جرت العادۃ بانہ لا یخلف۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرابع. ان لا یظهر من المامور ما یدل علی اختیاره کمن اکره علی الزنا فاولج وامکنه ان ینزع ویقول انزلت فیتمادی حتی ینزل وقال ابن حزم الانتشار والامناء فعل الطبیعة الذی خلقه الله فی المرء احب ام کره لا اختیار له فی ذلک۔

آٹھواں مقام: باب اذا اکره حتی وهب عبدا اوباعه لم یجز وبه قال بعض الناس فان نذر المشتری فیه نذرا فهو جائز بزعمه وکذلک ان دبره

مسئلہ خلافیہ مجبور آدمی کی بیع اور اس کا ہبہ ہے یعنی اگر کسی شخص کو اس کے غلام کی بیع یا ہبہ پہ یا اجارہ اقرار وغیرہ قابل فسخ قولی تصرف پر مجبور کیا گیا، اکراہ ملجی یا غیر ملجی کے ساتھ تو اس مکرہ مجبور شخص نے عمل کر لیا تو اب امام بخاری اور جمہور آئمہ کے نزدیک اس کا یہ تصرف بیع ہبہ بالکل باطل ہے اور وہ غلام بدستور اسی پہلے مالک کا مملوک ہے لیکن احناف کے نزدیک یہ تصرف نافذ ہے اور موجب ملک بعد القبض ہے لیکن عدم رضا مالک کی وجہ سے قابل فسخ ہے۔ اسی طرح مکرہ مجبور شخص کے تمام تصرفات قولی مثلاً طلاق عتاق تدبیر وغیرہ نافذ ولازم ہیں۔

مکرہ کے تصرفات قولی مثلاً بیع مکرہ وھبتہ وطلاق عتاق تدبیر وغیرہ کے بطلان پر امام بخاری کے دلائل:۔

(۱) **دلیل**، حدیث جابر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شخص کے متعلق اپنے غلام کو مدبر بنانے کی خبر پہنچی تو آپ نے اس غلام کو آٹھ سو دراہم میں آگے فروخت کر دیا، کیونکہ اس شخص کا کوئی مال نہیں تھا سوائے اس غلام کے جس کو اس نے مدبر بنا دیا تو اس کا یہ کام کم عقلی پر مبنی تھا، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلام کو آٹھ سو دراہم میں بیچ دیا تاکہ اس کے گھر کا خرچہ چلے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک صحیح پر اس کے تصرف تدبیر کو باطل قرار دے دیا تو جس شخص نے شراء باطل کے ساتھ خرید کر کے اس کو مدبر بنایا یا آزاد کیا تو اس کا یہ فعل رد کرنے کے زیادہ لائق ہے جب کہ اس کا ملک بھی ثابت نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شبہ: یہ تدبیر مقید تھی اور مدبر مقید کی بیع بالاتفاق جائز ہے، تدبیر مقید کی صورت یہ ہے کہ مولی اپنی خاص مرض کی طرف اشارہ کر کے کہے کہ اگر میں اس مرض میں مر گیا تو، تو آزاد ہے۔

جواب: اس حدیث میں کون سے لفظ سے تدبیر مقید معلوم ہو رہی ہے۔ نیز اگر تدبیر ناقابل فسخ تصرف ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے باطل کیوں کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابطال سے ثابت ہو گیا کہ تدبیر بھی قابل فسخ تصرف ہے۔

۲: دلیل: الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان الخ. اس آیت سے مکرہ کے تمام تصرفات قولی کے باطل ہونے کی قوی دلیل موجود ہے۔

۳: دلیل: اللہ تعالی نے مستضعفین کو معذور قرار دے دیا تو مکرہ بھی مستضعف ہے جیسے مستضعف کلمہ کفر کہنے پر مجبور تھے اسی طرح مکرہ بھی مکرہ کی بات ماننے پر مجبور ہے۔

۴: دلیل: حضرت ابن عباس مکرہ کی طلاق کو لیس لشئی کہتے ہیں اسی طرح کئی آثار صحیحہ مکرہ کے تصرفات قولیہ کے باطل ہونے پر دال ہیں مثلاً محلی بن حزم احکام الاکراہ میں ہے کہ عبدالملک بن قدامہ جمحی نے کہا کہ میرے باپ نے مجھے بیان کیا کہ ایک مرد رسی کے ذریعہ گہری جگہ میں شہد اتارنے کے لئے لٹکا تو اسی وقت اس کی عورت نے حلف اٹھا کر کہا لتقطعن الحبل او لیطلقنھا ثلاثا فطلقھا ثلاثا فلما خرج اتی عمر بن الخطاب فاخبرہ فقال لہ عمر ارجع الی امراتک فان ھذا لیس طلاقا۔ حضرت عمر نے اس مکرہ کی طلاق کو طلاق نہیں سمجھا اسی طرح حضرت علی نے کہا لیس لمستکرہ طلاق اور حضرت ابن عباس نے کہا لیس لمکرہ طلاق وصح عن ابن عمر من طرق انہ لم یجز طلاق المکرہ ومن طریق ثابت الاعرج قال سألت کل فقیہ بالمدینۃ عن طلاق المکرہ فقالوا لیس بشئی ثم اتیت ابن الزبیر وابن عمر فردّا علیّ امراتی وکان قد اکرہ علی طلاقھا ثلاثا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵: دلیل: ولکن یؤاخذکم بما کسبت قلوبکم مکرہ درحقیقت طلاق دہندہ ہی نہیں اس کو تو مکرہ نے کہا کہ تو کہہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں تو اس نے اس کے قول کو نقل کر دیا اس نے اپنے دل کے ارادہ سے طلاق دی ہی نہیں۔

شبہ: حدیث میں آتا ہے ثلاث جدھن جد وھزلھن جد اس حدیث کی رو سے تو مکرہ کے قولی تصرفات کے نافذ ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

جواب: مجبور آدمی طلاق دینے سے نہ مُجِدّ ہوتا ہے اور نہ ہازل حدیث میں مذکور دونوں صفتیں مجبور آدمی میں نہیں ہوتی تو اس حدیث سے استدلال کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔

مکرہ کے نکاح نہ ہونے کی دلیل (۱) عن خنساء بنت خدام الانصاریۃ ان اباھا زوجھا وھی ثیب فکرھت ذلک فاتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرد نکاحہ

۲: دلیل عن ابن عباس ان جاریۃ بکرا اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت ان ابی زوجنی وھی کارھۃ فرد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نکاحھا۔ قال ابن حزم ھذان سندان فی غایۃ الصحۃ لامعارض لھما۔

بیع مکرہ کے عدم جواز کے باوجود اس کے نفاذ پر دلیل احناف کما قال العلامۃ العینی

لان الملک ثبت بالعقد لصدورہ من اھلہ فی محلہ الا انہ فقد شرط الحل وھو التراضی فصار کغیرہ من الشروط المفسدۃ حتی لو تصرف فیہ تصرفا لا یقبل النقض کالعتق والتدبیر ونحوھما ینفذ وتلزمہ القیمۃ وان اجاز جاز لوجود التراضی بخلاف البیع الفاسد لان الفساد لحق الشرع انتھی۔ **علامہ عینی کی اس عبارت** سے معلوم ہوتا ہے کہ بیع مکرہ بیع فاسد کے قبیل سے نہیں بلکہ یہ بیع جائز ہے اس کا فساد شرط حل کے فقدان کی وجہ سے ہے وھو التراضی فصار کالشروط الفاسدۃ یعنی اس کا فساد شرط فاسد کی وجہ سے ہے بخلاف البیع الفاسد لان الفساد لحق الشرع۔

جواب: اس دلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ بیع مکرہ بیع فاسد نہیں بلکہ بیع جائز ہے، یہ امام ابوحنیفہ کے قول کے خلاف ہے کیونکہ وہ بیع مکرہ کے بطلان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یں جمہور کے ساتھ ہیں اگر یہ بیع شرط فاسد کی وجہ سے فاسد ہے درحقیقت جائز ہے تو پھر واقعی نذر تدبیر مشتری بھی صحیح ہے تو پھر عدم جواز بیع مکرہ کا قول امام غلط ہوگا اور اگر عدم جواز بیع مکرہ کا قول امام ابی حنیفہ صحیح ہے تو پھر جب تملیک مشتری ثابت ہی نہیں تو اس کا تصرف نذر تدبیر ملک غیر میں کیسے صحیح ہوگا۔ اسی لیے صاحب عون المعبود نے فرمایا، ولیت شعری ما اراد به العلامة فانه لو صح الانعقاد بصدوره من اهله فی محله فثبت الحل ولذا صح النذر والتدبیر وبطل القول بالبطلان ولو صح بطلانه کما قال به ابو حنیفة فلا ینعقد ولا یصح به التدبیر والنذر لان الحل لم یثبت۔

قوله فان نذر المشتری فیه اس عبارت سے امام بخاری حنفیہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ ایک طرف تو وہ یہ کہتے ہیں کہ بیع مکرہ باطل و نا جائز ہے یعنی مشتری کو ملکیت کا فائدہ نہیں دیتی لیکن دوسری جانب کہتے ہیں کہ مشتری کے تصرفات نذر تدبیر وغیرہ جائز ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیع مشتری کو ملکیت کا فائدہ دیتی ہے، صحت نذر و تدبیر مشتری اور عدم جواز بیع دونوں میں صریح تضاد ہے۔

شبہ: عدم جواز بمعنی الفساد یفید الملک ناقصا بعد القبض ولکن بالتصرف اللازمی یتم الملک قطعاً یعنی عدم جواز بمعنی بطلان یعنی عدم ثبوت ملک نہیں کہ تناقض کا شبہ ہو بلکہ یہاں عدم جواز بمعنی فساد بیع ہے جو بعد القبض ملک کا فائدہ دیتی ہے کیونکہ یہ بیع اہل سے صادر ہوئی ہے اور محل میں واقع ہوئی مگر یہ قابل فسخ ہے کیونکہ اس میں رضاء بائع جو شرط بیع ہے مفقود ہے۔ قال اللہ تعالیٰ الا ان تکون تجارة عن تراض منکم۔

جواب: قرآنی آیت: عن تراض منکم ؕ سے معلوم کہ بیع میں طرفین کی رضا شرط ہے جب بیع مکرہ میں بائع مکرہ کی رضا مفقود ہے جو شرط بیع ہے تو اذا فات الشرط فات المشروط کے قاعدہ سے وہ بیع، بیع ہی نہ رہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو یہاں بیع باطل کی تعریف صادق آئے گی ، مالا یصح اصلاً و وصفا و لا یفید الملک
بیع فاسد کی تعریف اس پر صادق ہی نہیں آئے گی ، نیز قرآن و حدیث کی اصطلاح
میں فساد اور بطلان کے معنی میں کوئی فرق نہیں مثلاً اذا تولی سعی فی الارض لیفسد
فیہا و یہلک الحرث والنسل واللہ لا یحب الفساد میں حرث اور نسل کی ہلاکت
کو فساد کہا گیا ہے ، اور حدیث میں ہے ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد
کلہ و اذا فسدت فسد الجسد کلہ ۔ اس حدیث میں عقیدہ و عمل کی خرابی کو فساد کہا گیا ۔
ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا وادعوہ خوفا وطمعا اس آیت میں شرک کو
فساد کہا گیا ہے ۔

نیز یہ کہنا کہ بیع فاسد بعد القبض ملک کا فائدہ دیتی ہے کیونکہ وہ اہل سے صادر ہوئی
ہے اور محل میں واقع ہوئی ہے ۔ غلط ہے مکرہ حالت اکراہ میں اہل نہیں ورنہ اس کے
تمام تصرفات قولی خواہ اعتقاد سے متعلق ہوں خواہ مال سے سب نافذ ہوں ، حالانکہ
قرآن سے ثابت ہے کہ وہ قولی تصرفات کا اہل نہیں ورنہ اس کے کفریہ کلمات کے
بارے بھی کہا جا سکتا ہے صدر من اہلہ فی محلہ تو پھر وہ مسلمان نہیں رہے گا ، الغرض
عدم جواز بمعنی فساد کر دیا بمعنی بطلان کرو دونوں صورتوں میں بیع مکرہ بیع ہی نہیں کیونکہ
اس میں رضاء بائع کی شرط معدوم ہے جب شرعاً وہ بیع ہی نہیں تو بعد از قبض
ملکیت کا فائدہ کیسے دے گی ، جب مشتری شرعاً مشتری ہی نہیں بلکہ بیع اس
کے پاس بائع کی امانت ہے تو اس میں اس کا تصرف کیسے صحیح ہوگا ، لہٰذا امام
بخاری کا اعتراض بحالہ قائم ہے اور اگر بالفرض تسلیم کریں ، بیع مکرہ میں مبیع مشتری
کی ملک ثابت ہو چکی ہے تو نذر تدبیر کے علاوہ مشتری کے دیگر تصرفات ، بیع اجارہ
ہبہ کیوں ناجائز ہیں یعنی اگر مبیع مشتری کی ملک ہے تو اس میں اس کے تمام تصرفات
جائز ہونے چاہئیں حالانکہ احناف مشتری کے نذر تدبیر کے علاوہ اس کے دیگر
تصرفات کو ناجائز کہتے ہیں ۔

شبہ : احناف دونوں میں فرق یوں بیان کرتے ہیں کہ بیع اجارہ ہبہ قابل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فسخ معاملات ہیں لیکن نذر تدبیر نا قابل فسخ تصرفات ہیں لہٰذا ان دونوں کو ایک دوسرے پر قیاس مع الفارق ہے یعنی جب بیع مکرہ میں مشتری نے اپنی مرضی سے نذر مان لی یا بیع غلام کو مدبر بنا دیا تو اب بائع مشتری کے حقوق آپس میں متعارض ہو گئے۔ لیکن حق بائع کی تلافی یوں ہو سکتی ہے کہ اسے مشتری سے پوری قیمت دلا دی جائے مگر بیع فسخ کرنے سے مشتری کا نقصان ہوتا ہے اور حق مشتری کی تلافی نہیں ہو سکتی، کیونکہ نذر تدبیر غیر قابل فسخ تصرف ہیں جن کا فسخ کرنا ممکن و جائز نہیں لقولہ علیہ السلام المدبر لا یباع ولا یوھب ولا یورث وھو حر من الثلث (رواہ الدارقطنی من حدیث ابن عمر) بخلاف ہبہ اجارہ مشتری کے کہ اس کے یہ تصرفات قابل فسخ ہیں اور اس کے فسخ کرنے میں مشتری کا کوئی نقصان بھی نہیں البتہ فسخ نہ کرنے میں بائع کا نقصان ہے۔ لہٰذا اس صورت میں صورت بالا کے برعکس حق بائع کو ترجیح ہوگی، لہٰذا اسے بیع کے فسخ کرنے کا خیار یقیناً حاصل ہوگا تاکہ بائع کا نقصان نہ ہو۔

جواب، اولاً بیع مکرہ میں بائع بائع نہیں اور مشتری مشتری ہی نہیں تو بائع مشتری کے حقوق کیسے متعارض ہوں گے۔

ثانیاً جب بائع کو خیار فسخ ہے اس نے بیع کو فسخ کر دیا تو اب اس بیع میں مشتری کا کوئی حق ہی نہیں رہا تو اس کے حق کی تلافی کی ضرورت ہی کیا ہے اور اگر اس کی تلافی کرنا چاہتا ہے تو کوئی دوسرا عبد خرید کر کے اس کو مدبر بنا دے یا نذر میں دے دے کیا مجبور آدمی کے غلام کو غصب کر کے مدبر بنانا یا نذر میں دینا لازم ہے، باقی رہی حدیث کہ المدبر لا یباع ولا یوھب ولا یورث یہ صحیح نہیں بلکہ موضوع ہے۔ وعلی تقدیر صحۃ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنے غلام کو مدبر بنائے تو اس کو نہ بیچا جا سکتا ہے نہ اس کا ہبہ جائز ہے اور نہ اس کی وراثت چلتی ہے، حدیث کا یہ مطلب تو نہیں اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے غلام کو غصب کر کے مدبر بنا دے تو وہ صحیح معنی میں مدبر ہوگا اور اس پر احکام

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدبیر نافذ ہو جائیں گے، مجبور آدمی کے مال پر کسی دوسرے کا حق ثابت کرنا ظلم کا تعاون ہے، قرآن مجید میں ہے تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ۔ نیز یہ اباحۃ المال بالباطل ہے، قرآن مجید میں ہے: ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم بائع مکرہ کی رضاء کے بغیر زبردستی بیع کا نفاذ اکل اموال الناس بالباطل ہے، علماء احناف کو ایسے مسائل سے توبہ کرنی چاہئیے۔

احناف: اسی حدیث المدبر لا یباع ولا یوھب الخ سے مدبریت کے ناقابل فسخ ہونے کی دلیل پیش کرتے ہیں، اس حدیث کے بارے علامہ ابن حزم محلیٰ احکام البیوع میں فرماتے ہیں ھذا خبر موضوع لان عبد الباقی راوی کل بلیہ وقد ترک حدیثہ اذ ظھر فیہ البلاء ثم سائر من رواہ الی ایوب ظلمات بعضھا فوق بعض کلھم مجھولون وعمر بن عبد الجبار انکان ھو السنجاری فھو ضعیف وانکان غیرہ فھو مجھول۔

مدبریت کے قابل فسخ اور جائز البیع ہونے پر امام بخاری کی دلیل: حدیث جابر ان رجلا من الانصار دبر مملوکا لہ ولم یکن لہ مال غیرہ فبلغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال من یشتریہ منی فاشتراہ نعیم النحام بثمان مائۃ درھم (رواہ البخاری) استدلال۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مالک کے تدبیر والے تصرف کو باطل کر کے اس عبد مدبر کی بیع فرمادی تو اس سے ثابت ہوگیا کہ مدبر کی تدبیر فسخ ہو سکتی ہے نیز اس کی بیع بھی جائز ہے۔

شبہ: عدم فسخ تدبیر کا حکم مدبر مطلق پر ہے یہ مدبر مقید تھا، مدبر مقید کی بیع بالاتفاق جائز ہوتی ہے۔

جواب: کسی صحیح روایت کے قرینہ سے یہ تدبیر مقید ثابت نہیں ہے۔ صحیح اسنادوں والی اس روایت میں اس مدبر کو مدبر مطلق ذکر کیا گیا ہے۔ ولم یکن لہ مال غیرہ۔ یہ جملہ علت بیع بن سکتا ہے، بعض نے کہا کہ اس کو دین میں بیچا گیا تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض روایات میں ہے وہ محتاج ہوگیا تھا بہرکیف بہرصورت مدبر کی تدبیر قابل نسخ ہے اور اس کی بیع بھی جائز ہے مدبر کے نہ بیچنے کی کوئی صحیح حدیث نہیں۔

شبہ: اس بخاری کی حدیث جابر میں مدبر کی خدمت کی بیع کی گئی نہ کہ اصل مدبر کو بیچا گیا، کیونکہ دار قطنی میں ابو جعفر سے یہ الفاظ مروی ہیں قال شهدت الحديث عن جابر انما اذن في بيع خدمته - یا اس طرح کے الفاظ ہیں کہ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم باع خدمة المدبر-

جواب: اولاً یہ روایت مرسل ہے، مرسل روایت حجت نہیں وعلی تقدیر التسلیم یہ حدیث احناف کے خلاف ہے کیونکہ ان کے نزدیک مطلقاً بیع مدبر ناجائز ہے خواہ بیع نفس مدبر ہو خواہ بیع خدمت مدبر ہو۔

باب يمين الرجل لصاحبه انه اخوه اذا خاف عليه القتل

او نحوه وكذلك مكره يخاف فانه يذب عنه الظالم ويقاتل دونه ولا يخذله فان قاتل دون المظلوم فلا قود عليه ولا قصاص وان قيل له لتشربن الخمر او لتاكلن الميتة او لتبيعن عبدك او تقر بدين او تهب هبة او تحل عقدة او لنقتلن اباك او اخاك في الاسلام وما اشبه ذلك وسعه ذلك لقول النبي المسلم اخو المسلم

مسئلہ خلافیہ (۱) کسی شخص کو قسم پر مجبور کیا گیا ہے کہ اگر تو نے حلف نہ اٹھائی تو تیرے مسلمان بھائی کو قتل کر دیا جائے گا، تو امام مالک اور جمہور آئمہ حدیث کہتے کہ اس کی قسم پر کفارہ حنث نہیں اور کوفی کہتے ہیں کہ وہ حانث ہو جائے گا۔ کفارہ حنث اس پر لازم ہوگا، کیونکہ وہ توریہ کر سکتا تھا جب اس نے توریہ چھوڑ دیا تو گویا اس نے قصداً حلف اٹھائی ہے، جمہور کہتے ہیں کہ جب اس کو یمین پر مجبور کیا گیا تو اس کی نیت یمین مفقود تھی تو حانث کیسے ہوگا، انما الاعمال بالنیات۔ اور اگر بغیر حلف اٹھائے اپنے مسلمان بھائی کو بچانے کے لئے ظالم کو قتل کر دیا تو اس پر نہ قصاص ہے اور نہ دیت ہے کیونکہ حدیث میں لا یسلمہ اور دوسری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں ہے انصر اخاک ہے لیکن کوفیوں کے نزدیک اس پر قصاص ہے کہتے ہیں حدیث میں تو اس کی نصرت کا ذکر ہے جو مستحب ہے اسے قتل کی اجازت تو نہیں۔

جواب: اصل میں تو وہ ظالم کو دفع کرنا چاہتا تھا لیکن اس نے ایسی قوت سے دفع کیا کہ وہ مرگیا تو یہ قتل دانستہ نہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کو دفع کرنا چاہا لیکن ان کے مکے سے قبطی مرگیا۔

مسئلہ خلافیہ (۲) کسی مظلوم مسلمان کی جان بچانے کے لئے کس قسم کا جبر اکراہ معتبر مقبول ہے، امام بخاری مطلق اکراہ کا اعتبار کرتے ہیں خواہ جان کی ہلاکت یا عضو کے تلف ہونے کا ہو، خواہ اپنی ذات کے متعلق ہو یا کسی قریبی رشتہ دار یا کسی اجنبی مسلمان کے متعلق ہو، اور خواہ محرمات شرعیہ مثلاً شرب خمر اکل خنزیر پر ہو خواہ مباح معاملات مثلاً بیع ہبہ پر ہو۔ بہرحال ان کے ہاں ہر قسم کا اکراہ مؤثر ہے شرعی محرمات کا ارتکاب جائز ہے اور معاملات غیر لازم ہیں۔

لیکن احناف کے نزدیک شرعی محرمات کے ارتکاب کا اکراہ نفس مکرہ میں معتبر ہے لیکن مکرہ کے قریبی رشتہ کے لئے معتبر نہیں پھر مکرہ کے قریبی رشتہ دار کے بارے میں شرب خمر و عقد بیع کا فرق ہے، شرب خمر میں تو عدم اعتبار اکراہ کی وجہ سے شرب کی اجازت نہیں لیکن عقد بیع میں اعتبار اکراہ کی وجہ سے بیع لازم نہیں ہوگی، پھر عقد بیع میں قریبی بعیدی دونوں کا فرق ہے، قریبی کے حق میں اعتبار اکراہ کی وجہ سے بیع غیر لازم ہوگی۔ لیکن اجنبی کے حق میں عدم اعتبار اکراہ کی بنا پر بیع لازم ہے۔

نواں مقام: وقال بعض الناس لو قيل له لتشربن الخمر او لتاكلن الميتة او لنقتلن ابنك او اباك او ذا رحم محرم لم يسعه لان هذا ليس بمضطر ثم ناقض فقال ان قيل له لنقتلن اباك او ابنك او لتبيعن هذا العبد او تقر بدين او بهبة يلزمه في القياس ولكنا نستحسن ونقول البيع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والھبة و کل عقدة فی ذلك باطل فرقوا بین کل ذی رحم محرم وغیرہ بغیر کتاب وسنة

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں حنفیوں پر تین اعتراض کئے ہیں۔

(۱) عدم اعتبار الاکراہ بشرب الخمر فی صورۃ قتل ذی الرحم یعنی اگر کسی شخص کو یوں کہا جائے یا تو شراب پی یا مردار کھا ورنہ ہم تیرے بیٹے کو یا تیرے والد یا کسی اور قریبی رشتہ دار کو قتل کرتے ہیں تو حنفیوں کے نزدیک باپ بیٹے یا قریبی رشتہ دار کو بچانے کے لئے ان حرام چیزوں کے کھانے پینے کی اجازت نہیں کیونکہ یہ شخص مکرہ نہیں تو حنفیوں نے اس مسئلہ میں احادیث مذکورہ فی الباب کی خلاف ورزی کی ہے رسول اللہ نے فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ خود اس پر ظلم کرتا ہے، اور نہ اس کو ظالموں کے سپرد کرتا ہے، اور جو شخص اپنے بھائی کے کام میں مصروف ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کام کو پورا کرتا ہے، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مسلمان بھائی قریبی یا اجنبی کو دشمنوں کے سپرد نہ کرے بلکہ اس کو ہر صورت میں بچائے جیسے اپنی جان کا بچانا فرض ہے اسی طرح مسلمان بھائی کا بچانا بھی فرض ہے دوسری حدیث میں ہے اپنے مسلمان بھائی قریبی غیر قریبی کی مدد کر ظالم ہو تو اس کو ظلم سے روک اور اگر مظلوم ہے تو اس کو ظلم سے بچا جس طرح سے بھی بچانا پڑے اس حدیث میں مظلوم کی مدد کا حکم ہے الامر للوجوب۔

شبہ: شرعی محرمات کا ارتکاب اضطراری حالت میں ہوتا ہے اضطراری حالت اپنے قتل یا اپنے عضو کے ضائع ہونے کی صورت میں ہوتا ہے کسی دوسرے قریبی یا غیر قریبی کے قتل یا تلف عضو میں اضطراری کیفیت نہیں ہوتی نیز کسی مسلمان کی جان بچانے کے لئے شرعی محرمات کے ارتکاب کا حکم بھی نہیں بلکہ لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق کا حکم ہے۔

جواب: اگر انسان صحیح معنی میں مسلمان ہو تو اس کو اپنی جان کے بچانے کی دوسرے مسلمان کی جان بچانے کی زیادہ فکر ہوتی ہے۔ اسی لئے صحابہ کرام جب زخمی ہوتے ان کی جان بچانے کے لئے جب ان کے پاس پانی لایا جاتا تو وہ نہ بول سکنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حالت میں بھی دوسرے صحابی کی طرف اشارہ کرتے کہ اس کو پانی پلاؤ اسی لئے ان کی شان میں یہ وصف آئی ہے کہ یؤثرون علی انفسھم الخ الغرض سچے مسلمان کو دوسرے مسلمان کی جان کی تلفی کے وقت اضطراری کیفیت اپنی جان کی تلفی سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ جیسے صحیحین میں آتا ہے، المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضا دوسری حدیث میں ہے۔ مثل المؤمنین فی توادھم وتراحمھم وتعاطفھم مثل الجسد اذا اشتکی منہ عضو تداعی لہ سائر الجسد بالسھر والحمی (متفق علیہ)

الغرض ان دلائل سے ثابت ہوگیا کہ مسلمان اجنبی کی جان کی تلفی کے وقت بھی مسلمان پر اضطراری کیفیت طاری ہوجاتی ہے لہذا اضطراری حالت میں محرمات شرعیہ کے استعمال کی اجازت قرآن میں ثابت ہے اور لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق کی روایت وہاں صادق آتی ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی اجازت نہ ہو اضطراری حالت میں شرب خمر اکل میتہ کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے۔

امام بخاری نے دوسرا اعتراض تم ناقض سے کیا ہے ,یعنی حنفیوں کے اقوال میں تناقض ہے اس طرح کہ انہوں نے اولاً قریبی رشتہ دار کے قتل کی دھمکی کو اکراہ ہی نہیں سمجھا اس لئے اس کو قتل سے بچانے کے لئے شرب خمر وغیرہ کی اجازت نہیں دی پھر عقد بیع والے اکراہ میں مثلاً اگر تو نے اپنے اس غلام کو فروخت نہ کیا تو ہم تیرے والد یا بیٹے کو قتل کردیں گے، اکراہ کو معتبر سمجھا دلیل استحسانی یعنی قیاس خفی سے قیاس جلی سے مسئلہ خمر کی طرح مسئلہ بیع میں بھی اکراہ کا غیر معتبر ہونا سمجھ آتا ہے لہذا احناف کے باب الخمر اور باب البیع دونوں میں تناقض ثابت ہوگیا کتاب وسنت کے بغیر قیاسی مسائل اسی طرح متعارض ہوا کرتے ہیں۔

شبہ: باب خمر اور باب بیع میں فرق ہے، ہے اسی لئے شرعی محرمات کے ارتکاب سے قریبی رشتہ دار کو بچانے کے لئے اکراہ غیر معتبر ہے لیکن اپنے مال کو بیچ کر قریبی کے بچانے میں اکراہ معتبر ہے، وجہ فرق شرب خمر وغیرہ قطعی حرام ہے اور عقد بیع مباح ہے نیز عقد بیع میں کامل تراضی ضروری ہوتی ہے جو اکراہ کی حالت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مفقود ہے نیز اموال جانوں کے دقایہ کیلئے ہوتے ہیں۔

جواب: جب اللہ تعالیٰ نے مکرہ کو مضطر قرار دے کر اس کے اکراہ کو معتبر قرار دے دیا تو آپ اپنی رائے سے کہیں اس کو معتبر قرار دینا اور کہیں غیر معتبر قرار دینا مداخلت فی الدین نہیں تو اور کیا ہے عقد بیع کرنا شرب خمر کی طرح حرام ہے شرب خمر اختیاری موجب گناہ ہے اضطراری حالت میں وہ بھی حرام نہیں مجبوری کے وقت جیسے مال جانوں کے بچانے کا سبب ہوتے اسی طرح شرب خمر وغیرہ بھی جانوں کے بچانے کا سبب بن جاتے ہیں۔ یہ فرق صرف ڈوبتے کو تنکے کے سہارے والی بات ہے۔

امام بخاری نے تیسرا اعتراض فرقوا بین کل ذی رحم محرم وغیرہ بغیر کتاب وسنت سے کیا ہے یعنی حنفی کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو بیع یا اقرار یا ہبہ وغیرہ پر مجبور کیا گیا تو اس شخص کو اپنے قریبی رشتہ دار کی جان بچانے کے لئے مکرہ سمجھا جائے گا، اور یہ اکراہ معتبر ہوگا لیکن اجنبی کے لئے یہ اکراہ معتبر نہیں ہوگا، اکراہ بیع ہبہ وغیرہ میں اجنبی اور قریبی رشتہ دار کے درمیان فرق بغیر کتاب وسنت کے صرف رائی قیاس سے کیا گیا ہے۔

شبہ: قریبی بعیدی کا فرق کتاب وسنت سے ثابت ہے مثلاً وراثت اقارب کے لئے ہوتی ہے اجانب کے لئے نہیں اسی طرح نفقہ اقارب ہی کے لئے ہوتا ہے ولایت نکاح بھی اقرب کو ملتی ہے اور آیات قرآنیہ میں قطع رحمی سے منع کیا گیا ہے۔

جواب: بلاشبہ جہاں جہاں اللہ تعالیٰ نے اقارب اجانب کا فرق کیا ہے فرق کرنا فرض ہے لیکن صیانت دم مسلم میں اقارب اجانب کا فرق کتاب و سنت میں ہرگز نہیں بلکہ اس مسئلہ میں اقارب اجانب کا فرق تو کجا اپنی جان اور کسی مسلمان بھائی کی جان میں بھی تفریق نہیں، مثلاً المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضا۔ اور مثل المؤمنین فی توادھم وتراحمھم وتعاطفھم مثل الجسد اذا اشتکی منہ عضو تداعی لہ سائر الجسد بالسھر والحمی (متفق علیہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حدیث ابن عمرؓ المسلم اخو المسلم اور حدیث انس انصر اخاک اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی بیوی کے متعلق فرمایا ھذہ اختی اسی طرح ابراہیم نخعی کا یہ کہنا کہ اگر قسم لینے والا ظالم ہے تو اس میں حلف اٹھانے والے کی نیت معتبر ہو گی؛ یعنی جب دفع ظلم کے لئے توریہ معتبر ہے تو اپنے بھائی مسلمان کی جان بچانے کیلئے اکراہ بھی معتبر ہو گا،

شبہ: ان احادیث میں (۱) اسلامی اخوت کی بنا پر اعانت مسلم سے مراد لسانی وجسمانی اعانت ہے (۲) جب اپنے دینی بھائی کی حمایت بقول شما واجب ہے تو اپنے نسبی وحقیقی کی حمایت اس سے زیادہ واجب ومؤکدہ ہے لہٰذا اس فرق مراتب کی بنا پر قریبی کے حق میں اکراہ بالبیع معتبر اور بعیدی کے حق میں غیر معتبر ہوگا (۳) احادیث بالا اجنبی اجنبیات پر اخ اور اخت کا اطلاق عدم تفریق کی بنا پر نہیں بلکہ بطریق مجاز ہے، (۴) زیادۃ الایثار والاخوۃ فی عدم الاکراہ فی حق الاجنبی الخ۔

جواب: تو کیا (۱) لسانی جسمانی اعانت کا تقاضا یہی ہے کہ اس کے حق میں اکراہ غیر معتبر سمجھ کر اس کی فرضی بیع کو حقیقی سمجھ کر اس کے مال کو باطل طریقے سے کھا جاؤ (۲) دینی بھائی کی حمایت کا تقاضا یہی ہے کہ قریبی بعیدی میں فرق کر کے قریبی کا مال نہ کھاؤ اور بعیدی کے مال کھانے کی بغیر رضامندی کے اجازت دے دو (۳) دینی بھائی یا بہن پر لفظ اخ یا اخت کے اطلاق مجازی کا مطلب یہی ہے کہ قریبی کے حق میں اکراہ معتبر سمجھ کر اس کے مال کو بچالو لیکن بعیدی کے حق میں اکراہ غیر معتبر سمجھ کر اس کے مال کو بغیر رضامندی کے حلال سمجھ لو (۴) اگر زیادہ ایثار اور اخوت اجنبی کے حق میں عدم اعتبار اکراہ کی صورت میں ہے تو اجنبی کے حق میں زیادہ ایثار کیوں کرتے ہو یہی زیادہ ایثار قریبی کے حق میں کرلو تم نے (۲) میں فرمایا ہے کہ اپنے قریبی کے حق میں ایثار وحمایت زیادہ ہونی چاہیئے تو قریبی کے حق میں اکراہ کو غیر معتبر سمجھ کر اس کے مال میں عقد کو لازم کر دو اور بعیدی کے حق میں تھوڑی حمایت وایثار سے اکراہ کو معتبر سمجھ کر اس کے مال میں بیع لازم کر دو، تمہاری تھوڑی مہربانی سے غریب بیچارہ بچ جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر تم نے اس پر زیادہ مہربانی کی تو وہ تباہ ہو جائے گا۔

کتاب الحیل

یہ کتاب امام بخاری نے حنفیوں کی تردید کے لئے لکھی ہے اصل وجہ یہ ہے کہ امام ابویوسف نے کتاب الحیل نامی ایک کتاب لکھی تھی جس میں انہوں نے لوگوں کے چند حیلے لکھے گرچہ مشہور یہی ہے انہوں نے حیلوں کے جواز میں قصد حق کی شرط لگائی تھی لیکن لوگوں میں یہی بات مشہور ہو گئی کہ حنفی حضرات لوگوں کو حق سے ہٹانے کے حیلے سکھاتے ہیں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تفصیل یوں لکھی ہے۔ فان توصل بھا بطریق مباح الی ابطال حق او اثبات باطل فھی حرام او الی اثبات حق او دفع باطل فھی واجبة او مستحبة وان توصل بھا بطریق مباح الی سلامة من وقوع فی مکروہ فھی مستحبة او مباحة او الی ترک مندوب فھی مکروھة (فتح الباری) بعض لوگ حیلوں کو مطلقاً جائز سمجھتے ہیں ان کے دلائل یہ ہیں

(۱) خذ بیدك ضغثا فاضرب به ولا تحنث الخ سورت ص پ ۲۳۔ ایوب علیہ السلام نے اپنی بیوی کی کسی غلطی پر حلف اٹھائی کہ اگر میں تندرست ہو گیا، تو اپنی بیوی کو سو کوڑے ماروں گا لیکن تندرست ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ تخفیف فرما دی کہ سو تنکوں کو اکٹھا کر کے مار دے، تو تیری قسم پوری ہو جائیگی۔
جواب: یہ حیلہ ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی پر سخت حکم میں تخفیف کر دی، یعنی حکم کی سختی کو نرمی سے بدل دیا، حیلہ تو یہ ہے کہ مکلف حقوق اللہ یا حقوق العباد کو پورا کرنے یا اس سے بچنے کی کوئی تدبیر نکالے۔

(۲) دلیل قصہ زانی سقیم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر شادی شدہ کمزور مریض جس کی شفا کی امید نہیں تھی۔ اور حد سو کوڑے تھے کے بارے فرمایا: خذوا اعثکالا فیہ مائة شمراخ فاضربوہ ضربة۔ یعنی سو شاخوں والی کھجور کی بڑی ٹہنی اس کو مار دو،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: یہ بھی حیلہ نہیں بلکہ صاحب شرع نے ایسے کمزور کی جس کی شفا کی امید نہ ہو حد متعین فرمادی کہ ایسے کمزور پر ایسی ہی حد جاری کی جائے حیلہ تو تب ہوتا کہ کسی امیر تندرست کو سو کوڑے سے بچانے کے لئے ایسی سزا تجویز کی جاتی

(۳) دلیل حدیث ابی سعید وابی ھریرۃ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عامل خیبر کو فرمایا بع الجمع بالدراھم ثم ابتع بالدراھم جنیبا (متفق علیہ) یہ ساری ردی کھجور کو درہموں کے ساتھ بیچ دے پھران درہموں سے عمدہ کھجور خرید لے، کیونکہ اگر تو نے عمدہ کھجور کے بدلے ردی کھجور دوہری دی تو یہ ربوا ہو جائے گا لہٰذا اس طریقے سے بچ جا۔

جواب: یہ بھی حیلہ نہیں بلکہ ربوا سے بچنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صحیح بیع کی تعلیم دی، کیونکہ حیلہ کا معنی ما یتوصل بہ الی مقصود بطریق خفی یعنی گہری سوچ و استنباط سے کسی مسئلہ کا حل تلاش کرنا کما قیل۔ اور یہاں تو طریق جلی کے ساتھ آنحضرت نے صحیح طریقہ بیع کی تعلیم دی ہے جو ہمیشہ کے لئے قاعدہ اور قانون کی حیثیت رکھتی ہے۔

(۴) دلیل: قصہ یوسفؑ میں ارشاد باری تعالیٰ فلما جھزھم بجھازھم جعل السقایۃ فی رحل اخیہ پ۱۳۔ یعنی یوسف علیہ السلام نے بھائی کے سامان میں پیالہ رکھ دیا تھا جب مہمان خانہ کے غلام نے اس پیالہ کو گم پایا تو اس نے برادران یوسف کو چور کہہ کر تلاشی لی تو وہ پیالہ بنیامین کے سامان سے نکلا اس حیلہ سے یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی کو اپنے ہاں روک لیا۔

جواب: حقیقت یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام نے وہ پیالہ ہدیۃً بھائی کے سامان میں رکھ دیا تھا، جب مہمان خانہ کے غلاموں نے اس پیالہ کو گم پایا تو انہوں نے شور مچا کر برادران یوسف علیہ السلام کو چور سمجھ کر روک لیا، اتنے تک اس بات کا علم یوسف علیہ السلام کو ہو گیا تو یوسف علیہ السلام نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر بھائی کے سامان سے پیالہ نکال کر اس کو اپنے پاس رکھ لیا قرآن مجید کے الفاظ یہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتا رہے ہیں کذلک کدنا لیوسف ما کان لیأخذ اخاہ فی دین الملک۔
یعنی یوسف علیہ السلام کو ہم نے یہ موقعہ فراہم کر دیا حیلہ نہیں تھا، بلکہ اتفاقی حادثہ تھا۔

(۵) **دلیل**: قصہ حلف بالطلاق ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے یہ حلف اٹھائی ہے کہ اگر میں اپنے بھائی سے کلام کروں تو میری بیوی پر تین طلاقیں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی بیوی کو ایک طلاق دیدے جب اس کی عدت پوری ہو جائے تو اپنے بھائی سے کلام کر کے دوبارہ اس سے عقد کر لے۔

جواب: ایسی روایت علم حدیث کی کتابوں سے ہمیں نہیں ملی، اگر کوئی صاحب علم اس کی نشاندہی کر دے تو صحیح حدیث ہونے کی صورت میں اس کا جواب عرض کیا جائے گا و الا فلا۔

اور بعض لوگ مطلقاً حیلوں کو ناجائز کہتے ہیں ان کے دلائل۔

(۱) **دلیل**، قصہ اصحب السبت ان پر ہفتہ کے دن شکار حرام تھا، انہوں نے یہ حیلہ کیا کہ اپنے مکانوں کے آگے تالاب اور گڑھے کھود لئے، ان کی طرف مچھلیوں کو اکٹھا کر کے لے آتے اور بند کر دیتے پھر اتوار کے دن شکار کر لیتے اسی وجہ سے انہیں مسخ کر دیا گیا فقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین۔

(۲) قصہ حرمت شحوم بنی اسرائیل پر چربی کا کھانا حرام تھا، مگر انہوں نے حیلہ کر کے پگلا کر بیچنا شروع کر دیا فجملوھا وباعوھا واکلوا ثمنہا۔ اسی وجہ سے ان کو عذاب میں مبتلا کر دیا گیا۔

(۳) ممانعت تناجش یعنی کوئی شخص بیع کی بولی میں دوسرے کو دھوکہ دینے کے لئے ثمن میں زیادتی کرتا ہے تاکہ دوسرا آدمی دھوکہ کھا کر اس کو زیادہ رقم میں خرید لے۔

(۴) حلالہ پر لعنت۔ یعنی کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اس کے بعد اس نے کسی شخص سے حلالہ کی غرض نکاح کر دیا، تاکہ وہ عورت پہلے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاوند کے لئے حلال ہو جائے اس فعل پر اللہ تعالےٰ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے کیا جا رہا ہے دونوں پر لعنت فرمائی ہے، معلوم ہوا پہلے خاوند کے لئے حلت کی غرض سے حلالہ کے حیلہ کو رسول اللہ ؐ نے ناپسند فرمایا ہے اور اس غرض کے لئے ہوئے نکاح کو صحابہ تابعین زنا سے تعبیر کرتے ہیں۔

عدم جواز حیلہ پر امام بخاریؒ کے دلائل: (۱) **دلیل** حدیث عمرؓ مرفوعاً یایھا الناس انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی، کیونکہ حیلہ میں نیت فاسد ہوتی ہے لہٰذا حیلہ جائز نہیں۔

شبہ: حیلہ میں خیر و شر کی جو نیت ہو گی اسی کے موافق حکم ہو گا جو حیلہ اثبات حق کے لئے ہو گا وہ جائز اور جو ابطال حق کے لئے ہو گا وہ ناجائز۔

جواب: امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الحیل کے آئندہ ابواب میں جتنے مسائل ذکر کئے ہیں ان میں احناف کے حیل کا بیان کیا ہے وہ سب کے سب یا حقوق اللہ کے ابطال کے متعلق ہیں یا حقوق الناس کے ابطال سے تعلق رکھتے ہیں ان سب میں نیت فاسد ہے نیت خیر ہرگز نہیں آئندہ اوراق میں ان کی توضیح سے معلوم ہو جائے گا۔

شبہ: یہ حدیث فقط عبادات پر محمول ہے لیکن بخاری نے معاملات کو بھی اس میں شامل کر لیا ہے یہ ان کا ذاتی تفقہ ہے، حدیث کا مدلول نہیں۔

جواب: اگر پوری حدیث پر غور کیا جائے تو یہ امام کا تفقہ نہیں بلکہ یہ عموم حدیث کا مدلول ہے، مثلاً حدیث کے یہ جملے ومن کانت ھجرتہ الی دنیا یصیبھا او امرءۃ یتزوجھا الخ دنیا کے حصول کے ذرائع اور عقد نکاح وغیرہ یہ معاملات ہیں عبادات نہیں۔

شبہ: اگر حیلہ میں کسی کی نیت خبث و شرارت کو متضمن ہو گی تو فقط اسی نیت پر مواخذہ ہو گا نہ کہ بطریق مباح کسی فریضہ اسلامیہ (مثلاً زکوٰۃ) کے حیلہ ترک ومنع پر بھی مواخذہ ہو گا۔

جواب: جس حیلے میں خبث و شرارت کی نیت سے زکوٰۃ سے بچنے کی کوشش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جائے کیا یہ جملہ حق اللہ زکوٰۃ کے دفع کے لئے نہیں ہوگا تو احناف کے قاعدہ کے قاعدہ کے مطابق یہ حیلہ بھی ناجائز ہے تو اس پر ایسے مؤاخذہ ہوگا۔

امام بخاری کی دلیل (۲) ، امام بخاری نے کتاب الحیل میں عدم جواز حیلہ کے متعلق اکتیس احادیث بیان کی ہیں تو گویا امام بخاری نے اس کتاب میں اکتیس دلائل عدم جواز حیلہ کے پیش کئے ہیں جن کا جواب احناف کے بس میں ممکن ہی نہیں۔

شبہ ؛ احناف نے جو بعض غلط حیلوں کو معتبر قرار دیا ہے تو ان سے ان کی مراد نفاذ حیلہ ہے، نہ کہ جواز حیلہ بھی۔

مقصد یہ ہے کہ غلط حیلہ ویسے فی حد ذاتہ اور ابتدائی درجہ میں تو ناجائز ہے، مگر بایں ہمہ اگر کسی بیوقوف نے ایسا حیلہ کر لیا تو ثانوی درجہ میں نافذ ضرور ہو جائیگا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے ہاں ہر ایسا حیلہ جائز بھی ہے، جیسا کہ طلاق فی الحیض ویسے تو ممنوع ہے لیکن اگر کسی نے حیض میں طلاق دے دی تو واقع ہو جائیگی اسی طرح صوم یوم فطر ناجائز ہے، لیکن اگر کسی نے نذر مان کر اس دن روزہ رکھ لیا تو نذر پوری ہو جائے گی۔

جواب ؛ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک حیلوں کا جواز نفاذ دونوں ناجائز ہیں اسی بنا پر امام بخاری نے حنفیوں پر اعتراضات کئے ہیں یعنی طلاق فی الحیض جیسے ناجائز اور ممنوع ہے اسی طرح اس کا نفاذ بھی ناجائز ہے اگر کسی نے اس طرح طلاق دی تو وہ طلاق شمار ہی نہیں ہوگی۔ محلی ابن حزم احکام الطلاق میں عبداللہ بن عمرؓ سے صحیح سند کے ساتھ مروی حدیث یوں ہے، عن ابن عمر انہ قال فی الرجل یطلق امرأتہ وھی حائض قال ابن عمر لا یعتد لذلک اسی طرح صوم یوم فطر میں اگر کسی نے نذر مان کر روزہ رکھا تو وہ روزہ، روزہ ہی نہیں شمار ہوگا، کیونکہ نذر معصیت کی وفا لازم ہی نہیں۔

باب فی الصلوٰۃ ؛ اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے حنفیوں کے مسئلہ بناء علی الصلوۃ پر اعتراض کیا ہے۔ حنفیوں کے نزدیک اگر دوران نماز کسی نمازی کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضو ٹوٹ جائے تو اس کے لیئے جائز ہے کہ وہ جاکر وضو کر کے واپس آکر نماز کے سابقہ افعال پر بناء کرے امام بخاری فرماتے ہیں کہ حنفیوں کا یہ مسئلہ حدیث مرفوع صحیح لا یقبل اللہ صلوۃ احدکم اذا احدث حتی یتوضاء کے خلاف ہے، کیونکہ حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ جب انسان بیوضوء ہوجاتا ہے تو اس کی پڑھی ہوئی نماز بھی قبول نہیں جتی کہ وضوء کرے اور وضو کر کے اس پوری نماز کو مکمل کرے۔

شبہ: یعنی بناء علی الصلوۃ میں مخالفت حدیث تب لازم آتی کہ نقض وضو کے بعد اسی حالت حدث میں اجزاء صلوۃ کی اجازت دے دی جائے حالانکہ مسئلہ یہ ہے کہ بعد الحدث وضو کر کے بحالت وضو نماز مذکور کی تکمیل کرے تو اس میں حدیث کی مخالفت نہیں۔

جواب: جو حدث ابتداء صلوۃ سے روک دیتی ہے، وہ حدث بناء علی الصلوٰۃ سے بھی روکتی ہے، نیز احناف کے قاعدہ کے مطابق جانا آنا وضو کرنا عمل کثیر سے نماز باطل ہوجاتی ہے، نیز نص کے ساتھ ثابت ہے کہ نماز ساری ایک ہی مرتبہ ملا کر پڑھی جائے۔

شبہ: بناء علی الصلوٰۃ کا ثبوت حدیث عائشہؓ سے مرفوعاً ثابت ہے من اصابہ قئی او رعاف اوقلس اومذی فلینصرف فلیتوضاء ثم لیبن علی صلوتہ وھی فی ذلک لا یتکلم۔

جواب: یہ حدیث ضعیف ہے اسماعیل بن عیاش کی روایت حجازیوں سے غیر معتبر ہے، دوسرے طریق میں عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم ہے وہ غایت سقوط میں ہے اس مضمون میں جتنے اثر ہیں وہ بھی ساقط عن الاعتبار ہیں حدیث ضعیف کثرۃ طرق سے حسن لغیرہ تب بن سکتی ہے جب ان میں کوئی اسناد صحیح ہو ورنہ نہیں۔ اس حدیث سے سنداً اچھی حدیث اس کے خلاف مروی ہے، عن طلق بن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فسا احدکم فی الصلوۃ فلیتوضاء ولیعد الصلاۃ رواہ ابوداؤد والترمذی وقال الترمذی حدیث حسن واعلہ ابن القطان بان مسلم بن سلام مجھول الحال والحق انہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثقة ذکرہ ابن حبان فی الثقات وصحح احمد حدیثہ (محلی ابن حزم مع الحاشیۃ)

اس باب میں حیلہ صحت صلوۃ مع وجود الحدث کی صورت بھی بن سکتی ہے۔ مثلاً ایک شخص نے یوں کہا اذا سلمت من فریضۃ ظہر الیوم فامراتی طالق پھر اس کا ارادہ عدم طلاق کا ہو گیا تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ وہ اپنی نماز ظہر سے لفظ سلام کے ذریعے فارغ نہ ہو بلکہ حدث وغیرہ کے ذریعہ عمداً فارغ ہو جائے تاکہ لفظ سلام نہ کہنے کی وجہ سے اس کی عورت پر طلاق نہیں ہو گی۔ اس پر امام بخاری یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب وہ شخص نماز میں بے وضو ہو گیا تو اب اس کی یہ نماز بالکل جائز نہیں، کیونکہ حدیث صحیح میں ہے لا یقبل اللہ صلوۃ احدکم اذا احدث الخ تو پھر عدم جواز صلوۃ کے باوجود یہ حیلہ حدث فی الصلوۃ کیسے جائز ہو گا۔

شبہ: قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد احداث اثنا صلوۃ میں شمار نہیں کیا جاتا لہذا اس حدیث سے احناف پر الزام مخالفت حدیث قائم نہیں ہو سکتا۔

جواب: اگر تشہد کے بعد نماز پوری ہو چکی ہے تو لفظ سلام نماز سے خارج ہو گا یعنی جیسے احداث تشہد کے بعد خارج از صلوۃ ہے اسی طرح تشہد کے بعد سلام بھی خارج صلوۃ ہو گا حالانکہ حدیث (تحلیلھا التسلیم) سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز لفظ سلام سے پوری ہوتی ہے۔

شبہ دوم: حدیث مرفوع سے ثابت ہے کہ تشہد سے نماز پوری ہو جاتی ہے، سلام فرض نہیں حدیث مرفوع یہ ہے۔ اذا قلت ھذا او قضیت ھذا فقد قضیت صلوتک ان شئت ان تقوم فقم وان شئت ان تقعد فاقعد (ابوداؤد)

جواب: اول تو یہ لفظ اذا قلت ھذا فقد قضیت صلوتک ان شئت ان تقوم فقم الخ مدرج فی الحدیث ہیں باتفاق علماء حدیث قال الدارقطنی فادرجہ بعضھم عن زھیر فی الحدیث ووصلہ بکلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفصلہ شبابۃ عن زھیر وجعلہ من کلام عبداللہ بن مسعود۔ علامہ ابن حزم کہتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اس زیادتی کو صرف قاسم بن مخیمرہ بیان کرتا ہے اس حدیث کو علقمہ سے ابراہیم نخعی نے بیان کیا تو اس نے اس زیادتی کو ذکر نہیں کیا ابراہیم نخعی قاسم سے زیادہ ضابطہ ہے۔ (محلی بن حزم مسئلہ حکم السلام فی الصلوٰۃ) نیز اسی مسئلہ میں ابن حزم عبداللہ بن مسعود سے صحیح سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں (حد الصلوٰۃ التکبیر وانقضاءھا التسلیم)

دسواں مقام باب فی الزکوٰۃ وان لا یفرق بین مجتمع ولا یجمع بین متفرق خشیۃ الصدقۃ الخ۔ وقال بعض الناس فی عشرین ومائۃ بعیر حقتان فان اھلکھا متعمدا او وھبھا او احتال فیھا فرارا من الزکوٰۃ فلا شئی علیہ۔ یہاں بھی بعض الناس سے مراد احناف ہیں ان کے نزدیک حیلہ اسقاط زکوٰۃ قبل حولان الحول جائز ہے، جبکہ عدم سقوط زکوٰۃ بالحیلہ پر کئی حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ مثلاً (۱) "حدیث لا یجمع بین متفرق ولا یفرق بین مجتمع خشیۃ الصدقۃ"، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں دو حیلوں کی نفی کی ہے (۱) حیلہ یہ ہے کہ دو شریکوں کے درمیان اسی بکریاں مشترک ہیں ہر ایک کی چالیس چالیس بکریاں بنتی ہیں ہر ایک پر ایک ایک بکری لازم ہے اگر دونوں زکوٰۃ میں کمی کرنے کے لئے یہ حیلہ کریں کہ دونوں بکریوں کو ایک کی ملک ظاہر کرکے ایک نصاب بناکر صرف ایک بکری دیں ایسا کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا، اس طرح دوسرا حیلہ اسقاط زکوٰۃ کا یوں کرنے سے بھی منع فرمایا کہ ایک شخص کی چالیس بکریاں ہیں وہ ان کو دو مختلف چراگاہوں میں تقسیم کرکے بیس بیس بکریاں بنا دے تاکہ نصاب پورا نہ ہو سکے اور اس میں زکوٰۃ لازم نہ ہو

(۲) **دلیل**، حدیث طلحہ بن عبیداللہ میں قول اعرابی والذی اکرمک لا اتطوع شیئا ولا انقص مما فرض اللہ علی شیئا فقال رسول اللہ افلح ان صدق او دخل الجنۃ (بخاری)، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض سے حیلہ سازی کے ذریعے بچنے کی کوشش اللہ تعالیٰ سے بغاوت ہے،

WWW.KitaboSunnat

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شبہ: فرض اللہ کے صیغہ ماضی سے معلوم ہوتا ہے کہ جو زکوٰۃ فرض ہو چکی ہے اس میں کمی نہیں کروں گا، حولان حول سے قبل زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی لہٰذا اس میں حیلہ کی ممانعت نہیں۔

جواب: جب حولان حول قریب ہوگا، زکوٰۃ واجب ہونے والی ہوگی یا واجب ہو چکی ہوگی، لیکن مصدق آنے سے پہلے حیلہ کر کے زکوٰۃ کی ادائیگی سے بچنا ایسے ہے جیسے رمضان کا چاند نظر آنے سے پہلے سفر کا آغاز کرنا روزہ سے بچنے کے لئے ایسا حیلہ ناجائز موجب گناہ ہے انما الاعمال بالنیات۔

امام بخاری نے دو حدیثوں کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک سو بیس اونٹوں میں دو حقے واجب ہیں لیکن اگر اس نے ان کو دانستہ طور پر ہلاک کر دیا یا ان میں سے کئی اونٹ ہبہ کر دیئے یا ان میں کوئی حیلہ کر کے زکوٰۃ سے بچ گیا ہے تو اس پر کوئی شئی لازم نہیں۔ حالانکہ پہلی حدیث میں زکوٰۃ سے بچنے کے لئے دو حیلوں کی صراحۃً نفی کر دی گئی ہے، دوسری حدیث میں زکوٰۃ کے اندر کسی قسم کی کمی نہ کرنے کی تاکید ہے جو حیلہ کر کے کمی کرے گا فلاح نہیں پائے گا۔

(۳) **دلیل:** حدیث ابی ہریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون کنز احدکم شجاعاً اقرع یفر منه صاحبه فیطلبه ویقول انا کنزک الخ اس وعید سے معلوم ہوتا ہے کہ حیلوں کے ذریعے زکوٰۃ نہ دینے والے مانعین زکوٰۃ کی فہرست میں شمار ہو سکتے ہے، اور ان حیلوں کو جائز کہنے والوں سے بھی وہی سلوک ممکن ہے جو مانعین سے ہوگا۔

شبہ: حدیث ابی ہریرہ میں وعید وجوب زکوٰۃ کے بعد ہے حالانکہ حولان حول سے قبل سرے سے وجوب زکوٰۃ ہی نہیں تو پھر وعید کے کیا معنی ہیں۔

جواب: انما الاعمال بالنیات کی حدیث کی رو سے جب اس نے مال اسی لئے تلف کیا ہے کہ اس میں سے زکوٰۃ نہ دینی پڑے فالوعید متوجه الیه حتماً۔ پس وہ گنہگار ہے اور اس کا یہ کام عمداً حرام ہے۔

(۴) **دلیل:** اذا ما رب النعم لم یعط حقها تسلط علیه یوم القیامة فتخبط

www.KitaboSunnat.com

و جهه باخفا تها یعنی اس حدیث میں بھی زکوۃ نہ دینے والوں پر وعید مذکور ہے جس سے حیلہ اسقاط زکوۃ کا عدم جواز معلوم ہوتا ہے۔

گیارہواں مقام، وقال بعض الناس فی رجل له ابل وخاف ان تجب علیه الصدقة فباعها بابل مثلها او بغنم او ببقر او بدراهم فراراً من الصدقة بیوم احتیالاً فلا شیٔ علیه وهو یقول ان زکی ابله قبل ان یحول الحول بیوم او بسنة جازت عنه۔ اس قال بعض الناس سے امام بخاری حنفیوں پر دو اعتراض کرتے ہیں

(۱) **اعتراض حیلہ** اسقاط زکوۃ یعنی ایک آدمی کے پاس اونٹوں کی زکوۃ کا نصاب ہے لیکن اس نے ایک دن پہلے ان اونٹوں کو دوسرے اونٹوں کے بدلے یا گائے بھینسوں کے بدلے یا بکریوں بھیڑوں کے بدلے یا نقدی کے بدلے بیچ دیا تاکہ اس پر زکوۃ لازم نہ ہو تو اس پر کوئی چیز لازم نہیں۔

(۲) **اعتراض ثانی** تناقض بین الاقوال یعنی ایک طرف تو ان کا قول ہے کہ اگر کسی شخص نے اونٹوں کو سال گذرنے سے ایک دن پہلے بھی فروخت کر دیا تو اس پر زکوۃ لازم نہیں لیکن دوسری طرف کہتے ہیں کہ اگر اختتام سال سے پہلے زکوۃ ادا کر دے تو زکوۃ ادا ہو جاتی ہے، سال گزرنے سے پہلے زکوۃ کے جواز کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوۃ میں حولان حول ضروری نہیں پھر حولان حول سے ایک دن پہلے حیلہ اسقاط زکوۃ کے جواز سے معلوم ہوتا ہے کہ حولان حول ضروری ہے، وهو التناقض۔

احناف پہلے اعتراض کے دو جواب دیتے ہیں:۔

۱: یہاں دو چیزیں ہیں ایک حیلہ کا عدم جواز دوسرا حیلہ کا نفاذ یعنی اگر کوئی بیوقوف شخص اپنی حماقت کی وجہ سے غلط حیلہ مثلاً حیلہ اسقاط زکوۃ کا ارتکاب کرتا ہے تو شریعت میں وہ نافذ ہو جائے گا۔ اس کے ذمہ سے زکوۃ ساقط ہو جائے گی، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے نزدیک ہر ایسا حیلہ جائز بھی ہے۔

۲، جواب: سال گزرنے سے پہلے ہر شخص کو اپنے مال میں تصرف کرنے کا پورا حق ہے لہٰذا قبل الحول نصاب کو ضائع کرنے والے حیلہ میں اجتناب عن الزکوۃ ہے اسقاط

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زکوٰۃ نہیں کیونکہ زکوٰۃ تو اس پر سال پورا ہونے کے بعد واجب ہو گی لہٰذا اس حیلہ میں اس پر کوئی الزام نہیں۔

جواب: دونوں جواب آپس میں متعارض ہیں پہلے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ احناف کے نزدیک حیلہ اسقاط زکوٰۃ قبل الحول ناجائز ہے کرنے والا گنہگار رہے اور دوسرے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ حیلہ اسقاط زکوٰۃ قبل الحول جائز ہے اس کو کرنے والا گنہگار ہی نہیں کیونکہ پہلے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم حیلہ اسقاط زکوٰۃ کے جواز کے قائل نہیں بلکہ اس کے نفاذ کے قائل ہیں اور دوسرے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ حیلہ کرنے والے پر کوئی الزام نہیں جب دونوں جواب متعارض ہو گئے تو دونوں ساقط ہو گئے اذا تعارضا تساقطا۔

دوسرے اعتراض کے جواب احناف کی طرف سے یہ دیئے جاتے ہیں۔

(۱) تعجیل زکوٰۃ قبل حولان الحول نفس وجوب کی وجہ سے ہے جو محض ملکیت نصاب سے ہی شروع ہو جاتا ہے کیونکہ مطلق وجوب کا سبب نفس مال ہے جو ثابت ہو چکا ہے، لیکن وجوب ادا حولان حول کے بعد ہوتا ہے اسی لئے قبل الحول اتلاف مال کی صورت میں اختتام سال پر ادائیگی زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ قبل الحول وجوب ادا کا سبب ثابت نہیں۔

جواب: یہی دلیل تقاضا کرتی ہے کہ قبل حولان حول بھی حیلہ اسقاط زکوٰۃ ناجائز ہے کیونکہ ملکیت نصاب سے ہی جب سبب وجوب زکوٰۃ پایا جاتا ہے، جس سے تعجیل ادا زکوٰۃ جائز ہے تو سبب وجوب زکوٰۃ کے ہوتے ہوئے حیلہ اسقاط زکوٰۃ مالک سے بغاوت کے مترادف ہے۔

(۲) **دلیل احناف:** قیاس علی تعجیل دین المؤجل یعنی درحقیقت اداء زکوٰۃ تو حولان حول کے بعد واجب ہوتی ہے لیکن اگر تعجیلا سال گزرنے سے پہلے ادا کر دے تو وہ اس شخص کی طرح ہو جائے گا جس نے دین مؤجل کو میعاد معین سے پہلے ادا کر دیا۔

جواب: یہ قیاس صحیح نہیں ہے، کیونکہ دین کی ادا فی الحال واجب ہے لیکن زکوٰۃ کی ادا قبل حولان الحول واجب نہیں، پس غیر واجب کا قیاس واجب پر قیاس مع الفارق ہے، نیز قرضہ لینے والا اگر قرضہ معاف کر دے تو معاف ہو جائے گا، لیکن زکوٰۃ لینے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے اگر زکوٰۃ معاف کر دیں تو زکوٰۃ معاف نہیں ہو گی۔

عدم جواز حیلہ اسقاط زکوٰۃ کی پانچویں دلیل جو امام بخاری نے پیش کی۔

دلیل ۵: حدیث عبداللہ بن عباس نے کہا کہ سعد بن عبادہ انصاری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتوی حاصل کیا۔ فی نذر کان علی امہ توفیت قبل ان تقضیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقضہ عنہا وجہ استدلال: یہ ہے کہ جو چیز مکلف پر واجب ہے وہ بغیر ادا کے ساقط نہیں ہوتی خواہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے واجب ہو جیسے زکوٰۃ خواہ بندہ نے اپنی طرف سے آپ پر واجب کی ہو جیسے نذر۔

شبہ: زکوٰۃ ایک فعل ہے جس میں وجوب علی الذمہ ہے نہ علی المال لہذا جب حولان حول کے بعد وہ فوت ہو گیا، اور اس نے اس کام کے لئے اپنا کوئی نائب مقرر نہیں کیا جو اس کی طرف سے اس فعل کو ادا کرے تو اس کا یہ ذمہ اور فعل ختم ہو جائیں گے ہاں اگر کوئی شخص بطریق احسان اس کی طرف سے زکوٰۃ ادا کر دے تو امید ہے کہ ادا ہو جائیگی

جواب: جس شخص نے اپنا واجب ادا نہیں کیا تو اس کا ذمہ اس سے کیسے فارغ ہو جائے گا اور اگر اس کا ذمہ فارغ ہو گیا ہے تو پھر آخرت میں اس پر مؤاخذہ نہیں ہونا چاہیئے جب آخرت میں اس پر مؤاخذہ ہو گا۔ تو اس کا ذمہ اس واجب سے فارغ نہیں ہوا جب اس کا ذمہ اس واجب سے فارغ نہیں ہوا، تو وہ واجب اس کے ذمہ باقی ہے اس کے مال سے اس کی ادائیگی لازم ہے، مال کو ہلاک کرنے کے حیلہ سے ذمہ کا فراغ شرعاً باطل ہے۔

شبہ: نذر پر زکوٰۃ کا قیاس مع الفارق ہے کیونکہ نذر تو ایک ہی معین شخص پر فقط حق خداوندی ہے، لیکن زکوٰۃ میں حق خداوندی اور حق فقراء دونوں ہی جمع ہیں تو دونوں میں وجہ جامع کیا چیز ہے۔

جواب: یہ بات نہایت عجیب ہے کہ احناف تعجیل زکوٰۃ قبل حولان الحول میں زکوٰۃ کو دین پر قیاس کرتے ہیں حالانکہ زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور دین بندے کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق ہے پس اگر دین اور زکوٰۃ میں وجہ جامع عدم فراغ الذمہ قبل الاداء ہے تو یہی وجہ جامع نذر اور زکوٰۃ میں بھی موجود ہے۔ نیز جب بندہ نے نذر اپنے اوپر لازم کر لی تو پھر یہ نذر بھی حق اللہ ہو گئی تو پھر جیسے زکوٰۃ حق اللہ ہے نذر بھی حق اللہ ہو گئی، تو دونوں میں وجہ جامع پائی گئی۔ فتح الباری جلد ۱۲ صفحہ ۳۴۱ میں ہے کہ امام شافعی کا مناظرہ امام محمد سے ہوا اس مسئلہ میں کہ ایک عورت اپنے خاوند کو ناپسند کرتی ہے اس کو اپنے قریب نہیں آنے دیتی اس نے اپنے خاوند کے بیٹے سے زنا کیا تو وہ عورت اپنے خاوند پر حرام ہو جائے گی، کیونکہ احناف کے نزدیک زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے، اس پر امام شافعی نے امام محمد کو کہا کہ زنا حلال کو حرام نہیں کرتا، کیونکہ یہ اس کی ضد ہے اور کسی شئی کا قیاس اپنی ضد پر صحیح نہیں تو امام محمد نے کہا دونوں میں وجہ جامع جماع ہے جماع حلال بھی ہوتا ہے اور حرام بھی امام شافعی نے کہا دونوں میں فرق ہے حلال جماع میں عورت کی تعریف ہوتی ہے اور وہ عورت محصنہ ہو جاتی ہے حرام جماع میں عورت کی مذمت ہوتی ہے اور اس پر حد لازم آتی ہے، نیز امام شافعی نے کہا کہ اگر حلال حرام جماع ایک جیسا ہے تو پھر کیا مطلقہ ثلاث جب زنا کرے گی، تو پھر پہلے خاوند کے لئے حلال ہو جائے گی، نیز جس شخص کے پاس چار بیویاں ہوں اس نے پانچویں عورت کے ساتھ زنا کیا تو کیا پہلی چار میں سے ایک عورت اس پر حرام ہو جائے گی۔ الی آخرہ۔

بارھواں مقام، وقال بعض الناس اذا بلغت الابل عشرین ففیھا اربع شیاہ فان وھبھا قبل الحول او باعھا فرارًا او احتیالاً لاسقاط الزکوۃ فلا شئی علیہ وکذلک ان اتلفھا فمات فلا شئی فی مالہ۔ اس بعض الناس سے مراد بھی امام ابو حنیفہ ہی ہیں اس میں بھی حیلہ اسقاط زکوٰۃ کی ایک تیسری صورت مذکور ہے پہلی صورت میں ایک سو بیس اونٹوں کا ذکر تھا جن میں دو حقے لازم تھے لیکن اس نے ان اونٹوں کو عمدًا ہلاک کر دیا یا ہبہ کر دیا یا کوئی حیلہ کر لیا، اسقاط زکوۃ کا تو اس پر کوئی چیز لازم نہیں دوسری صورت میں مطلق ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونٹوں کا ذکر ہے جن کے نصاب سے اسے زکوٰۃ دینے کا خطرہ لاحق تھا لیکن اس نے دوسرے اونٹوں یا گایوں، بکریوں یا نقدی سے ان کو بیچ دیا ایک دن پہلے تو اس پر زکوٰۃ نہیں اس دوسری صورت میں حنفیوں کے اقوال کے تضاد کا بھی بیان ہے تیسری صورت میں صرف بیس اونٹوں کا ذکر ہے جن میں چار بکریاں دینی پڑتی تھی لیکن اس نے زکوٰۃ سے بچنے کے لئے ان کو ہبہ کر دیا، یا بیچ دیا، یا تلف کر دیا اور مر گیا، تو اس کے مال میں کوئی شئی لازم نہیں، اور ظاہر ہے کہ اس میں فریضہ اسلامیہ کا اسقاط ہے لہٰذا یہ تینوں صورتیں شرعًا ناجائز ہیں

باب الحیلة فی النکاح (یعنی نکاح شغار اور متعہ میں) اس باب میں امام بخاری نے پہلے حدیث عبداللہ بن عمر کو بیان کیا، ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن الشغار کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار کو منع کیا، پھر نافع کے شاگرد نافع سے پوچھتے ہیں ما الشغار، شغار کیا چیز ہے تو اس نے کہا ینکح ابنة الرجل وینکحه ابنته بغیر صداق۔

تیرھواں مقام: وقال بعض الناس ان احتال حتی تزوج علی الشغار فهو جائز والشرط باطل وقال فی المتعة النکاح فاسد والشرط باطل وقال بعضهم المتعة والشغار جائزان والشرط باطل۔ اس بعض الناس سے بھی مراد امام ابو حنیفہ اور ان کے موافقین ہیں نکاح شغار کی حرمت پر امام بخاری نے حدیث ابن عمر کو پیش فرمایا، ایک دوسری حدیث مرفوع میں ہے لاشغار فی الاسلام پہلی حدیث میں نہی منہی عنہ کے بطلان کا تقاضا کرتی ہے، اور نکاح عقد باطل مفید للملک نہیں دوسری حدیث میں نفی رفع وجود فی الشرع کا نام ہے یعنی اسلام میں شغار کا وجود ہی نہیں جو شخص وٹہ سٹہ کی شادی کرے گا وہ نکاح سرے سے نکاح ہی نہیں ہوگا، لیکن احناف کے ہاں اگر کسی نے وٹہ سٹہ کی شادی کر لی تو نفس نکاح جائز ہو جائے گا، لیکن شرط عدم مہر باطل ہو کر مہر مثل واجب ہوگا۔

احناف کے پاس نکاح شغار کے جواز پر سوائے عقلی دلیل کے کوئی دلیل نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلیل عقلی یہ ہے کہ یہ نکاح اہل سے محل میں ہوا ہے، ممانعت کی وجہ عدم مہر تھی ہم نے مہر مثل واجب کر دی ہے لہٰذا عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں لہٰذا یہ نکاح اس نکاح کی مثل ہے جس میں تسمیہ مہر فاسد ہو یعنی کسی ایسی چیز کو مہر بنایا گیا ہو جو مہر بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی، مثلاً شراب یا خنزیر کو مہر بنانا۔

جواب: تسمیہ مہر فاسد والا نکاح بھی باطل ہے کیونکہ فرض کیا گیا ہے کہ اس عقد کی صحت اسی مہر کے ساتھ متعلق ہے، اور وہ مہر باطل ہے تو جس کی صحت باطل کی صحت پر موقوف ہے، وہ خود باطل ہے نیز اس عقد کے ابطال کی وجہ عدم مہر نہیں بلکہ یہ شرط ہے کہ اگر تو نے مجھے اپنی بیٹی دی تو میں تجھے اپنی بیٹی دونگا کیونکہ ابو داؤد میں یہ حدیث موجود ہے کہ عباس بن عبداللہ بن عباس نے اپنی بیٹی کا نکاح عبدالرحمٰن بن حکم سے کر دیا اور عبدالرحمٰن نے اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دیا دونوں نے الگ الگ حق مہر بھی مقرر کئے تو حضرت امیر معاویہؓ نے مروان کی طرف لکھا کہ ان دونوں کے درمیان تفریق کرا دی جائے اور رقعہ میں لکھا یہی وہ شغار ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شغار کی نہی عدم صداق کی وجہ سے نہیں بلکہ شرط باطل کی وجہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل شرط لیس فی کتاب اللّٰہ فھو باطل نیز نکاح شغار جاہلیت کے شعار سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعار جاہلیت کے باقی رکھنے سے منع فرمایا ہے، اب جو شخص اس نکاح کو جائز کہتا ہے وہ شعار جاہلیت کے ابقاء کو جائز سمجھتا ہے حالانکہ یہ چیز باطل ہے تو نکاح شغار بھی باطل ہے۔

امام بخاری کا دوسرا اعتراض، تناقض بین قولی الاحناف فی الشغار والمتعہ، یعنی جس طرح شغار منہی عنہ ہے اس طرح متعہ بھی منہی عنہ ہے لہٰذا دونوں کا حکم ایک ہونا چاہیئے، لیکن احناف دونوں میں فرق کرتے ہیں کہتے ہیں شغار تو جائز ہے لیکن اس کی شرط باطل ہے، اور متعہ خود بھی فاسد ہے اور اس کی شرط باطل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شبہ: نکاح شغار اور متعہ میں فرق ہے کہ نکاح شغار میں لفظ نکاح ہوتا ہے نیز وہ دائمی ہوتا ہے لہٰذا وہ فی حد ذاتہ جائز ہے اس میں فساد صرف وصفی شرط کی وجہ سے ہے جب شرط فاسد والا وصفی فساد ختم ہوگیا۔ تو نکاح جائز ہو جائے گا، بخلاف متعہ کے کہ اس میں لفظ نکاح نہیں ہوتا نیز وہ وقت معین کیلئے ہوتا ہے، نیز اس کی حرمت اور منسوخیت سے یہ نکاح اپنی ذات کے اعتبار سے حرام و ممنوع ہوگیا۔

جواب: نکاح شغار بھی منہی عنہ اور متعہ بھی منہی عنہ نہی کا تقاضا یہ ہے کہ منہی عنہ باطل اور فاسد ہو کیونکہ عقد شرعی کا جواز شرع سے ہوتا ہے جب شرع نے اس سے روک دیا تو وہ مشروع نہ رہا، نیز دونوں میں فساد صوری ہے شغار میں صورت شرط کی وجہ سے اور متعہ میں مدت معین کی وجہ سے لہٰذا دونوں کا حکم ایک ہونا چاہیئے قرآن مجید میں نکاح صحیح دائمی پر لفظ استمتاع بولا گیا ہے فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن الخ لہٰذا لفظ تمتع یا استمتاع سے نکاح موقت اور متعہ میں فرق کرنا غلط ہے۔

امام بخاری کا تیسرا اعتراض: احناف کا آپس میں اختلاف ہے یعنی بعض کہتے ہیں متعہ کے بارے کہ نکاح متعہ فاسد ہے اور شرط باطل ہے لیکن بعض حنفی کہتے ہیں متعہ شغار دونوں جائز ہیں، مگر ان دونوں میں شرط باطل ہے۔

شبہ: احناف کہتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی بھی متعہ کے جواز کا قائل نہیں ہاں امام زفر جو امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں وہ نکاح موقت کے قائل ہیں وہ قیاسا علی الشغار شرط توقیت و اشتراط مدت کو لغو اور باطل ٹھہرا کر نکاح علی الدوام کو صحیح کہتے ہیں

جواب: جب متعہ اور نکاح موقت ایک چیز ہیں فرق صرف لفظوں کا ہے عقود میں اعتبار معانی کا ہوتا ہے، الفاظ کا نہیں تو امام بخاری کا اعتراض صحیح ہے کہ کئی احناف نکاح موقت کو فاسد قرار دیتے اور شرط کو باطل قرار دیتے ہیں اب یہ کہنا کہ امام بخاری کو نقل مذہب میں مغالطہ ہوا ہے غلط ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب حیلہ فی النکاح کی دوسری حدیث جو امام بخاری لائے ہیں اس طرح ہے۔ ان علیا رضی اللہ عنہ قیل لہ ان ابن عباسؓ لایری بمتعۃ النساء بأسا فقال ان رسول اللہ نہی عنہا یوم خیبر وعن لحوم الحمر الانسیۃ۔ وقال بعض الناس ان احتال حتی تمتع فالنکاح فاسد وقال بعضھم النکاح جائز والشرط باطل

متعہ کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی عورت سے مال معین پر مقرر میعاد کیلئے تمتع کے لحاظ سے نکاح کرے، یہ نکاح زمانہ جاہلیت میں مروج تھا، ۷ھ تک اس کی اجازت رہی پھر غزوہ خیبر کے موقعہ پر اس کی حرمت کا اعلان کیا گیا، پھر ۸ھ فتح مکہ کے سال جس کو عام اوطاس بھی کہتے ہیں، صرف تین دن کے لئے دوبارہ اس کی رخصت دی گئی پھر تین روز کے بعد ہمیشہ کے لئے اس کو حرام قرار دیدیا گیا۔

یہاں امام بخاری نے بعض احناف پر نکاح متعہ کے متعلق دو اعتراض کئے ہیں

اعتراض اول، کہ نکاح متعہ اہل سے محل میں واقع ہوا ہے لہٰذا اصل کے اعتبار سے یہ نکاح مذہبے صحیح ہے اس میں وصفی فساد ہے جو مدت معین کے لئے کرنے سے پیدا ہوا ہے لہٰذا نکاح متعہ کی تصحیح میں الغاء شرط سے وصفی فساد کو ختم کرنے سے نکاح صحیح ہو جائے گا، جیسے نکاح شغار میں کیا جاتا ہے، لہٰذا یہ کہنا کہ یہ نکاح جمیع احناف کے نزدیک باطل ہے فاسد نہیں غلط ہے، احناف کے اصول کے مطابق اس نکاح میں بطلان کی کوئی وجہ ہی نہیں اگر شارع کی نہی سے بطلان ہے تو پھر نکاح شغار میں بھی بطلان کا قول کرنا پڑیگا۔

اعتراض دوم، کہ بعض احناف کے ہاں تو یہ منہی عنہ نکاح جائز ہے جیسا کہ امام زفر کا قول ہے باقی یہ کہنا کہ نکاح موقت اور متعہ میں بڑا فرق ہے بالکل غلط ہے کیونکہ نکاح موقت میں میعاد معین ہوتی ہے، اور نکاح متعہ میں بھی وہی تعیین اجل ہی وجہ فساد ہے تو دونوں میں کونسا فرق ہے اگر کہا جائے کہ نکاح موقت لفظ نکاح سے کیا جاتا ہے اور نکاح متعہ لفظ تمتع یا استمتاع سے ہے نیز نکاح موقت میں شاہدین اور متعلقات نکاح اعلان نفقہ سکنی وغیرہ ہوتے ہیں اور نکاح متعہ میں یہ چیزیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوتی یہ بھی غلط ہے بلکہ نکاح متعہ میں بھی یہ سب چیزیں ہوتی ہیں کئی روافض سے استفسار کیا گیا تو انہوں نے بھی صرف یہی کہا کہ اصل نکاح اور نکاح متعہ میں فرق صرف تعیین اجل ہی سے ہے۔

باب اذا غصب جارية فزعم انها ماتت فقضى بقيمة الجارية الميتة ثم وجدها صاحبها فهى له ويرد القيمة ولا تكون القيمة ثمنا۔ یعنی اگر کسی شخص نے کسی کی لونڈی غصب کر کے جھوٹی شہادت سے اس کی موت ثابت کر کے قاضی کی طرف سے اس پر قیمت لازم کرا دی تو غاصب نے مالک کو اس کی قیمت ادا کر دی تو احناف کے ہاں وہ لونڈی غاصب کی ملک میں آجائیگی یہ فعل گو ناجائز ہے لیکن اگر کوئی کرے تو نافذ ضرور ہو جائیگا۔

لیکن امام بخاری اور جمہور ائمہ کے نزدیک اگر پہلے مالک کو معلوم ہو جائے کہ وہ باندی زندہ ہے تو مالک کو چاہئے کہ بدل واپس کر دے جو اس نے غاصب سے لیا تھا، اور جاریہ کو غاصب سے واپس لے لے، اور وہ قیمت اس کے مالک کیلئے اس شئ مغصوب کا ثمن وعوض بیع نہیں بنے گا، اس لئے کہ ان دونوں کے درمیان باقاعدہ عقد بیع جاری نہیں ہوا بلکہ مالک نے لونڈی کی قیمت تو محض اس کی ہلاکت کے زعم کی وجہ سے لی تھی پس جب سبب زائل ہو گیا تو رجوع الی الاصل واجب ہو گیا۔

پندرھواں مقام، (وقال بعض الناس الجارية للغاصب لاخذه القيمة منه وفى هذا احتيال لمن اشتهى جارية رجل لا يبيعها فغصبها واعتل بانها ماتت حتى يأخذ ربها قيمتها فتطيب للغاصب جارية غيره وقال النبى صلى الله عليه وسلم اموالكم عليكم حرام ولكل غادر لواء يوم القيامة۔ اس قال بعض الناس کا خلاصہ یہ ہے کہ احناف کے قول کے مطابق غصب شدہ لونڈی کی قیمت کی ادائیگی کے بعد وہ غاصب کی مملوکہ ہے کیونکہ اس کے مالک نے اس کی قیمت وصول کر لی ہے تو حنفیوں کے اس مسئلہ کی رو سے ان فاسقوں کے لئے خوب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیلہ ہے جن کو کسی دوسرے کی لونڈی پسند آجائے اور وہ دینا نہیں چاہتا تو انہوں نے اس لونڈی کو غصب کر لیا، اور کہہ دیا کہ وہ مر گئی ہے جب اس کے مالک نے قیمت وصول کر لی تو اب وہ لونڈی غاصب کے لئے حلال طیب ہو گئی، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مسلمانو تمہارے مال تمہارے ایک دوسرے پر حرام ہیں کسی مسلمان آدمی کے مال کھانے کے لئے حیلے اور غلط طریقے استعمال کر کے ایک دوسرے کے مال نہ کھانا، دوسری حدیث میں فرمایا کہ قیامت کے دن ہر فریبی کے لئے ایک جھنڈا ہو گا جس کے ذریعے لوگوں میں اس کی رسوائی ہو گی ظاہر ہے کہ مذکورہ حیلے میں اس کا یہ کہنا کہ وہ مر گئی ہے غدر ہے اپنے مسلمان بھائی کے حق میں ایک قسم کی دغا بازی ہے۔

شبہ نفاذ حیلہ دون الجواز یعنی یہ فعل حرام ہے لیکن حکم عقد نافذ ہو جائے گا نیز احادیث میں فعل کی حرمت مذکور ہے نفاذ حکم کی نفی نہیں ہے، نیز اموالکم علیکم حرام اس صورت میں ہے جب تراضی نہ ہو حالانکہ یہاں غاصب کی ادائیگی قیمت کے بعد تراضی پائی جا رہی ہے یہی وجہ ہے کہ مغصوب منہ کے لئے قیمت میں تصرف کرنا حلال طیب ہو جاتا ہے تو اسی طرح غاصب کے لئے لونڈی میں حق تصرف حلال وجائز ہو جائیگا، نیز ابن عمر کی حدیث مرفوع لکل غادر لواء یوم القیامۃ میں لفظ غادر ہے جو غاصب پر صادق نہیں آتا، کیونکہ غدر کا معنی ترک وفا ہے اور غصب کا معنی اخذ الشئ قہرا وعدوانا لہٰذا یہ روایت بھی اس پر دلالت نہیں کرتی۔

جواب احادیث اموالکم علیکم حرام جیسے جواز حیلہ کی نفی کرتی ہے اسی طرح اس کے نفاذ کی بھی نفی کرتی ہے باطل طریقہ سے جب اپنے بھائی کے مال کو کھانا حرام ہے تو اس کا نفاذ کیسے ہو گا، اسی طرح اس میں تراضی بھی نہیں نہ صورۃً اور نہ معنًی صورۃً اس لئے نہیں اس کا قیمت وصول کرنا مشروط ہے، گویا کہ اس نے کہا کہ اگر لونڈی مر گئی ہے تو میں قیمت قبول کرتا ہوں لیکن جب وہ مری نہیں تو رضامندی کی شرط ختم ہونے سے رضامندی بھی ختم ہو گئی اور معنًی اس لئے نہیں کہ رضامندی طیب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفس سے ہوتی ہے، جب طیب نفس ہی نہیں تو تراضی کیسے ثابت ہوگئی، جب تراضی نہیں تو غاصب کے لئے لونڈی میں تصرف حرام ہوگا، اپنی قیمت لے کر اس کا واپس کرنا اس پر واجب ہوگا، نیز غصب اور غدر کے معنی میں فرق کر کے حدیث کے مصداق سے بچنے کی کوشش بھی فضول ہے کیونکہ غاصب جب مسلمان ہوا تو اس نے عہد کیا کہ میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کروں گا، لیکن غصب سے اس نے وفاء عہد کو ترک کر دیا تو اس پر غادر ہونا صادق آئے گا،

نیز قضاء قاضی ظاہراً نافذ ہوتی ہے، باطناً نہیں جیسے آئندہ بعض الناس میں اس کی وضاحت ہوگی لہٰذا اس کے کذب ظاہر ہونے پر اس قضاء کا توڑنا لازم ہوگا۔

باب فی النکاح۔ حدیث ابی ہریرۃ مرفوعًا قال لا تنکح البکر حتی تستاذن ولا الثیب حتی تستامر فقیل یارسول اللہ کیف اذنھا قال اذا سکتت۔

سولھواں مقام، وقال بعض الناس ان لم تستاذن البکر ولم تزوج فاحتال رجل فاقام شاھدی زور انہ تزوجھا برضاھا فاثبت القاضی نکاحھا والزوج یعلم ان الشہادۃ باطلۃ فلا باس ان یطاھا وھو تزویج صحیح۔ یہاں بھی امام بخاری امام ابوحنیفہ کے ایک فقہی حیلہ (صحت نکاح بشہادۃ الزور) پر طعن تشنیع فرماتے ہیں اس کی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی نے قاضی کے سامنے دو گواہ پیش کئے کہ فلاں کنواری لڑکی کے ساتھ میرا نکاح ہے حالانکہ اس کو علم ہے کہ میرا نکاح نہیں اور گواہ جھوٹے ہیں لیکن قاضی نے فیصلہ کر دیا کہ یہ اس کی منکوحہ ہے تو یہ نکاح جائز اور صحیح ہے حالانکہ حدیث صحیح مرفوع میں ہے لا تنکح البکر حتی تستاذن جب تک کنواری سے اذن حاصل نہ کیا جائے وہ نکاح، نکاح نہیں اس صورت میں باکرہ سے استیذان ثابت نہیں نیز اس صورت میں زوج کو ایک بڑے گناہ پر اقدام کرنے کے لیے آمادہ کیا گیا ہے جب کہ زوج کو اس کی حرمت کا علم ہے، دراصل اس اعتراض کی بنیاد ایک مشہور مسئلہ خلافیہ پر ہے کہ شہادۃ زور سے قضاء قاضی صرف ظاہراً نافذ ہوتی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا باطناً بھی نافذ ہوجاتی ہے، ظاہراً کا معنی یہ ہے کہ محض دنیوی جھگڑا ختم ہوجائے لیکن حکم شرعی حلت ثابت نہ ہو اور باطناً کا مطلب یہ ہے کہ اس سے حکم شرعی دحلت ثابت ہوجائے جس شخص کیلئے فیصلہ ہوا ہے اس کے استعمال سے وہ گنہگار نہ ہو۔ تو جمہور علماء و آئمہ ثلثہ نیز امام بخاری وغیرہم کے نزدیک قضا قاضی صرف ظاہراً نافذ ہوتی ہے، باطنا نہیں فلا یحلل ولا یحرم لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک املاک مرسلہ جن میں اموال کی ملکیت کے دعوی کے لیئے کوئی معین سبب دعقد نہیں بتایا جاتا کہ یہ میری چیز ہے اس سبب و عقد کی بنا پر بلکہ محض مطلق دعوی کیا جاتا ہے، ایسے اموال و املاک مرسلہ میں قضا رقاضی صرف ظاہراً نافذ ہوتی ہے لیکن عقود وفسوخ مثلاً طلاق نکاح عتاق بیع وشراء وغیرہا میں قضاء قاضی ظاہراً وباطنا نافذ ہوجاتی ہے،

قضاء قاضی کے صرف ظاہراً نافذ ہونے پر دلائل جمہور (۱) حدیث ام سلمہ مرفوعاً انما انا بشر وانکم تختصمون الی ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجتہ من بعض فاقضی لہ علی نحو ما اسمع فمن قضیت لہ من حق اخیہ شیئا فلا یاخذہ فانما اقطع لہ قطعۃ من النار (رواہ البخاری) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے قضا رقاضی صرف ظاہراً نافذ ہوتی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلا یاخذ فانما اقطع لہ قطعۃ من النار۔

شبہ: یہ حدیث اموال کے بارے میں ہے نہ کہ عقود وانشارات کے بارہ میں لیس املاک مرسلہ میں قضاء قاضی صرف ظاہراً نافذ ہوتی ہے، ولان ھذا الحدیث لیست بمتعلق بمحل النزاع لان اللحن بالحجۃ لیست بشھادۃ بضا بطۃ الشرع بل ھو بیب آخر۔

جواب: یہ حدیث عام ہے خواہ قضاء قاضی مال سے متعلق ہو یا کسی اور حق کے بارے میں ہو وہ حق خواہ مال عقود سے متعلق ہو یا نکاح طلاق وغیرہ عقود سے متعلق ہو، نیز الحن بحجت ہونا شاہد یا مدعی یا دونوں سے متعلق ہوگا، اگر الحن بحجت ہونا شاہدین سے متعلق ہو تو یقیناً اس حدیث کا مانحن فیہ سے بہت بڑا گہرا تعلق ہوگا۔

(۲) **دلیل:** حدیث ابی ہریرہ مرفوعاً لا تنکح البکر حتی تستاذن الخ حیب شہادۃ زور سے قاضی نے فیصلہ دیا ہے تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں کنواری لڑکی سے اذن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل نہیں کیا گیا لڑکی بالغہ کی رضاء کے خلاف اگر باپ بھی نکاح کر دے تو وہ نکاح مردود ہوتا ہے تو غلط قضاء قاضی سے بغیر اذن و رضاء کنواری لڑکی کے کیسے نکاح جائز و صحیح ہوگا۔

قضاء قاضی کے نفاذ ظاہری و باطنی پر دلائل احناف (۱) اثر علیؓ بدائع میں شمس الائمہ سرخسی کی مبسوط کے حوالہ سے مذکور ہے کہ حضرت علی کے سامنے کسی آدمی نے دو جھوٹے گواہ قائم کر دیئے کہ میرا فلاں عورت سے نکاح ہے حضرت علی نے اس عورت سے اس شخص کے نکاح کا فیصلہ دے دیا، اس پر اس عورت نے بغرض عفت عرض کیا، امیر المؤمنین ان کلفتنی فزوجنی فان الشاهدین شاهدا زور۔ حضرت علی نے فرمایا۔ شاهداك زوجاك۔ لہذا تجدید عقد کی ضرورت نہیں حضرت علی کا یہ فیصلہ کالمرفوع الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذ لا طریق الی معرفة ذلك حقیقة بالرأی۔

جواب (۱) یہ اثر ثابت نہیں لہذا غیر ثابت اثر سے کیسے دلیل لی جا سکتی ہے۔

(۲) حدیث مرفوع کے مقابلے میں اثر ثابت کی بھی کوئی حیثیت نہیں چہ جائیکہ اثر غیر ثابت کی کوئی حیثیت ہو۔

(۲) **دلیل**، قیاس علی تفریق المتلاعنین یعنی مسئلہ لعان والی آیات و احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قطع منازعت کے لیئے قاضی کی تفریق فسخ نکاح کے قائم مقام ہے حالانکہ متلاعنین میں سے ایک یقیناً جھوٹا ہوتا ہے یا تو زوج تہمت زنا میں جھوٹا ہوتا ہے یا زوجہ دعوی براءت میں جھوٹی ہوتی ہے جس طرح گواہان نکاح جھوٹے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ قضاء قاضی باطناً بھی نافذ ہو جاتی ہے،

جواب، یہ قیاس صحیح نہیں کیونکہ لعان میں متلاعنین کے درمیان تفریق قضاء قاضی سے نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نص سے تفریق ہوتی ہے حدیث ابن عمرؓ مرفوعاً میں ہے۔ ان النبی صلی الله علیه وسلم قال للمتلاعنین حسابکما علی الله احدکما کاذب لا سبیل لك علیها الخ (متفق علیه) یعنی لعان کرنے والوں کو کہا تمہارا حساب اللہ پر ہے تم میں سے ایک جھوٹا ہے خاوند کو کہا تیرا اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورت پر کوئی حق زوجیت نہیں رہا، یہ عورت مجھ پر ہمیشہ کیلئے حرام ہو گئی ہے۔

(۳) **دلیل**: قیاس علی مسئلہ دفاقیۃ۔ یعنی اگر کسی شخص نے اپنی لونڈی دوسرے شخص کے پاس فروخت کر دی، اور بیع پختہ ہو گئی لیکن پھر مشتری نے عدالت قاضی میں جھوٹے گواہوں سے فسخ بیع ثابت کر دی اور قاضی نے فیصلہ دے دیا تو اس صورت باتفاق آئمہ وہ لونڈی اس بائع کے لئے بلاشبہ حلال ہے اسی طرح مشتری کو واپس شدہ رقم میں تصرف حلال ہے پس جس طرح اس مسئلہ میں قضاء قاضی بشہادۃ الزور بالاجماع ظاہر و باطن دونوں صورتوں میں نافذ ہے اسی طرح مسئلہ نکاح میں بھی قضاء قاضی ظاہراً باطناً نافذ ہو گی۔

جواب: یہ قیاس بھی صحیح نہیں کیونکہ مقیس علیہ میں شہادۃ زور سے لونڈی اصل مالک بائع کے پاس واپس آ گئی لیکن مقیس میں لڑکی بالغہ کنواری پر مدعی کاذب کا کسی قسم کا کوئی حق نہیں یہاں شہادۃ زور سے ناحق ظلماً حرام کو حلال سمجھا گیا ہے، جبکہ مسئلہ بَیّعَیْن میں مقیس علیہ میں تحالف سے یا شہادۃ زور سے قطع منازعت کرکے ہر حق دار کو اپنا حق واپس دیا گیا ہے جس میں کسی قسم کے حرام کو حلال نہیں سمجھا گیا۔ فبینہما بون بعید۔

سترھواں مقام: وقال بعض الناس ان احتال انسان بشاھدی زور علی تزویج امرءۃ ثیب بامرھا فاثبت القاضی نکاحھا ایاہ والزوج یعلم انہ لم یتزوجھا قط فانہ یسعہ ھذا النکاح ولا بأس بالمقام لہ معھا۔ اس بعض الناس میں امام بخاری نے حدیث ابی ہریرہ مرفوعاً لا تنکح الایم حتی تستامر ولا تنکح البکر حتی تستاذن کے بعد فرمایا کہ احناف اس صریح حدیث کے خلاف فقہی حیلہ صحت نکاح بشہادۃ الزور سے ثیب کے نکاح کو جائز قرار دیتے ہیں۔ سولھویں بعض الناس میں کنواری کے نکاح کو شہادۃ الزور سے جائز قرار دیا گیا تھا، اب اس بعض الناس میں ثیب کے نکاح کو شہادۃ زور سے جائز قرار دیا حالانکہ حدیث ابی ہریرۃ کے دونوں جملوں سے دونوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باطل معلوم ہوتے ہیں، کیونکہ حدیث میں ہے کہ کنواری کا نکاح اس کے اذن کے بغیر جائز نہیں اور ثیب کا نکاح بھی اس کے امر کے بغیر جائز نہیں جبکہ ان دونوں حیلوں میں دونوں کے نکاحوں کو ان کے اذن اور امر کے بغیر جائز کہا گیا ہے جو بالکل ناجائز ہے۔

اٹھارہواں مقام: وقال بعض الناس ان هوى رجل جارية يتيمة او بكرا فابت فاحتال فجاء بشاهدي زور على انه تزوجها فادركت فرضيت اليتيمة فقبل القاضي شهادة الزور والزوج يعلم ببطلان ذلك حل له الوطى۔ اس بعض الناس میں بھی صحت نکاح بشہادۃ الزور کی تیسری صورت مذکور ہے جس میں صغیرہ یعنی (نابالغ لڑکی) کے نکاح بشہادۃ الزور کا تذکرہ ہے اس صورت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی یتیمہ لڑکی یا نابالغہ، کنواری پر عاشق ہوگیا اس لڑکی کے انکار کے بعد وہ شخص دو جھوٹے گواہ لاکر عدالت قاضی میں پیش کر کے یہ ثابت کر دیا کہ میرا اس لڑکی سے نکاح ہے جس کو اس نے رضامندی سے قبول کیا تھا۔ تو قاضی نے اس شخص کے نکاح کا فیصلہ کر دیا حالانکہ اس شخص کو معلوم ہے کہ میرا یہ دعویٰ جھوٹا ہے، باوجود اس کے احناف کہتے ہیں کہ یہ لڑکی اس شخص کے لئے حلال ہے اور اس کا یہ نکاح جائز ہے، جبکہ حدیث مرفوع صحیح البكر تستاذن سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک باکرہ لڑکی سے اذن حاصل نہ کیا جائے اس کا نکاح جائز نہیں احناف کا یہ مسئلہ فساق کے ناجائز اہواء کے پورا کرنے کا ذریعہ ہے۔ قال الكرماني صورة الاول في البكر والثاني في الثيب والثالث في الصغيرة اذ لا يتم بعد البلوغ وفي الاولين ثبت الرضا بالشهادة اذا كان ذلك قبل العقد وفي الثالث ثبت بالاعتراف او انه بعد العقد وقع ذلك وقال ابن بطال لا يحل هذا النكاح عند احد من العلماء وحكم القاضي بما ظهر له من عدالة الشاهدين في الظاهر لا يحل للزوج ما حرم الله وقد اتفقوا على انه لا يحل له اكل مال الغير بمثل هذه الشهادة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولا فرق بین اکل مال الحرام ووطؤ الفرج الحرام۔

انیسواں مقام: باب فی الھبة والشفعة۔ وقال بعض الناس ان وھب ھبة الف درھم او اکثر حتی مکث عندہ سنین واحتال فی ذلک ثم رجع الواھب فیھا فلا زکوٰة علی واحد منھما قال ابو عبداللہ فخالف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الھبة واسقاط الزکوٰة۔ اس میں دو اشکال ہیں۔

(۱) اشکال مخالفت حدیث فی جواز رجوع الھبة۔ یعنی اگر کوئی شخص کسی کو ہبہ کر دے تو ابوحنیفہ کے نزدیک اس میں رجوع جائز ہے یہ قول ابی حنیفہ حدیث ابن عباس مرفوعاً کے خلاف ہے جو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا العائد فی ھبتہ کالکلب یعود فی قیئہ لیس لنا مثل السوء۔ تو امام ابوحنیفہ نے اس مسئلہ میں حدیث مذکور صحیح کی مخالفت کی ہے۔

شبہ: احناف کے نزدیک رجوع فی الہبہ کا جواز کراہت کے ساتھ ہے یعنی رجوع فی الہبہ جائز ہے، لیکن مکروہ تنزیہی طبعی ہے اور حدیث مذکورہ میں بھی اسی نفرت طبعی کا ذکر ہے کیونکہ عود فی القیئ کتے کے لئے فقط قبیح ہے نہ کہ شرعی حرام کیونکہ کتا حلت حرمت کا مکلف نہیں نیز رجوع فی الہبہ کے جواز پہ حدیث ابی ہریرہ الرجل احق بھبتہ مالم یثب دال ہے اور حدیث ابن عباس وابن عمر من وھب ھبة فھو احق بھا مالم یثب منھا بھی جواز رجوع فی الہبہ پہ دلالت کرتی ہیں اگر امام ابوحنیفہ نے اس حدیث کی مخالفت کی ہے تو جمہور محدثین نے ان دو احادیث کی مخالفت کی ہے۔

جواب: رجوع فی الھبة کی حرمت حدیث ابن عباسؓ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العائد فی ھبتہ کالعائد فی قیئہ سے ثابت ہے کیونکہ انسان کے لئے اپنی قیئ کو چاٹنا حرام ہے نیز حدیث ابی ھریرة الرجل احق بھبتہ مالم یثب منھا ضعیف ہے کیونکہ اس حدیث کے اسناد میں ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع ہے، اور وہ ضعیف ہے نیز عمرو بن دینار کا سماع حضرت ابوہریرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ثابت نہیں۔

نیز حدیث ابن عباس وابن عمر قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل لاحد یعطی العطیۃ فیرجع فیہا الا الوالد یعطی ولدہ الخ اس حدیث میں لفظ لا یحل حرمت رجوع پر دلالت کرتا ہے۔

نیز حدیث ابن عمر وابن عباس من وھب ھبۃ فھو احق بہا مالم یثب منہا نیل الاوطار میں اس کو بھی ضعیف لکھا ہے، نیز حدیث ابن عباس میں محمد بن عبید اللہ عزرمی ہے جس کی وجہ سے یہ حدیث معلول ہے اور حدیث ابن عمر مرفوعاً صحیح نہیں نیز یہ ہبۃ الثواب کے بارے میں ہے یعنی وہ ہبہ جو معاوضہ لینے کی غرض سے دیا گیا ہو، مطلق ہبہ کے بارے میں نہیں نیز یہ حدیث ابن عباس اور ابن عمر کی مرفوع حدیث لا یحل الخ کے خلاف ہے لہٰذا یہ قابل عمل نہیں۔

(۲) اشکال حیلہ اسقاط زکوٰۃ بالرجوع۔ یعنی امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کے اس قول میں حیلہ اسقاط زکوٰۃ ہے یعنی اگر کوئی شخص کسی کو ایک ہزار درہم یا زیادہ کا ہبہ کردے، پھر ایک سال یا دو سال کے بعد وہ مال واپس لے لے تو واہب اور موہوب لہ دونوں میں سے کسی پر زکوٰۃ واجب نہیں تو امام صاحب نے یہاں حیلہ کے ذریعہ زکوٰۃ کو ساقط کر دیا جو فریضہ اسلامیہ ہے جس کا ساقط کرنا ناجائز ہے۔

شبہ۱: چونکہ ہبہ میں رجوع جائز ہے اس لئے موہوب لہ کی ملکیت میں عدم استقرار کی وجہ سے اس پر زکوٰۃ لازم نہیں ہوگی اور رجوع کے بعد واہب کی ملکیت ابھی مستانف اور جدید ہے اس پر حولان حول کے بعد زکوٰۃ لازم ہوگی۔

جواب: پہلے ثابت کیا جا چکا ہے کہ صحیح احادیث کی رو سے رجوع فی الہبہ ناجائز ہے لہٰذا موہوب لہ پر زکوٰۃ لازم ہوگی عدم استقرار ملکیت کی علت رجوع فی الہبہ کے بطلان سے اس کا معلول عدم وجوب زکوٰۃ بھی باطل ہو جائے گا۔

شبہ۲: حیلہ اسقاط زکوٰۃ عملاً ہرگز جائز نہیں ایسا کرنے والا شخص گنہگار ہوگا، لیکن اگر کسی نے ایسا ناجائز حیلہ کر لیا تو نافذ ہو جائے گا۔ نفاذ بدون الجواز احناف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا قول ہے۔

جواب: احناف کے ہاں حیلہ اسقاط زکوٰۃ ناجائز نہیں بلکہ جائز ہے اشباہ والنظائر کتاب الحیل میں لکھا ہے کہ تیسرا حیلہ زکوٰۃ کے بارے میں ہے مثلاً ایک شخص کے پاس نصاب زکوٰۃ ہے وہ زکوٰۃ سے بچنا چاہتا ہے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ تمام حول سے پہلے ایک درہم نصاب سے صدقہ کردے یا پورا نصاب اپنے چھوٹے بیٹے کو ہبہ کردے واختلفوا فی الکراھة وفی شرحه للعمری قوله ان یتصدق بدرھم منه قبل التمام او یھب النصاب لابنه الصغیر یعنی حتی یکون النصاب ناقصا فی آخر الحول او یھب تلك الدراھم لابنه الصغیر قبل تمام الحول بیوم او یھب الدراھم کلھا له فلا تجب الزکوٰۃ اور یہ بھی ذکر کیا کہ امام قاضی ابویوسف نے آخر سال میں اپنا مال بیوی کو ہبہ کردیا، پھر بیوی سے ہبہ کرا کے خود حاصل کرلیا تاکہ زکوٰۃ اس پر لازم نہ ہوسکے اور یہ بات امام ابوحنیفہ سے ذکر کی گئی تو انہوں نے کہا کہ یہ بات اس کی فقہ سے تعلق رکھتی ہے تو امام ابویوسف کے عمل سے اور امام ابوحنیفہ کی تائید سے معلوم ہوا کہ حیلہ اسقاط زکوٰۃ احناف کے ہاں صرف نافذ نہیں بلکہ جائز بھی ہے۔

بیسواں مقام، وقال بعض الناس الشفعة للجوار ثم عمد الی ما شدده فابطله وقال ان اشتری دارا فخاف ان یأخذ الجار بالشفعة فاشتری سھما من مائة سھم ثم اشتری الباقی وکان للجار الشفعة فی السھم الاول فلا شفعة له فی باقی الدار وله ان یحتال فی ذلك۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس بعض الناس سے پہلے حدیث جابر بن عبداللہ لائے ہیں جو اس طرح ہے قال انما جعل النبی صلی اللہ علیه وسلم الشفعة فی کل مالم یقسم فاذا وقعت الحدود وصرفت الطرق فلا شفعة۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شفعہ جار شرعاً ثابت نہیں لیکن بعض الناس* شفعہ جار کو ثابت کرنے کے بعد اس کے اسقاط کے کئی حیلے تراشتے ہیں اس بعض الناس میں پہلی صورت حیلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے گھر خریدنے کا ارادہ کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اس کو خوف ہے کہ اس گھر کا پڑوسی اس گھر پر شفعہ کر کے حاصل نہ کرے، اس لئے اس نے پہلے دار کے سو حصے سے ایک حصہ خرید لیا جس سے وہ دار میں بائع کا شریک ہو گیا، اس گھر کا پڑوسی اس ایک حصہ میں شفعہ کر سکتا تھا، لیکن اسے حقیر سمجھ کر اس میں اس نے شفعہ نہیں کیا تو اب مشتری نے اس گھر کے باقی ننانوے حصے بھی خرید لئے اب بائع کا جار اس حیلے سے اس دار میں شفعہ نہیں کر سکے گا، تو اس حیلہ سے بعض الناس نے جار کا حق ثابت کرنے کے بعد باطل کر دیا ہے وھو التناقض۔

شبہ: احناف کہتے ہیں اگر بائع نے یہ حیلہ جار کی حق تلفی کے لئے بلا وجہ کیا ہے تو بلاشبہ یہ حیلہ ناجائز ہے لیکن نافذ ہو جائے گا، کیونکہ عدم نفاذ اور عدم جواز میں نمایاں فرق ہے یعنی ایک چیز ناجائز ہونے کے باوجود نافذ ہو سکتی ہے، اور اگر شفعہ کی وجہ معقول ہو مثلاً جار معاند ہے اور مشتری مضطر ہے کہ اس کو کوئی دوسرا مکان نہیں ملتا اور یہ حیلہ جار فاسق کی مضرت اور اذیت سے بچنے کے لیئے ہے تو پھر یقیناً جائز ہے اس میں کوئی گناہ نہیں۔

جواب: شفعہ کا جواز دراصل شفیع سے ضرر کو دفع کرنے کے لئے ہوتا ہے پس جو شخص شفعہ کو ساقط کرنے کا حیلہ کرتا ہے تو گویا وہ شفیع کو نقصان دینے کا ارادہ کرتا ہے بالخصوص جب مشتری اور شفیع کے درمیان دشمنی ہو ایسا حیلہ جس میں اضرار بالغیر مقصود ہو شرعاً ناجائز ہوتا ہے۔ اگر جار فاسق ہے اور مشتری اس کی مضرت سے بچنا چاہتا ہے تو اس کے جوار میں مکان ہی نہ خریدے اس حیلہ سے مکان خرید کر الٹا اس کی مضرت اور اذیت میں پھنسنا چاہتا ہے، نیز پہلے ثابت کیا جا چکا ہے کہ جو چیز شرعاً ناجائز ہے وہ نافذ ہی نہیں ہوتی۔

شبہ: احناف کے ہاں سہم اول میں جار کے لئے حق شفعہ ثابت ہے لیکن جب اس نے اپنی مرضی سے اپنے حق کو حاصل نہیں کیا، تو اس میں امام ابو حنیفہ کا کیا قصور ہے ثانیاً جب مشتری دار میں بائع کا شریک ہو گیا تو اب حق شفعہ جار کے لئے ثابت ہی نہیں بلکہ اس مشتری کے لئے ثابت ہو گیا لہذا اس میں اب ابطال حق شفیع کیسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہو سکتا ہے۔

جواب: سہم اول میں شفیع شفعہ کرنے سے مجبور ہے کیونکہ اس میں اس کے لیئے ضرر مشارکت ہے اس ضرر مشارکت سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ما سوائے ترک شفعہ کے، لہذا یہ ترک شفعہ لا یعبأبہ ہے ثانیاً مشتری دار میں کا بائع کا شریک دھوکہ سے ہوا ہے لہذا شرعاً یہ مشارکت بھی معتبر نہیں لہذا جار کے لیئے بعد البیع حق شفعہ ہونا چاہیئے تاکہ وہ ضرر مشتری سے بچ سکے۔

اکیسواں مقام: وقال بعض الناس اذا اراد ان يبيع الشفعة فله ان يحتال حتى يبطل الشفعة فيهب البائع للمشتري الدار ويحدها ويدفعها اليه ويعوضه المشتري الف درهم فلا يكون للشفيع فيها شفعة۔ **اس بعض الناس** سے پہلے امام بخاری رحمہ اللہ حدیث ابو رافع لائے ہیں، فتح الباری میں ہے:۔ قال المهلب مناسبة ذكر حديث ابي رافع ان كل ما جعله النبي صلى الله عليه وسلم حقا لشخص لا يحل لاحد ابطاله بحيلة ولا غيرها۔ **اس مقام میں بعض الناس** کا حیلہ یہ ہے کہ عاقدین عقد ہبہ کرلیں اس طرح کہ بائع شفیع کے شفعہ سے بچنے کے لیئے یوں کہے کہ میں یہ دار مشتری کو ہبہ کرتا ہوں اور اس کی حد بندی بھی کر دے، پھر چونکہ ہبہ میں عوض لینا بھی جائز ہے اس لیئے موہوب لہ بائع کو کہے کہ میں اس ہبہ کو بالعوض قبول کرتا ہوں مثلاً یہ ایک ہزار روپیہ میں تمہیں اس کے عوض دیتا ہوں تو اس حیلہ سے شفیع کے حق شفعہ کا ابطال ہو سکتا ہے کیونکہ بائع اپنے جار کو کہہ سکتا ہے کہ میں نے یہ دار بیچی نہیں میں نے تو یہ دار فلاں کو ہبہ کی ہے لہذا تو اس میں شفعہ نہیں کر سکتا، اس حیلہ میں ابطال حق شفیع کی وجہ سے اضرار بالغیر ہے جو شرعاً ناجائز ہے،

شبہ: اگر بائع نے یہ حیلہ دفع مضرت کے لیئے کیا ہے تو اس میں کوئی قباحت نہیں دفع مضرت کے لئے ابطال حق ممنوع نہیں نیز اس حیلہ میں چونکہ بیع ہوئی نہیں لہذا اس حیلہ میں سرے سے ابطال حق شفیع ہی نہیں نیز اس صورت میں موہوب لہ چونکہ واہب کے ساتھ دار میں شریک ہو گیا لہذا اس صورت میں جار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیئے حق شفعہ ہی نہیں رہا لہذا اس کے ابطال کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جواب: شبہ کی تین صورتوں میں سے پہلی صورت احتمال مضرت جار کے لئے ہے بائع کے لیئے نہیں کیونکہ بائع نے تو اس دار کو بیچ کر چلا جانا ہے اسی لیئے شرع نے اسے شفعہ کا حق دیا ہے تاکہ وہ مضرت کو دفع کر سکے تو بائع نے حیلہ سے اسے نقصان پہنچایا ہے، جو ناجائز ہے دوسری صورت میں حیلہ سے عقد بیع کو عقد ہبہ سے بدل کر شفیع کا حق باطل کیا ہے، دراصل وہ بیع ہے صرف ظاہری نام مسخ کر کے عقد بیع کا نام عقد ہبہ رکھ دیا ہے ہبہ دار کا کچھ حصہ کیا لیکن کل دار کی قیمت کو بطور معاوضہ ہبہ وصول کر لیا، اسی طرح تیسری صورت میں موہوب لہ کی شرکت دار واہب میں برائے نام ہے دراصل وہ شرکت نہیں بلکہ عقد بیع ہے جس کا چہرہ مسخ کر کے اسے عقد ہبہ بنا کر موہوب لہ کی شرکت اس میں ثابت کی گئی تاکہ جار اپنا حق شفعہ استعمال نہ کر سکے اور اس کا حق باطل ہو جائے۔

بائیسواں مقام: وقال بعض الناس ان اشتری نصیب دار فاراد ان یبطل الشفعۃ وھب لابنہ الصغیر ولا یکون علیہ یمین۔ اس بعض الناس سے پہلے امام بخاری حدیث ابی رافع کو بیان کر کے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں جو حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جار کا بنایا ہے اس کو کسی حیلہ سے باطل نہیں کرنا چاہئے، یہاں ابطال شفعہ جوار کی تیسری صورت مذکور ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ مشتری گھر کا ایک حصہ خرید کر اپنے نابالغ بچے کو ہبہ کر دے بچہ چونکہ غیر مکلف ہے، اس لیئے ثبوت ہبہ کے لئے اس سے یمین نہیں لے جا سکتی اور باپ سے بھی یمین نہیں لی جا سکتی، کیونکہ وہ اس دار کا مالک نہیں تو اس حیلہ سے دار بھی مشتری کے قبضے میں رہے گی اور شفعہ بھی نہیں ہو سکے گا، اس حیلہ میں ابن صغیر کی قید اس لیئے لگائی گئی کیونکہ اگر مشتری اپنے بڑے بیٹے کے نام کر دیتا تو شفیع اس سے ہبہ کے بارے حلف لے سکتا تھا، اسی طرح اگر مشتری اجنبی صغیر کو ہبہ کر دیتا تو پھر وہ دار اس کے قبضے میں نہیں رہ سکتی تھی، اسی لیئے مشتری کے بیٹے صغیر کو ہبہ کرنے کی قید ذکر کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی ہے تاکہ مقصود حیلہ پورا ہو سکے۔

شبہ: احناف کہتے ہیں کہ اس قول کی نسبت احناف کی طرف صحیح نہیں کیونکہ حنفیوں کے نزدیک مشتری کا ہبہ قطعاً صحیح نہیں اور اس صورت میں شفیع کو شفعہ کا پورا حق حاصل ہے، وہ بائع سے دار لے سکتا ہے۔

جواب: بعض احناف نے تاویل سے اپنی طرف اس نسبت کو صحیح کہا ہے، مثلاً یہ کہ بائع مشتری کے ابن صغیر کو ہبہ کر دے تو وہ ہبہ معتبر ہے اور بچے کا باپ یعنی مشتری جار کی قیمت عوض کا نام لئے بغیر واہب کو دیدے تو اس توجیہ سے احناف پر الزام قائم ہو سکتا ہے۔

تئیسواں مقام: وقال بعض الناس اذا اشتری دارا بعشرین الف درهم فلا بأس ان يحتال حتی یشتری الدار بعشرین الف درهم و ينقده تسعة آلاف درهم و تسع مائة و تسعين و ينقده دينارا بما بقي من العشرين الفا فان طلب الشفيع اخذها بعشرين الف درهم والا فلا سبيل له على الدار فان استحقت الدار رجع المشتری علی البائع بما دفع اليه وهو تسعة و تسعون درهما و دينار لان البيع حين استحق انتقض الصرف في الدينار فان وجد بهذا الدار عيبا ولم تستحق فانه يردها عليه بعشرين الف درهم قال ابو عبد الله فاجاز هذا الخداع بين المسلمين وقال النبي صلی الله عليه وسلم بيع المسلم لا داء ولا خبثة ولا غائلة۔

اس بعض الناس میں ابطال شفعہ جوار کی چوتھی صورت اشتراء دار بغبن فاحش مع اداء اصل ثمن کا بیان کرنا ہے، اس حیلہ کی تقریر یہ ہے کہ بائع نے دار کی اصل قیمت بیس ہزار درہم مقرر کی، پھر مشتری نے ان میں سے نو ہزار نو سو ننانوے درہم نقد دے دیئے اور باقی دس ہزار ایک درہم کے بدلے بیع صرف کر کے ایک دینار بائع کو دے دیا، چونکہ بیع صرف میں تفاضل جائز ہے لاختلاف الجنسین۔ گویا کہ مشتری نے دس ہزار ایک درہم ثمن دے کر ایک دینار کو مبیع بنا کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بائع دار سے بیع کر دی اور بائع دار کو جو اس نے دس ہزار ایک درہم دینے تھے وہ اس نے اپنے ایک دینار مبیع کے ثمن میں اس بائع دار سے وصول کر لئے، اب مشتری کے لئے وہ گھر ایک کم دس ہزار درہم اور ایک دینار میں پڑے گا، اور شفیع کے لئے شفعہ کی گنجائش نہیں رہے گی، کیونکہ شفیع اگر اس مکان کو بذریعہ شفعہ حاصل کرے گا تو اس کو اصل قیمت بیس ہزار درہم دینی پڑے گی تو شفیع اس غبن فاحش کی وجہ سے شفعہ ترک کر دے گا، اس کے بعد اگر وہ مکان بائع کے علاوہ کسی اور شخص کی تملیک ثابت ہو گیا تو مشتری بائع سے صرف وہی رقم واپس لے گا جو اس نے اس کو دی ہے یعنی نو ہزار نو سو ننانوے درہم اور ایک دینار اور اگر اس مکان کا استحقاق غیر تو نہیں نکلا لیکن مشتری نے عیب کی وجہ سے واپس کر دیا تو اس صورت میں بائع مشتری کو پورے بیس ہزار واپس کرے گا۔ تو اب امام بخاری احناف پر دو اعتراض کرتے ہیں

(۱) اعتراض، تناقض بین رد الاستحقاق و رد العیب، یعنی تمام آئمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ بیع میں رد بالاستحقاق و رد بالعیب دونوں صورتوں میں بائع کے ذمہ ثمن مقبوض ہی کا لوٹانا لازم ہوتا ہے تو اسی طرح یہاں حیلہ اسقاط شفعہ کی صورت میں استحقاق و عیب دونوں کے رد میں بلا تفریق قدر مقبوض ثمن ہی کا رد لازم ہونا چاہیئے، اسی طرح شفیع کے لئے بصورت شفعہ اتنے قدر ثمن لازم ہونے چاہیئے جتنے مشتری نے نقد ادا کئے ہیں بصورت حیلہ جتنے فرضی ثمن بنائے گئے ہیں وہ اس پر لازم نہیں ہونے چاہیئے لیکن امام ابوحنیفہ نے حیلہ اسقاط شفعہ والی صورت میں استحقاق و عیب دونوں کا فرق کیا ہے، بایں طور کہ اگر مشتری نے کسی کے استحقاق کی وجہ سے دار واپس کی تب تو بائع کے ذمے صرف قدر مقبوض کی ادائیگی لازم ہے لیکن اگر کسی عیب کی بنا پر بیع رد کی تو پھر بائع کے ذمے پورے مفروضہ ثمن ضروری ہوں گے اسی طرح شفیع کے لئے دار مبیعہ کے خریدنے کی صورت میں پورے ثمن مقررہ ادا کرنے ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فهل هذا الا صريح التناقض بابين سداد الاستحقاق ورد العيب۔

شبہ ۱: استحقاق وعیب میں قدر مقبوض ثمن کی واپسی پر اجماع حیلہ عقد صرف کے علاوہ دوسری صورتوں میں ہے لیکن عقد صرف کی صورت میں دونوں میں تفریق کی وجہ یہ ہے کہ دینار کی بیع دار کی بیع پر مبنی تھی جب دار کا کوئی مستحق نکل آیا تو بیع دار فسخ ہوگئی تو دینار والی بیع صرف بھی عدم قبض البائع الدراہم من المشتری کی بنا پر باطل ہوگئی لہٰذا اس صورت میں قدر مقبوض ہی واپس کرنا ہوگا لیکن جب رد ثمن ظہور عیب کی وجہ سے ہو تو بائع کو پورے بیس ہزار درہم واپس کرنے ہوں گے، کیونکہ ظہور عیب صحت عقد کے لئے مانع نہیں تو فسخ بیع دار سے بطلان عقد صرف لازم نہ آیا، جب عقد صرف صحیح ہوگئی تو بائع کو مقررہ ثمن ادا کرنا ہوں گے۔ اسی طرح شفیع کو بھی شفعہ کی صورت میں پورے ثمن مفروضہ ادا کرنے ہوں گے۔

جواب: جب دینار کی بیع، بیع دار پر مبنی تھی تو عقل سلیم یہ بات ماننے پر مجبور کرتی ہے کہ جب بیع دار استحقاق وعیب دونوں صورتوں میں فسخ ہوگئی تو اس پر موقوف بیع دینار بھی فسخ ہوجانی چاہئے تو دونوں صورتوں میں قدر مقبوض ہی واپس کرنا ہوگا، نہ زائد اور شفیع کو بھی دار لینے کی صورت میں قدر مقبوض مشتری ہی دینا ہوگا، نہ زائد۔

امام بخاری ۲ اعتراض: کہ امام ابوحنیفہ نے حیلہ اسقاط شفعہ میں خداع وفریب کو جائز قرار دیا ہے کہ بائع نے اس حیلہ کی صورت میں شفیع کے حق کو ساقط کرنے کے لئے دار مبیعہ کی قیمت میں اضافہ کر دیا پھر کچھ ثمن نقد لے لئے اور باقی ثمن میں عقد صرف کرکے قیمت اتنی بڑھا دی کہ اس زیادتی فاحشہ کے خوف سے شفیع نے شفعہ ترک کر دیا حالانکہ آنحضرت کا فرمان ہے۔ بیع المسلم لا داء ولا خبثة ولا غائلة۔ مسلمان کی فروخت میں نہ تو بیماری کا عیب ہو اور نہ کوئی خباثت وشرارت ہو، اور نہ فریب ودھوکہ ہو، اس حدیث کی رو سے مذکورہ حیل سب ناجائز ہیں۔

شبہ ۱: عند الاحناف نفاذ حیلہ اور جواز حیلہ دو الگ الگ چیزیں ہیں یعنی عدم جواز حیلہ کے باوجود اگر کوئی یہ حیلہ کرے گا تو نافذ ہوجائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: پہلے ثابت کیا جا چکا ہے جو چیز ناجائز ہے وہ سرے سے نافذ ہی نہیں ہوتی یہی امام بخاری کا مسلک ہے۔

شبہ: عند الاحناف یہاں حیلہ مکاری کے معنی میں نہیں بلکہ یہ حیلہ بغرض دفع ضرر شفیع ہے۔

جواب: ضرر مشتری کی وجہ سے شرعاً جار کو حق شفعہ کی اجازت ہے تاکہ وہ جار دار مشتری کے ضرر سے محفوظ رہے بائع کو ضرر کا خطرہ ہی نہیں کیونکہ وہ تو اس دار کو بیچ رہا ہے ضرر تو اس دار کے جار کو ہوگا جس کی وجہ سے اسے شفعہ کی اجازت ہے، لہذا یہ دلیل باطل ہے بلکہ یہ حیلہ ابطال حق جار کیلئے کیا گیا ہے جو ناجائز ہے،

باب الشهادة على الخط المختوم

اس جگہ دو مسئلے اختلافی ہیں:

اول مسئلہ: شہادت مع الخط امام بخاری کے نزدیک مہر لگا ہوا خط بغیر گواہی کے معتبر ہے لیکن دوسرے آئمہ کے نزدیک خط کے ساتھ گواہ بھی شرط ہیں جو گواہی دیں کہ یہ فلاں کا خط ہے وكان الشعبي يجيز الكتاب المختوم بما فيه من القاضي۔

دوسرا مسئلہ: جو پہلے مسئلہ کا تتمہ ہے وہ ہے کتاب القاضی الی القاضی احناف و شوافع کے نزدیک لازم ہے کہ قاضی مکتوب الیہ خط مکتوب و مختوم پر عمل بغیر شاہد کے کرے، البتہ غیر حدود میں خط مکتوب مختوم کا اعتبار کیا جا سکتا ہے، لیکن امام بخاری کے نزدیک کتاب القاضی الی القاضی میں مطلق مقبول ہے۔

چوبیسواں مقام: قال بعض الناس كتاب الحاكم جائز الا في الحدود ثم قال ان كان القتل خطاء فهو جائز لان هذا مال بزعمه وانما صار مالا بعد ان ثبت القتل فالخطاء والعمد واحد۔ یہاں امام بخاری رحمہ اللہ نے مسئلہ بالا میں احناف پر دو اعتراض کئے ہیں۔

امام بخاری نے احناف پر پہلا اعتراض یہ کیا ہے: کہ ان کے اقوال میں تعارض ہے کیونکہ اولاً وہ کہتے ہیں کہ کتاب القاضی الی القاضی حدود میں مطلقاً مقبول نہیں، پھر ثانیاً یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں کہ اگر مقدمہ قتل خطاء کا ہے تو اس میں حاکم کا خط معتبر ہے کیونکہ قتل خطاء مالی مقدمہ ہے اس میں صرف مال و دیت لازم ہوتی ہے احناف کی اس علت پر امام بخاری مناقضہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قتل خطاء مالی مقدمہ اس وقت بنتا ہے جب حاکم کو قتل کا ثبوت مل جائے ورنہ اس سے پہلے تو قتل خطاء و عمد دونوں نفس حد اور قتل میں برابر ہیں بلکہ کبھی قتل عمد کا انجام قتل خطاء کی طرح مال پہ ہوتا ہے تو اس قیاس کی رو سے دونوں میں تساوی ہونی چاہیے تو پھر کتاب القاضی الی القاضی کی صورت میں دونوں کے اندر فرق نہیں ہونا چاہیے۔

شبہ: احناف کہتے ہیں کہ قتل خطاء و عمد میں دونوں میں ثبوت سے پہلے بھی بڑا فرق ہے کیونکہ عمد کا شرعی مقتضا قصاص ہے اور خطاء کا شرعی مقتضا دیت ہے، نیز کہتے ہیں اگر بالفرض ابتدائی مرحلہ میں تساوی تسلیم بھی کر لیں تب بھی جب حاکم اول ثبوت قتل خطاء کے بعد دوسرے حاکم کی طرف لکھیگا کہ اس قاتل کے عاقلہ سے دیت وصول کی جائے تو اس صورت میں وہ خط مالی مقدمہ کے بارے میں ہی ہوگا۔ نیز جب ثبوت قتل خطاء کا مآل مال ہی ہے نہ کہ حد تو باعتبار انما الاعمال بالخواتیم کے اگر ہم نے قبل از ثبوت قتل خطاء حکم مآلی و مالی کا لحاظ کر لیا تو اس میں کونسی قباحت لازم آگئی۔

جواب: اولاً یہ کہنا کہ قتل عمد کا شرعی مقتضا قصاص ہے صحیح نہیں کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے قتل عمد کا مقتضا دو چیزیں بیان فرمائی ہیں قصاص اور دیت نیز ثانیاً جب قتل عمد میں فریقین کی تراضی سے دیت کا فیصلہ ہو گیا تو قتل عمد کے بارے میں بھی خط مالی مقدمہ کے بارے میں ہی ہوگا۔ نیز ثالثاً قتل خطاء میں حکم مآلی و مالی کا لحاظ کر کے اسے مالی مقدمہ فرض کیا گیا ہے ورنہ قبل ثبوت قتل تو دونوں عمد اور خطاء برابر ہیں اسی طرح قتل عمد میں جب تراضی فریقین سے مالی مقدمہ بن گیا، تو پھر بھی دونوں قتل برابر ہو گئے تو چاہیے تھا کہ دونوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا حکم ایک ہوتا، دونوں میں فرق سے مناقضہ ثابت ہوگا۔
اعتراض دوم تخصیص حدود: احناف نے خط مختوم کو غیر حدود سے کیوں مختص کیا ہے، جب کہ آثار میں مطلق کتاب مختوم معتبر ہے۔ امام بخاری نے حدود وغیر حدود میں قاضی کے خط کے معتبر ہونے پر چند آثار پیش فرمائے ہیں جن میں سے پہلا اثر یہ ہے فقد کتب عمر الی عاملہ فی الحدود یہ اثر دلالت کرتا ہے کہ حضرت عمر نے حدود کے بارے خط کو معتبر سمجھا، اور ابی ذر کی روایت میں فی الحدود کے بجائے فی الجارود ہے اس کا نام بشر تھا اور اس کا لقب جارود تھا، بحرین کا رہنے والا تھا قدامہ بن مظعون عامل بحرین کے بارے جارود نے حضرت عمر سے شکایت کی کہ اس نے شراب پیا ہے جس کے بعد اسے سکر بھی طاری ہوگیا، اس کے خلاف جارود اور ابی ہریرہ نے شہادت دی، پوری تفصیل کتاب الحدود کے آخر میں ہے دوسرا اثر عمر بن عبدالعزیز نے اپنے قاضی کی طرف خط لکھا جس میں ٹوٹے ہوئے دانت پر ایک آدمی کی شہادت کو معتبر کہا، تیسرا اثر ابراہیم نے کہا کہ قاضی کا رقعہ قاضی کیطرف جائز ہے جب وہ اس کے خط اور مہر کو اچھی طرح پہچان لے، چوتھا اثر عامر شعبی اس کتاب کو جو قاضی کی طرف مہر شدہ آئے معتبر سمجھتے تھے، پانچواں اثر ابن عمر سے بھی اسی طرح مروی ہے، چھٹا اثر معاویہ بن عبدالکریم ثقفی نے کہا کہ میں عبدالملک بن یعلی قاضی بصرہ اور ایاس بن معاویہ اور حسن اور ثمامہ بن عبداللہ بن انس اور بلال بن ابی بردہ اور عبداللہ بن بریدہ اسلمی اور عامر بن عبدہ اور عباد بن منصور ان سب کے پاس گیا یہ سب لوگ قاضیوں کے خطوط کو بغیر گواہوں کے معتبر سمجھتے تھے اور اگر مدعی علیہ جس کے خلاف خط کی شہادت قائم کی گئی ہے کہے کہ یہ جھوٹ ہے تو اسے تحقیق پیش کرنے کا موقعہ دیا جائے گا۔ اور سب آثار کے آخر میں امام بخاری نے حدیث پیش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر کی طرف لکھا یا تو اپنے صاحب کی دیت ادا کرو ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ یہ روایت باب قسامۃ میں پہلے ذکر ہو چکی ہے اور آئندہ باب کتابۃ الحاکم الی عمالہ میں بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکور ہو گی اس حدیث سے اور دوسری حدیث انس بن مالک سے جس میں ہے کہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رومیوں کی طرف خط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں نے کہا کہ رومی لوگ بغیر مہر لگے خط کو نہیں پڑھتے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس سے آپ خطوں پہ مہر لگاتے تھے، اس انگوٹھی پہ محمد رسول اللہ کا نقش تھا ان دونوں حدیثوں میں خط مختوم اور کتاب القاضی الی القاضی دونوں مسائل کے جواز کا استدلال موجود ہے۔

شبہ: امام بخاری کے پیش کردہ آثار و اقوال کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ تاریخ الخمیس میں خود امام ابوحنیفہ سے مروی ہے، ماجاءنا عن اللہ ورسولہ قبلناہ علی الرأس والعین وماجاءنا عن الصحابة اخترنا احسنه ولم نخرج عن اقاویلھم وماجاءنا عن التابعین فھم رجال ونحن رجال۔

جواب: اولاً تو امام ابوحنیفہ کا تابعی ہونا صحت کے ساتھ ثابت نہیں بالفرض اگر آپ تابعی بھی ہوں تب بھی امام بخاری نے اپنے مسئلہ کی تجویز کے لئے حضرت عمر کا صحیح اثر لکھا ہے، نیز اپنے مسئلہ پر دو مرفوع حدیثیں بھی پیش کی ہیں لہٰذا یہ جواب ہم رجال ونحن رجال احادیث کے مقابلہ میں پیش نہیں کیا جا سکتا ہے۔

باقی حضرت عمر کے اثر کا یہ جواب کہ حضرت عمر نے اپنے عامل کی طرف تحقیق کیلئے خط لکھا تھا یہ بھی درست نہیں کیونکہ فتح الباری کتاب الحدود کے آخر میں سعید بن منصور کے حوالہ سے سند صحیح کے ساتھ جو اثر منقول ہے اس کے لفظ یہ ہیں انه کتب الی عامله ان عاد فحدوه، یعنی حضرت عمر نے اپنے عامل کی طرف لکھا کہ اگر یہ دوبارہ لوٹے تو اس کو حد لگا دینا تو آپ نے اپنے عامل کو صرف تحقیق کے لئے نہیں لکھا بلکہ حد لگانے کا حکم لکھا تھا۔ نیز جب کتاب الحاکم الی العامل معتبر ہے تو پھر کتاب الحاکم الی الحاکم یا کتاب القاضی الی القاضی کیوں غیر معتبر ہے۔

باب ترجمة الحکام وھل یجوز ترجمان واحد۔

مسئلہ خلافیہ، تعدد ترجمان حکام۔ یعنی حاکم کے سامنے صرف ایک عادل ترجمان یا دو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر عادل ترجمانوں کی ترجمانی کافی ہے جو حاکم کے سامنے لوگوں کی اور لوگوں کے سامنے حاکم ترجمانی کرے، یعنی ترجمانی شہادت کے دو حصوں میں سے ایک حصہ عدد یا عدالت شرط ہے امام بخاری نے اسی کو پسند کیا ہے لیکن امام شافعی و محمد کے نزدیک ترجمانی میں بھی شہادت کی طرح دو عادل مرد یا ایک عادل مرد اور دو عادل عورتوں کی ترجمانی ضروری ہے امام مالک کے نزدیک ایک ثقہ مسلمان کی ترجمانی ضروری ہے، لیکن اگر دو ہوں تو بہتر ہے، امام بخاری اور امام ابوحنیفہ ترجمانی کو باب خبر سے قرار دیتے ہیں لہٰذا ایک ترجمان پر انحصار درست ہے۔

ایک ترجمان کے کافی ہونے پر امام بخاریؒ کے دلائل (۱) حدیث زید بن ثابت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہودیوں کی خط و کتابت سیکھنے کا حکم دیا، پھر وہ رسول اللہ کے خطوط ان کو لکھتے اور ان کے خطوط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سناتے تھے۔

(۲) حدیث عمر یعنی عمر فاروق کے پاس عثمان علی عبدالرحمٰن بن عوف بیٹھے تھے کہ ایک عورت آئی اس نے کچھ کہا حضرت عمر نے پوچھا یہ کیا کہتی ہے تو عبدالرحمٰن بن حاطب نے کہا یہ اس شخص کے بارے میں کہتی ہے جس نے اس کے ساتھ بدکاری کی ہے،

(۳) قول ابی جمرہ کہ میں ابن عباس اور دوسری زبان والے لوگوں کے درمیان ترجمانی کا کام کرتا تھا،

(۴) حدیث ہرقل کہ ہرقل نے روم میں ابوسفیان بمع قریش کے لوگوں کے بلوایا پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ ان لوگوں کو کہو کہ میں تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے چند سوال کرتا ہوں اگر یہ میرے سامنے جھوٹ بولے تو تم اس کو جھٹلا دینا۔

شبہ: ہرقل کافر تھا اس کے فعل سے کیسے حجت پکڑی جا سکتی ہے،

جواب ۱: اس حدیث کے ذکر کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ ترجمانی کا عمل امم سابقہ میں بھی اخبار محضہ کی شکل میں سمجھا جاتا تھا،

(۲) ہرقل نے اس قصہ میں جتنے امور ذکر کئے ہیں وہ سب درست تھے لہٰذا یہ عمل شریعت محمدی کی تصویب سے حق ثابت ہو گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پچیسواں مقام: وقال بعض الناس لابد للحاکم من مترجمین۔ یہاں بعض الناس بقول بعض امام شافعی مراد ہیں اور بقول بعض امام محمد مراد ہیں

اور صرف امام محمد نہیں بلکہ ان کے ساتھ امام ابو یوسف اور زفر بھی مراد ہیں یہاں امام ابو حنیفہ مراد نہیں کیونکہ وہ اس مسئلہ میں امام بخاری کے ساتھ ہیں۔ فتح الباری، میں ہے کرابیسی نے امام مالک اور امام شافعی دونوں کا قول نقل کیا ہے کہ وہ ایک ترجمان پر اکتفا کے قائل تھے تو اس قول کی صحت کی بنا پر یہاں بعض الناس سے مراد صرف امام محمد اور ابو یوسف اور زفر ہیں جو ترجمان واحد پر اکتفا کے قائل نہیں تھے۔

اس مقام پر علامہ کرمانی امام بخاری پر اعتراض کرتے ہیں کہ امام بخاری نے یہاں محل نزاع کا کماحقہ تجزیہ نہیں کیا، کیونکہ اس میں نزاع نہیں کہ اخبار میں صرف ایک کی ترجمانی کافی ہے، اور شہادت میں دو ترجمانوں کا ہونا لازم ہے،

محل نزاع یہ ہے کہ حاکم کے سامنے عدالتی بیان کی ترجمانی کے لئے ایک یا دو ترجمانوں کا ہونا ضروری ہے، امام بخاری نے جتنے دلائل پیش کئے ہیں وہ محل نزاع سے تعلق نہیں رکھتے کیونکہ خطوط کا خبر ہونا تو ظاہر ہے اسی طرح عورت کا قصہ اور ابو جمرہ کا قول بھی خبر ہے لہذا امام بخاری کے لئے علی سبیل الاعتراض یہ کہنے کی گنجائش نہیں کہ حدیث میں یوں ہے لیکن بعض لوگ اس کے خلاف کہتے ہیں بلکہ یہاں الٹا الزام امام بخاری پر عائد ہوتا ہے کہ انہوں نے باب ترجمۃ الحکام باندھ کر دلائل اس کے خلاف قائم کئے اس لئے کہ ان دلائل میں حکم حاکم کی ترجمانی کا قطعی کوئی تذکرہ ہی نہیں

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ علامہ کرمانی کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ کرمانی کی بات درست نہیں کیونکہ امام بخاری کا اصل استدلال اس بات سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ثابت کے ترجمہ پر اکتفا فرمایا اور جب خط وکتابت میں آپ نے اس پر اعتماد فرمایا تو اس زبان کے حاضرین عدالت کی ترجمانی کے متعلق بھی ایک شخص کی ترجمانی پر اعتماد فرمایا، نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر امور شرعیہ خط وکتابت کے ذریعہ ہوتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نیز بعض ترجمانی امور خبر یہ از قبیل حکم حاکم وقضا قاضی ہوتے تھے، لہٰذا امام بخاری کا استدلال یقیناً صحیح ہے باقی حضرت عمر کے ساتھ عورت کا قصہ بلاشبہ از قبیل حکم حاکم ہے کیونکہ حضرت عمر نے اس عورت سے جہالت حرمت زنا کی وجہ سے حد ساقط کر دی اس بارہ میں بھی آپ نے ایک مترجم کی ترجمانی پر اکتفا فرمایا باقی قول ابی جمرہ اور قصہ ہرقل میں چونکہ ایک آدمی کی ترجمانی کا ذکر تھا، اس لئے ان کو تاکید مزید کی وجہ سے ذکر کر دیا۔

المکتبۃ الرحمانیۃ

پاکستان میں تبلیغی لٹریچر کی مفت تقسیم کا واحد مرکز
ادارہ تبلیغ جمعیۃ اہلحدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فاروقی کتب خانہ

آپ کی خدمت میں نئے تحفوں کے ہمراہ

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی معروف کتاب

العبودیۃ

کا اردو ترجمہ

قیمت ۲۷ روپے

کتاب التوحید

اردو ترجمہ بیت

قیمت ۳۰ روپے

مؤلف: شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ

قاطع فرق ضالہ مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری رحمۃ اللہ علیہ کی قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل

فسانہ قادیان

معہ اضافہ

پہلے اپنا فسانہ

قیمت ۶۰ روپے

سوانح مؤلف قاضی محمد اسلم سیف فیروزپوری کے قلم سے

فاروقی کتب خانہ

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان فون نمبر [illegible]

الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

یہ کتب آج ہی حاصل کرنے کی کوشش فرمائیے

www.KitaboSunnat.com